

وَلَادَتْ مُصطفَىٰ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



سید محمد سلطان شاہ
ایم اے علوم اسلامیہ اردو)

وَلَدَنَ پَيْشَرْزْ لَاهُو

58697

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب : یوم ولادت مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف : سید محمد سلطان شاہ (ایم۔ ۴۶)

اشاعت اول : ربیع الاول ۱۴۱۸ھ / اکتوبر ۱۹۸۹ء

قیمت : پیسیس روپے صرف

ناشر : وطن پبلیشورز - لاہور

کتابت محمد افضل مخدوم

پروف رینگ سید محمد مردان شاہ

ملنے کے پتے

- ضیاء القرآن پبلیکیشنز، داتا گنج بخش روڈ۔ لاہور ۲
- ۹۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

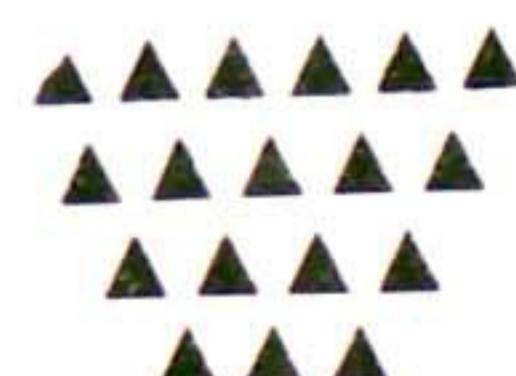


انتساب

میں انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ یہ مقالہ اپنے آنما و مولا، حضور سید المعلیین
 رحمۃُ اللہ علیہن ، خاتم الانبیا ر، احمد مجتبی ، محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا رکی بارگاہ اقدس میں
 پیش کرتے ہوئے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی سے معنوں کرنے کی سعادت حاصل
 کرتا ہوں ۔

ع گر قبول افتاد جے عز و شرف

محمد سلطان شاہ



قارئین سے التماس

قارئین سے التماس ہے کہ میرے والدِ محترم مرحوم پیرستہ حافظ احمد شاہ پشتی سیالوی
 رحمۃ اللہ علیہ کی بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں جن کی دعاؤں سے یہ خاکسار اس قابل ہوا۔

قہرست

۹۶۵

۸	پیش لفظ - حکیم محمد موسیٰ امرتسری
۹	تقریب - راجا شید محمود
۱۰	عزم ناشر - گل محمد فضنی
۱۱	حروف اول
۱۲	ظهور قدسی
۱۳	ولادت با سعادت کادن
۱۴	ولادت کا سال
۱۵	ماہ ولادت رسول خدا ^۲
۱۶	تاریخ ولادت مصطفیٰ ام
۱۷	دوم ربیع الاول
۱۸	پنجم ربیع الاول
۱۹	ہشتم ربیع الاول
۲۰	نهم ربیع الاول
۲۱	دهم ربیع الاول
۲۲	دوازدهم ربیع الاول
۲۳	حضرت جابرؓ اور ابن عباسؓ کا قول
۲۴	محمد بن اسحاقؓ کا قول
۲۵	ابن ہشامؓ کا قول
۲۶	ابن کثیرؓ کا قول
۲۷	علامہ ابن حوزیؓ کا قول
۲۸	مصری سیرت نگاروں کے نزدیک تاریخ ولادت
۲۹	انڈویشیا کے سکارکی رائے
۳۰	
۳۱	
۳۲	
۳۳	

- پر تصریح کے علماء کے نزدیک صحیح تاریخ ولادت
۶۸
اعلیٰ حضرت احمد رضا خان اور تاریخ ولادت کا مسئلہ
۶۹
انگریزی کتب سیرت اور تاریخ ولادت
۷۰
غیر مسلم سیرت زگاروں کے نزدیک پیغمبر اسلامؐ کی تاریخ ولادت
۷۱
عید میلاد النبیؐ بارہ ربیع الاول کو منائی جاتی ہے
۷۲
مکہ معمظمه میں عید میلاد النبیؐ^۳
۷۳
شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ^۴
شیخ فطح الدین الحنفی^۵
جمال الدین محمد بن جارالله بن طبیہ^۶
مکہ معمظمه کی تقریب میلاد
۷۴
شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا مشاہدہ
مدینہ طیبہ میں عید میلاد النبیؐ^۷
مصر میں میلاد النبیؐ^۸
۷۵
آنحضرتؐ کی ولادت اور اہل شیعہ کا عقیدہ
۷۶
محمود پاشا فلکی کا بن تھا ؟
۷۷
ہجرت سے قبل کے تقویمی حسابات ناممکن ہیں
بات کس کی ہانیں ؟
۷۸
ولادت کا موسم
۷۹
حاصل بحث
۸۰
ہند و جوشنی کا چینخ اور اس کا جواب
۸۱
زاپکھہ اقدس
۸۲
بارہ ربیع الاول اور شعرائے کلام
۸۳
ہزار عید سے بھاری ہے بارہویں تاریخ۔
۸۴
پیارے بنی صلی علی پیدا ہوئے
۸۵
میلاد کی شرعی یقینیت

عرضِ ناسخ

وہ ساعت کس قدر سعید اور مبارک تھی جس میں ساری کائنات کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے، سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے کچے کو سٹھی میں دعا خلیل اور نوید بیما اپنے حسین ترین اور اکمل ترین پیکر میں موجود تھی۔ قدسیوں کا جھرمط ان کے حضور درود وسلام کے گھرے پیش کر رہا تھا مقدس و مطہر خواتین خدمت کیلئے حاضر تھیں۔ ۱۲ ربیع الاول کا یہ ان اور وہ ساعت صبح صادق کی ساعت ہمایلوں تھی جنہیں آج تک سرورِ کائنات فخر موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے سعادتِ ابدی حاصل ہو گئی۔ امتِ مسلمہ خودہ سوال سے اس روزِ سعید کو آپ کا یوم ولادت بڑے جوش و خروش سے منا کر "شوقتِ اسلام" کا منظاہرہ اور اعلان کرتی ہے۔

آپ کے یوم پیدائش کے بارے میں کبھی بھی کوئی اختلاف یا ابهام سامنے نہیں آیا۔ قسمتی سے بیغیر میں پہلی بار سیرت النبیؐ کے مؤلف علامہ شبیل نعماںؒ نے محمود پاشا فلکی کے حوالہ سے ۱۲ ربیع الاول کی بجائے ۹ ربیع الاول کو رسولؐ کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت ثابت کئے کیونکہ بعض علقوں میں علامہ شبیل نعماںؒ کی تحقیقات کو آنکھیں بند کر کے قبول کرنے کا رجحان موجود ہے اس لیے جتنے میلادِ صطفاً سے اختلاف کھنے والوں نے علامہ شبیل کی اس نئی تحقیق کو نظر قبول کر لیا۔ بلکہ جتنے میلاد کے خلاف اپنے دلائل میں اسے بطور دلیل نہایاں دلیل پیش کرنا شروع کر دیا۔ اس لیے ضرورت اس امر کی تھی کہ کوئی صاحبِ محبت تحقیق و تسبیح کے بھرپور میں غوطہ زلی کر کے علامہ شبیل کے دلائل کا جائزہ لے اور حقائق کو منظرِ عام پر لے آئے۔

نوجوان محقق سید محمد سلطان شاہ لالیؒ تبریک ہیں کہ انہوں نے اس موضوع پر قلم لٹھایا۔

اور سچی بات یہ ہے کہ اس کا حق ادا کر دیا ہے۔

وہنچ پہلے سترہ اس پر بجا ہو رپھر خذ کر سکتا ہے کہ وہ پنے اشاعتی سلسلہ کا آغاز ہی اس مبارک کتاب کی اشاعت سے کر رہا ہے آپ ہماری اس کا دش کو کیسا پایا؟ اپنی رائے فرورد یہ بیان گا تاکہ اس سفر میں آپ کا پر خلوص تعاون ہمارے شامل حال ہے۔

نخلص
گل محمد فضیلؒ ایڈیٹر فضیلؒ حرم لامہ

پیش لفظ

محفوٰ عصر، حکیم الہست محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى أَفْضَالِهِ ثُمَّ الصَّلٰوٰةُ عَلٰى النَّبِيِّ وَآلِهِ

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ مسلمانوں عالم شروع ہی سے متوفی طور پر یوم ولادت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا ر ۱۲ ربیع الاول کو مناتے جلے آرہے ہیں اور آج بھی یہ مبارک دن دنیا کے تمام ممالک میں ۱۲ ربیع الاول ہی کو منایت ترک و احتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ میں بھی اسی تاریخ کو حجازی مسلمانوں کا ایک عظیم الشان اجتماع ہرسال انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ ایام حج کے اجتماع کے بعد اسے سب سے بڑا اور شاندار اجتماع کہا جاسکتا ہے۔

اہلیان مدینہ طیبہ اپنے اپنے گھروں میں بھی اسی تاریخ کو میلاد نشریفت کی مخالف منعقد کرتے ہیں، لیکن اس کی زیادہ تشهیر نہیں کی جاتی۔ دنیا میں کوئی ایسا ملک یا علاقہ نہیں، جہاں ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ کسی اور تاریخ کو یوم ولادت منایا جاتا ہو۔ بعض موئخین نے ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ جو تاریخیں لکھی ہیں یہ اُن کے سہو یا کمزور روایات پر اختصار کے نتیجے میں اُن سے لغزش سرزد ہوئی ہے۔ اور اسلامی لٹریچر میں ایسی "باتیں یا روایتیں" بیشمار ملتی ہیں۔ لیکن بولوگ "میلاد لہبی" منانے کی مخالفت ہیں، انہوں نے موئخین کے اسے سہو یا تصحیح سے نامدہ اٹھاتے ہوئے یہ اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ ۱۲ ربیع الاول صحیح تاریخ ولادت نہیں ہے اور موجودہ دور کے بعض سیرت نگاروں نے محمود پاشا فلکی کی علم بخوبی دریافت کی ذریعے دریافت کی ہوئی تاریخ ۹ ربیع الاول کو صحیح قرار دیا ہے۔ حالانکہ سیرت کی اولیں کتب میں یہ تاریخ نہیں ملتی اور کسی صحابی یا تابعی کا کوئی قول ۹ ربیع الاول کے باب میں ملتا ہے۔

درحقیقت مخالفین کو اس مقصد تقریب کا اہتمام ایک سچھ نہیں بجاتا۔ اس لئے وہ عوامِ الناس کے دلوں میں بیوم ولادت سے متعلق شک و شبہ پیدا کر کے انہیں میدادمنانے سے روک دیا چاہتے ہیں۔ ان کی یہ جبارت مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ اور ان کی یہ ندیموم سعی مسلمانوں میں اختلاف و انتشار کا ایک نیا بابِ داکرنے کے متراود ہے۔
 الحمد للہ کہ محترم سید محمد سلطان شاہ ایم اے زید علیہ پیشِ نظر کی تحقیقی کاوش نے ان لوگوں کی بذمیتی یا غلط فہمی پر محمول کوششوں کا مکمل طور پر سنبھال کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور کامرانیوں سے سرفراز فرمائے۔

آینے میں بھرت ظا و بین صلی اللہ علیہ و آله و سلم

خاک را دردمندان
محمد موسیٰ عفی عن

۳ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ
۶ اکتوبر ۱۹۰۹ء

متمہ لقریب

راجا شید محمود۔ اپدیٹ مہماں نعت لاہور

تلکش حق مطلع نظر ہو تو تفکر و تدبیر فکر و دانش کے کینوں پر امتیازی حخطوط کھینچ دیتا ہے۔ ایسا ہو تو زبان و قلم سے افکار و نتائج کی گمراہی و گیرائی ظاہر ہوتی ہے اور بحث تحقیق میں شناوری کے ذریعے جو یا نئے حق بعین گمراہیوں سے علم کے ایسے لوئے لالانکال لتا ہے جن کی چکا چوند سے لوگوں کی آنکھیں چند ہیجا جاتی ہیں۔

جب تجوئے حق میں سید محمد سلطان شاہ نے اخلاص نیت اور اخلاص عمل کا سہارا لیا ہے۔ آج جبکہ جلب منفعت کے باعث فضائے علم پر گرا تکدر ہے، وہ علم اور عمل کے پڑوں کو برابر رکھتے ہیں۔ ان کا قلم آشوب وقت سے محفوظ دکھائی دیتا ہے۔

دول کے کوہ ساروں سے محبت و عقیدت کے سوتے اُس وقت پھوٹتے ہیں جب وہ موسم کی طرح نرم ہو جائیں۔ اور مجھے علم ہے کہ سید محمد سلطان شاہ کا دل آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے، موسم سے زیادہ نرم ہے۔ میرے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا کا یہ نواسہ اپنے ننانا جان کے ذکر پر، بھیگ جاتا ہے۔

حضرت مسروک کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کے یوم دلادت کی تحقیق میں میرے محترم رفیق نے جو کاؤش کی ہے، اس میں شخص کی چیز، محبت کی دمک اور عقیدت کی روح پر روشی کے ساتھ ساتھ وقت نظر کا گہرائیق ہے۔ روح کی گہرائیوں تک اُزمی ہوتی عقیدت کی روشنیاں ہی تخلی ادب کو قوتِ نویشتی ہیں۔ یفضل سحاب اخلاص سے سیراب ہوتی ہے۔ ریاضت اور تفکر کی نمازت اسے پروان پڑھاتی ہے۔ اور جذبوں کا سورج اس فضل کو تیار کرتا ہے۔

سید محمد سلطان شاہ کی یہ کتاب عقیدت، اخلاص، ریاضت، تفکر اور جذبہ کے حسین امترزاج کے جلو میں تحقیق و تدقیق اور ثروت نگاہی کے لشکرے کر پلی ہے۔ اسے صداقت کی تعلیمات کرنے کی کوشش شکست سے دوچار ہو گئی اور فتح حق کی ہو گئی۔ مصنف کی اس کاوش نے احقيق اور ابطال باطل کے جھنڈے گاڑ دئے ہیں۔ اللہ کریم ان کے طفیل ہمیں بھی قیامت کے دن اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کا رحیب کرے۔ آمین :

راجا رشید محمود اپنے پیر ماہنامہ نعت لاہو

حروفِ اول

خَمْدُكَ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيمِ ۝

آما بعد۔ جس سہتی سے انسان کو محبت ہوتی ہے اُس کا ذکر کر کے دل کو نُسرو ملتا ہے۔ ذہن کو سکون پیدا ہتا ہے۔ اُس سہتی کا ذکر شعوری اور لاشعوری طور پر کرنے سے قلب کو طہانتی ملتی ہے۔ اسی طرح ایک غلام اپنے مربان اور مشفقت آقا کے گیت گاتا ہے اور گاتا ہی رہتا ہے۔ اور جس کا آقا اپنے غلام کی ان گنت کوتاہیوں کو دیکھ کر بھی نظرِ کرم سے محروم نہ کرے وہ اپنی سہتی کو پنے آقا کے قدموں پر کیوں نہ پچھاوار کرے۔ وہ اپنے آقا کے حضورِ جمین نیاز کیوں نہ ختم کرے۔ اسی جذبے نے مجده سے "یوم ولادتِ مصطفیٰ" لکھوائی۔ یہ حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان گنت عنایات کا بدلہ تو نہیں۔ بھلا بندہ اپنے مولا کا حق ادا کر سکتا ہے ہے کیا محبت اپنے محبوب کے دیدار کی قیمت ادا کر سکتے ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر اس نحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو خدا کے محبوب ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی دولت دنیا و مافہا کی کل نعمتوں سے بہتر ہے۔ ان کے در کی گدائی جہاں کے بادشاہی سے افضل ہے۔ ان کا شہر کرہ ارض کے تمام شرودیں سے اعلیٰ ہے۔ کیونکہ عشق کی محبت کا مرتع ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سیاہ کار کو اُس در کی حاضری سے منیر فرمائے آمین :

مجھے اپنی کم علمی کا شدید احساس ہے۔ یہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرم ہے۔ ورنہ مجھے جیسا ہی سچیر وہی چیز ان شخص یہ کام نہ کر سکتا۔ میں نے مدد و دوسائل کے باوجود بڑی کوشش کی کہ اس موضوع پر صحابہ کرام، تابعین، مفسرین، محدثین اور موڑھین کے تمام اقوال کو سیکھا کر سکوں۔ شاید کسی فاری کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ اس موضوع پر کتاب لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ ان سے عرض ہے کہ اگر ہمیں حضور سید لاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کی صحیح تاریخ ہی معلوم نہ ہو تو پھر ہمارا یہ دعویٰ غلط ہو جاتا ہے کہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی زندگی کا ہر گوشہ محفوظ ہے۔ میں ان تمام احباب کا ترددل سے احسان منہ ہوں جنہوں نے اس کتاب کے مرتب کرنے میں میری اعانت فرمائی۔ خاص طور پر برادرِ ذی احتشام راجہ رشید محمود صاحب اپنے پیر ماہنامہ "نعت" کا جہنوں نے مجھے لکھنے کی طرف راغب کیا۔ اپنے ذخیرہ کتب سے استفادہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور مجھے اپنے قمیتی مشوروں سے مستفید فرماتے رہے۔ میں محقق عصر،

حیکم اہل سنت محمد موسیٰ امرتسری کا ازحد ممنون ہوں جنہوں نے میری حوصلہ افزائی فرمائی اور اس کتاب کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ جناب محمد محبوب الہی صاحب انجیزہ نے چند نایاب رسائل مہیل کئے۔ اُن جگہ بھی ازحد ممنون ہوں۔ جناب محمد عالم مختار حق نے اپنے ذخیرہ کتب سے استفادہ کرنے کا موقع دیا اُن کا بھی شکر گزار ہوں۔ برادر مقدم حاجی سید محمد شاہ صاحب مجھے اپنے قمیتی مشوروں سے نوازتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کو اجر عظیم عطا فرئے اور اس پر تقدیر کی کوشش کو قبول فرمائے۔

آمین :

سگ دربارِ مصطفیٰ

محمد سلطان شاہ عفی عنہ

۲۶ جنوری ۱۹۸۹ء بروز جمعۃ المبارک

طہور قدسی

عالم انسانیت کے فلک پر کفر و ظلمت کے بادل چھاپنے تھے۔ جمادات و گمراہی کا دور دوڑ
تھا۔ می خواری عام تھی۔ اہل عرب قمار بازی کے خوگین چکتے تھے۔ فحاشی و عربیانی انتہا کو پہنچ
چکی تھی۔ ہر قبیلہ دوسرے قبیلہ سے جنگ آزماتھا۔ ہر علاقہ دوسرے علاقے سے بے سر بریکار
تھا۔ بات بات پر تواریں نیاموں سے باہر نکل آتیں۔ ایک بار جنگ کی آگ سنگ پڑتی
تو صدیوں تک اُس کے شعلے بھڑکتے رہتے تھے۔ غیرہ انسانی مردہ ہو چکی تھی۔ کسی کی جان و
مال اور عربت و آبر و محفوظ نہ تھی۔ دختر کشی کی بہیانہ رسم جاری تھی۔ اشرف المخلوقات نے
متاع ہوش یوں کٹا دی تھی کہ اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوتے سنگ و گل کے بتوں کو اپنا معبود
تسلیم کر لچکا تھا۔ مسجد ملائکہ ساجد اصنام بن لچکا تھا۔ بُت پستی کا یہ عالم تھا کہ ہر گھر بُت خانہ
تھا، یہاں تک کہ خانہ کعبہ جو سر جنمہ توجیہ اور ربیع ہدایت تھا، اب شرک کا محور بن چکا
تھا۔ — آخر عرب کے اُبڑے چمن میں بسار آئی۔ ابراہیمی گلشن میں شجر قریش کی
شاخ ہاشمی پر ایک ایسا پھول کھلا جس کی خوبیوں سے دنیا کا ہر گو شہ مُعطر ہو گیا۔ مکہ میں ایسا
آفتاب رسالت طوع ہوا جس کے نور سے سارا عالم جگا اٹھا۔ وہ بخوبی ہدایت درخشاں ہوا
جسے دیکھ کر دشمن صدالت میں گم گشتہ کائنات کو راہِ منزل کا رُراغ مل گیا۔ اور وہ ماہِ نبوت
ضوفشاں ہوا جس کی چاندنی نے بنی نوع انسان کی آنکھوں سے دلوں تک کوٹھنڈک اور
راحت بخشتی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس کے گھر سیدہ آمنہ بنت ابی طیب اطہر سے ۱۲ ربیع الاول کو اُس ہستی
کی ولادت با سعادت ہوئی جو خلاصہ کائنات اور دیباختہ کائنات ہے۔ (صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم) پھر کیا ہوا۔ کفر و صدالت کی گھنگھور گھنٹائیں چھپتے گئیں۔ ابر کرم خوب پرسانشک
اور بے آب و گیاہ زمین سر بیز و شاداب ہو گئی۔ سوچ کے درختوں کی پڑ مردہ شاخیں ہری ہو
گئیں اور ساکنان بطمبا جواس سے پہلے خشک سالی کی وجہ سے بدحال تھے، اس سال کی
برکت سے خوشحال ہو گئے۔ دھرتی اپنے مقدر پر ناز کرنے لگی کہ مجھ پر سائر عرش تشریف لائے۔
آسمان نے حضرت بھری نگاہوں سے زمین کی طرف دیکھا اور اُس کے نصیب پر شک کرنے

رگا کہ محبوب خالق دمک نے وہاں زوال اجلال فرمایا۔ سرکار کی آمد سے غلامی کی زنجیریں ٹوٹ گئیں۔ زنگ دنسل کے بہت منہ کے بل کر کر پاش پاش ہو گئے۔ شہنشاہ فارس کے محل کے پھودہ کنگرے گر گئے، آتشکده فارس مرد ہو گیا۔ اور بحیرہ طبہ یہ یکاک خشک ہو گیا۔ شیاطین کے تخت اٹ گئے۔ با مکعبہ پر بزریہ چم نصب ہوا۔ سارا عالم نور سے منور ہوا۔ ہر عالم کی بہر مخلوق درود وسلام کے ترانے گانے لگی۔ احمدت کے نعمے اور مدحت کے ترانے بنند ہوئے۔ قدسیان عرش کی زبان پر نغمہ تقدیس جاری ہو گیا کہ آج والی کون و مرکاں تشریف لائے ہیں۔ جس یوم سعید کو ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبی علیہ البتہ والثنا اس دنیا میں تشریف لائے، اس مبارک دن کے بارے میں مومنین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ اختلاف دن کا ہی نہیں بلکہ مینے اور سال کا بھی ہے۔

ولادت پاسعادت کا دن

اس بات پر تمام مومنین متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت دوشنبہ (پیر) کے دن ہوئی۔ اور اس کا ثبوت احادیث مبارکہ سے تھی ملتا ہے۔ حضرت ابو قتادہ الصفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

انہ مسئل عن حسیام يوم الاثنين فقال ذلك يوم ولدت فيه ونزلت على فيه النبوة .

”حسنور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ آپ پیر کے دن روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ تو حسنور نے فرمایا کہ میں اسی دن پیدا ہوا اور اسی دن محمد پر وحی کی ابتداء ہوئی۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نہارے بھی دو شنبہ کو پیدا ہوتے، دو شنبہ ہی کو ان کی بعثت ہوئی۔ اسی دن بھرت کی اور دو شنبہ ہی کو مدینہ منورہ میں داخل ہوتے۔

حضرت عبد اللہ بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مردی ہے کہ حسنور کی ولادت پاسادت

یوم دو شنبہ کی صبح صادق کے طلوع کے وقت ہوئی۔ ۷

روضۃ الاحباب میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت بھی موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت با سعادت پیر کے دن ہوئی اور وحی کا نزول بھی سو موادر کے دن شروع ہوا اور حجر اسود کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موجودہ جگہ پر ہفتے کے اسی دن رکھا، کم تر مغلظہ سے بھرت بھی پیر کے دن ہوئی، مدینہ منورہ میں بھی پیر کے دن داخل ہوئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال بھی پیر کے دن ہوا۔ ۷

مسلم شریف کے مطابق ابو لہب کے عذاب میں اُس دن تحفیظ کر دی جاتی ہے، جس دن اُس نے اپنے بھتیجے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی خوشی میں اپنی کنیزِ ثوبیہ کو آزاد کر دیا تھا۔ ۸ اس دافعہ کو عظیم محدث حافظ ابن حجر عسقلانی "امام سہیلی" کے حوالے سے لکھتے ہیں :

أَنَّ الْعَبَّاسَ قَالَ لِمَامَاتِ أَبْوَلَهْبٍ رَدِيَّتَهُ فِي مَنَامٍ بَعْدِ
حَوْلٍ فِي شَرِحَالٍ فَقَالَ مَا الْقِيَّةُ بَعْدَ كَمْ رَاحَةٍ إِلَّا أَنَّ
الْعَذَابَ يَخْفَفَ عَنِّي كُلَّ يَوْمٍ اثْنَيْنِ بَلْهُ

"حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ابو لہب مر گیا تو میں نے اُس کو ایک سال کے بعد خواب میں بُرے حال میں دیکھا اور یہ کہتے ہوئے پایا کہ تمہاری بُرائی کے بعد آرام نصیب نہیں ہوا بلکہ سخت عذاب میں گرفتار ہوں لیکن پیر کا دن آتا ہے تو میرے عذاب میں تحفیظ کر دی جاتی ہے۔" حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

أَنَّ النَّبِيَّ حَصَّلَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَدِيَوْمِ الْاثْنَيْنِ وَكَانَتْ
ثُوبِيَّةُ بُشْرَتِ أَبَا الْهَبِ فَاعْتَقَهَا بَلْهُ

"یعنی عذاب میں تحفیظ کی وجہ یہ تھی کہ اس نے پیر کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثوبیہ کو آزاد کر

دیا تھا۔ لہذا حب پیر کا دن آتا تو اللہ تعالیٰ اس اظہارِ خوشی کے صلے میں عذاءً
میں تخفیف فرمادیتے۔"

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پیر کے دن ہوتی۔
اور اس پر تمام مورخین اور محدثین کا اتفاق ہے۔ مورخ یعقوبی نے جعفر بن محمد کی سند پر دو شنبہ
کی بجائے جمعہ کو یوم ولادت قرار دیا ہے۔ وہ جو کہ بالکل غلط ہے۔ اسی طرح سید نبی الدین
اویانی نے لکھا ہے:

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در روز جمعہ بہنگام طوع آفتاب
متولد گردید۔" ۵۹

یہی بات شیخ عباس قمی نے بھی نقل کی ہے۔ جو آخر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے فرمان کے بر عکس ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والتمیٰم کا فرمان خدا تعالیٰ کا فرمان ہے کیونکہ:
وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝

اور وہ (پیغمبر) اپنی مرضی سے ہنسی بولتا وہ تصرف وحی ہوتی ہے جو کی جاتی
ہے۔

جب کسی شفہ راوی کی حدیث موجود ہوتی پھر تاریخ کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ دو شنبہ
کے یوم ولادت ہونے کے بارے میں حضرت ابو قتادہؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عبد اللہ
بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے احادیث مروی ہیں۔ ان کے بر عکس مورخ یعقوبی کا جمیع
کو یوم ولادت قرار دینا قطعاً غلط ہے۔ حافظ ابن کثیرؓ نے لکھا ہے:

وَهَذَا مَا خَلَافٌ فِيهِ أَنَّهُ وَلَدٌ صَلِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمٌ

الْأَثْنَيْنِ ۝

اس پر کلی اتفاق ہے کہ آپ پیر کے دن پیدا ہوئے۔

ولادت کا سال

سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سال ولادت میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔
محمدین ہیکل رقمطراز ہیں: "بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ کی ولادت واقعہ
فیل کے چند سال (تیس سے ستر) بعد وقوع میں آئی۔" ۳۴ لیکن یہ بات بالکل غلط ہے تاریخ

کی کسی مستند کتاب میں اس کا ثبوت نہیں ملتا۔
مطلب بن خید اللہ بن قیس نے اپنے والد اور دادا قبیس بن محزر سے روایت
کی۔ قیس نے کہا:

وَلَدْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوْنَ لِدَانَ

”میری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت عام الفیل
میں ہوئی۔ ہم دونوں ہم عمر ہیں۔“

حضرور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

وَلَدْتُ عَامَ الْفَيْلِ

مفاسدین کرام نے سورہ فیل کی تفسیر میں یہ بات نقل کی ہے۔ حافظ عمامہ الدین ابن
کثیر رضی اللہ عنہ، احمد مصطفیٰ المراغی رضی اللہ عنہ، مفتی محمد شفیع رضی اللہ عنہ، مولانا عبدالمجید دریا آبادی رضی اللہ عنہ، بیروت
کے عبداللہ یوسف علی اللہ عز و جل حبیس پیر محمد کرم شاہ الا زہری رضی اللہ عنہ، فی اپنی اپنی تفاسیر میں لکھا
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت اُسی سال ہوئی جس سال واقعہ فیل پیش
آیا تھا۔

تمام موذعین بھی اس بات پر متفق ہیں کہ آپ کی ولادت عام الفیل میں ہوئی۔

چنانچہ ابن احیا ق رضی اللہ عنہ، ابن سہیم رضی اللہ عنہ، ابن کثیر رضی اللہ عنہ عبد الرحمن جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ، ابن
جوزی رضی اللہ عنہ احمد بن حجر رضی اللہ عنہ علامہ یوسف بن اسماعیل رضی اللہ عنہ علامہ مفتی عنایت احمد ر
کا کوروئی رضی اللہ عنہ مسعودی رضی اللہ عنہ علامہ حافظ ابن قیم رضی اللہ عنہ قاضی سلیمان منصور پوری،
سید محمد الحسنی رضی اللہ عنہ شیخ عباس قیم رضی اللہ عنہ مولانا اشرف علی تھانوی رضی اللہ عنہ قاضی نواب علی رضی اللہ عنہ وغیرہم
نے عام الفیل کو حصہ نہیں کیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ولادت کا سال قرار دیا ہے بعد الرحمن
چشتی متوفی ۱۰۹۳ھ نے لکھا ہے:

”ابل سیر کی اکثریت اس پر متفق ہے کہ ولادت پاک سال فیل میں ہوئی۔“
جلیل الفضل محدث و مفسر اور موذع حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے:

وَكَانَ مُولَدَةً عَلَيْهِ الْهَرَبَةُ وَالسَّلَامُ عَامَ الْفَيْلِ وَهَذَا هُوَ
أَمْثَلُهُورٍ عَنِ الْجَمَهُورِ قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَنْذُرٍ الْخَرَاجِيُّ
وَهُوَ الَّذِي لَا يَشْكُ فِيهِ أَحَدٌ عَلَمَهُ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصُّورَةُ
وَالسَّلَامُ وَلَدُ عَامِ الْفَيْلِ^{لَهُ}

"جمهور کے تزدیک میں قول مشہور ہے کہ بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت
عام الفیل میں ہوئی۔ اور ابراہیم بن منذر کہتے ہیں کہ اس بات میں کسی عام
کو بھی شک و ثبہ نہیں کہ بنی علیہ السلام عام الفیل میں پیدا ہوئے۔"

ماہ ولادت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

سال کے بعد ہمینے میں بھی اختلاف پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ محمد حسین
ہیکل نے لکھا ہے :

وَأَخْتَلَفَ الْمُؤْرِخُونَ كَذَلِكَ فِي الشَّهْرِ الَّذِي وُلِدَ فِيهِ وَ
إِنْ كَانَتْ كَثُرَ تَهْمَمُ عَلَى أَنَّهُ وُلِدَ فِي شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ - وَ
قِيلَ وُلِدَ فِي الْمَحْرُمِ - وَقِيلَ وُلِدَ فِي صَفَرٍ وَبَعْضُهُمْ
يُوَجِّعُ دِجَبًا . عَلَى حَسَنِ يَرْجُعُ آخَرُونَ شَهْرُ مُحَنَّا .

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد صنائیں بیلوبی قدس سرہ مورخین کے اس
اختلاف کا ذکر کرنے ہوئے لکھتے ہیں : "رجب، صفر، ربیع الاول، محرم، رمضان،
سب کچھ کہا گیا۔ اور صحیح و مشہور قول جمهور "ربیع الاول" ہے۔" لہ

علماء نے محرم، رجب اور رمضان کی نفی کی ہے۔ موہب میں ہے :

لَمْ يَكُنْ فِي الْمُحْرَمِ وَلَا فِي رَجَبٍ وَلَا فِي رَمَضَانٍ^{لَهُ}

"ولادت نے محرم میں ہوئی نہ رجب میں اور نہ ہی رمضان میں۔"

قدیم اور جدید مورخین کا اس پراتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با
سعادت ربیع الاول میں ہوئی۔ ابن اسحاق ^{لہ} ابن ہشام ^{لہ} شارح بخاری امام قسطلانی ^{لہ}

شیخ قطب الدین الحنفی شیخ الحافظ ابوذر عراقی شیخ حماد الدین محمد بن جارالله شیخ
عبدالحنفی محدث دہلوی شیخ امام یوسف بن اسحیل نہانی شیخ محمد ابو زہرہ شیخ ابن کثیر شیخ ابن
سعد شیخ ابن حوزی شیخ ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی شیخ محمد صدیق حسن بھوپالی شیخ
محمد رضا مصری شیخ سید سلیمان ندوی شیخ مولانا شبیل نعمانی شیخ قاضی سلیمان منصور پوری شیخ
سید ابوالا علی مودودی شیخ اور علامہ نورجیش توکلی شیخ سبھی اس پرتفق ہیں کہ آپ کی ولادت
با سعادت ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی۔ اس کی تائید حضرت سعید بن المیتب کی
روایت سے ہوتی ہے جس میں آپ کی اس جہاں زنگ دبومیں تشریف آوری کا مہینہ
ربیع الاول قرار دیا گیا ہے یعنی

مدارج النبوت میں ہے ”مشهور آنسست کہ در ربیع الاول بود“ مشهور ہے
کہ ربیع الاول میں ولادت ہوئی۔ شرح المزیہ میں ہے ”الْأَصِحُّ فِي شَهْرِ
رَبِيعِ الْأَوَّلِ“ صحیح تین یہ ہے کہ ربیع الاول میں ہوئی۔
مواہب میں ہے وَهُوَ قُولُ جمِهُورِ الْعُلَمَاءِ ”یعنی جمہور علماء کا قول ہے :
حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں :

وَهَذَا مَا لَا خِلَافٌ فِيهِ أَنَّهُ وَلَدَ الذَّبِيْنَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَوْمَ الْأَشْنَينَ ثُمَّ الْجَمِهُورُ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ كَانَ فِي شَهْرِ
رَبِيعِ الْأَوَّلِ“

”اس پر ذرا اختلاف نہیں کہ حضور و شنبہ کے دن پیدا ہوئے پھر جمہور کا
یہ بھی فیصلہ ہے کہ ربیع الاول کا مہینہ تھا۔“

صاحب شرح ررقانی تخریب فرماتے ہیں :

قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ هُوَ الْمَشْهُورُ عِنْدَ الْجَمِهُورِ وَ عَلَيْهِ الْعَمَلُ ۖ وَ
”ابن کثیر نے کہا ہے کہ جمہور کے نزدیک یہی مشهور ہے اور اسی پر عمل ہے۔“

نسیم الریاض میں ملقطح سے ہے :

اَنْفَقُوا عَلَى آنَّهُ وَلَدَ يَوْمَ الْأَشْنَينَ فِي شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ ۖ

” ماہ ربیع الاول میں پیر کے دن ولادت پر اتفاق ہے۔ ”

یہی صفوہ میں ہے جسے علامہ زرقانی اور ابن الجزار نے نقل کیا ہے^{۱۷}

پس یہ بات واضح ہو گئی کہ محسن کائنات آقا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت ربیع الاول شریف میں دو شنبہ (پیر) کے دن ہوئی۔

تاریخ ولادت مصطفیٰ ام

نترنارج انبیاء، حضور مسیح و کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ربیع الاول کی کس تاریخ اس دنیا میں جلوہ نما ہوئے۔ اس میں شدید اختلاف ہے۔ مورخین نے واقعہ فیل اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے درمیان دنوں کی تعداد مختلف بتائی ہے۔ مولانا محمد صادق سیالکوٹی نے لکھا ہے کہ واقعہ فیل تو لد پاک سے پچاس سال قبل پیش آیا تھا ایک قول یہ بھی ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم واقعہ فیل کے تین سال بعد پیدا ہوئے ہے یہ جمبوں مورخین کے خلاف ہے کیونکہ مورخین اس پر متفق ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت عام الفیل میں ہوئی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ واقعہ فیل کے دن ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہونے والے مسیح الدین عثمان نے اس واقعہ کے دو ماہ بعد ولادت ہونے کا ذکر کیا ہے بتہ امداد تسبیم ہمشیرہ مولانا سید ابوالحسن ندوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور واقعہ فیل کے درمیان سیامیں دن لکھے ہیں تھے لیکن مورخین کی آثاریت نے واقعہ فیل کے پہاڑ پاچ سو دن بعد سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دنیا میں آمد کا ذکر کیا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مارج البتوت میں لکھا ہے:

” بد انکہ جمبوں ایل سیر و تواریخ برآئند کہ تو لدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در عام الفیل بود، بعد از چھل روز تما پنجاہ پنج روز واں قول اصح اقوال است ”^{۱۸}

” جاننا چاہتے کہ جمبوں ایل سیر و تواریخ متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم عام الفیل میں حمدہ اصحاب فیل سے چالیس دنوں سے لیکر پھپن دنوں کے

بعد پیدا ہوئے۔ اور میہی صحیح ترین قول ہے:

علامہ سیمیلی شاہ حافظ ابن کثیر شاہ مسعود شاہ کے مطابق واقعہ فیل کے پچاس دن بعد

ولادت ہوئی۔ سید امیر علی کے مطابق پچاس سے کچھ زیادہ دن گزرے تھے ایسے

محمد بن علی سے یمنقول ہے کہ اس واقعے کے پھپن دن بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

علامہ دمیاطی نے اسی قول کو احتیار کیا۔ طبقات ابن سعد میں ہے۔

فیل و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین مولود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس

وخمسون لیلہ۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور واقعہ فیل کے درمیان

چھپن راتیں گذرتی تھیں۔"

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے تفسیر "فتح العزیز" میں لکھا ہے کہ "ولادت اس

قصہ کے پھپن پر روز بعد ہوئی۔" شاہ ابو محمد عبد الحق الحقانی الدہلوی نے بھی لکھا ہے، جس

سال یہ واقعہ گذرا ہے، اسی سال میں ایک نبیتہ پھپن روز (۵۵ = ۳۰ + ۲۵) بعد آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔" شاہ محدث جلیل سید جمال حسینی مصنف "روضۃ الاجباب"

سرستید احمد خال شاہ الحاج عبد المصطفیٰ اعظمی ہو پر وفیہ سید شجاعۃ علی قادری شعیبی

محمد سعید شاہ علامہ سید محمد رضوی اللہ عبد العزیز نقشبندی شاہ کے نزدیک محبوب خدا

کی ولادت واقعہ فیل کے پھپن یوم بعد ہوئی۔

تمام معتبر روایات کے مطابق ابرہيم کاشندر محرم میں آیا تھا۔ بعض روایات کے مطابق

یہ واقعہ نصف محرم میں پشیں آیا تھا۔ مفتی احمد یار خال نعیمی نے تفسیر "نور العرفان"

میں اور حبیس پیر محمد کرم شاہ الا زہری نے "صیارۃ القرآن" میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ

ستره محرم کو ہوا۔ علامہ عبد الرحمن ابن جوزی لکھتے ہیں، "ابرہيم کی آمد و ہلاکت جب تیرہ دن

محرم کے باقیا تھے ہوئی۔"

پس یہ بات واضح ہو گئی کہ واقعہ فیل، محرم کو ہوا۔ اب اگر محرم اور صفر دونوں ماہ

تمیں دن کے مان لئے بایس نو سترہ محرم کے چھپن دن بعہ ۱۲ ربیع الاول آتا ہے۔

(۱۲ - ۳۰ + ۱۲ = ۵۸)

علامہ قسطلاني نے ۲ ربیع الاول سے کہ ۱۸ ربیع الاول تک کوئی گیارہ تاریخوں کا ذکر کیا ہے۔ صحیح تاریخ ۸ ربیع الاول اور ۱۲ ربیع الاول کے درمیان بینی ہے۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سترہ نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے متعلق سات قول ہیں۔ دو، آٹھ، دس، بارہ، سترہ، اٹھارہ اور بامیں ۹۹ لیکن جدید دور کے بہرہ زگاروں نے ان تاریخوں کے علاوہ نو ربیع الاول کو یوم ولادت قرار دیا ہے۔ حالانکہ قدیم مؤرخین اور محدثین میں سے چند ایک کے علاوہ کسی نے بھی ۹ تاریخ کا ذکر نہیں کیا۔ اب ہم ان تاریخوں کے متعلق باری باری بحث کرتے ہیں تاکہ صحیح تاریخ واضح ہو سکے۔

دوہم ربیع الاول

محمد بن عمر رضی کہتے ہیں کہ ابو معشر نجیح المدنی کہا کرتے تھے : ولد رسول اللہ حسی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین لیلتین خلتا من شہر ربیع الاول : " ماہ ربیع الاول کی دو شبیں گزری تھیں کہ دو شنبہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ یہ روایت محمد بن سعدہ المستوفی اسٹھنے طبقات میں نقل کی ہے تاہ محافظ مغلطانی نے دوسری تاریخ کو اختیار کر کے دوسرے اقوال کو مرجوع فرار دیا ہے۔ علامہ جوزی نے لکھا ہے کہ ایک روایت کے مطابق ربیع الاول کی دو راتیں گزرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی۔ دو ربیع الاول کو اختیار کرنے والے مؤرخین کی نبیاد ابو معشر نجیح کی روایت ہے۔ جو مدینہ پاک میں رہتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ اس روایت کو سب سے پہلے محمد بن سعدہ نے نقل کیا جو ۱۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۳۰ھ کو وفات پائی تھی۔ محافظ مغلطانی نے اسی قول کو درست تسلیم کیا۔ حالانکہ اس کا ذاوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت مکہ مکرمہ میں تھا۔ اس نے یہ بات کسی سے سُنی۔ اس کا پتہ نہیں چلتا۔ پس یہ قول صحیح نہیں۔ اس کے علاوہ مکہ اور مدینہ میں الگ الگ یہ نہدر راجح ہے۔

مہینہ والوں کا سال ۱۲ قمری مہینوں کا ہوتا تھا جبکہ اہل مکہ کبھی کبھی ۱۳ یا ۱۴ مہینوں کا سال بنایا کرتے تھے۔ اس کا ذکر آگے تفصیل سے آئے گا۔

چھتم ربع الاول

امیر الدین نے "سیرت طیبہ" میں لکھا ہے "مخاتر قول یہ ہے کہ ۵ ربیع الاول کو پیدا ہوئے لیکن کسی اور مؤرخ نے یہ تاریخ نہیں رکھی۔

ہشتم ربيع الاول

ابوالحسن علی بن حسین بن علی المسعودی المتوفی ۳۷۰ھ نے "التنبیہ والاشراف" میں آنکھ ربیع الاول کا دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دنیا میں تشریف لانے کا دل قرار دیا ہے ہبھٹہ علامہ حافظ ابن قیم متوفی ۶۷۸ھ نے لکھا ہے کہ جمہور کا قول یہ ہے کہ آنکھ ربیع الاول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ مولانا محمد ادريس ہندھلوٹی اور علامہ راشد الجیزی نے بھی آنھٹوں ربیع الاول کو یوم میلاد قرار دیا تھا۔ لیکن اس قول کی بنیاد کسی صحابی یا تابعی کے قول پر نہیں اس لئے یہ تاریخ درست نہیں۔

ہشتم ربيع الاول

محمد بنین اور مفسرین میں سے کسی نے ۹ ربیع الاول کی تاریخ نہیں لکھی۔ نہ ہی صحابہ کرام یا تابعین سے کوئی ایسا قول مردی ہے۔ بر صغیر پاک وہند کے چند سیرت نگاروں نے جن میں علامہ شبیل النحافی، مولانا سلیمان منصور پوری اور حفظ الرحمن سیوطہ روی پیش پیش تھے، نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی تاریخ ۹ ربیع الاول لکھی اور آج تک اس کو سنتہ بنایا کہ اس بات کی تشهیر کی جاتی ہے کہ ۱۲ ربیع الاول تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت نہیں۔ علامہ شبیل نے ۳۳۰ھ میں "سیرۃ النبی" میں لکھا۔

"تاریخ ولادت کے متعلق مصر کے مشہور ہدیت دان عالم محمود پاشنافلکی نے ایک

رسالہ لکھا ہے جس میں انہوں نے دلائل ریاضتی سے ثابت کر دیا ہے کہ آپ کی ولادت باستاد
۹ ربیع الاول روز دوشنبہ مطابق ۲۰ اپریل ۱۴۵۸ء میں ہوئی۔^{۱۷}

حاشیہ میں علامہ موصوف نے لکھا کہ تاریخ ولادت میں اختلاف ہے لیکن اس قدر
متفق علیہ ہے کہ وہ ربیع الاول کامینہ اور دوشنبہ کا دن تھا اور تاریخ ۸ سے ۱۲ تک پیغمبر
ہے ربیع الاول مذکور کو ان تاریخوں میں دوشنبہ کا دن نہیں تاریخ کو پڑتا ہے اسی لئے ۹
 ربیع الاول ہی یوم ولادت ہے۔^{۱۸}

قدم مؤرخین سے ابن حزم^{۱۹} اور حبیدی^{۲۰} کے مطابق ۹ ربیع الاول ہے مولانا عبد الرحمن شافعی^{۲۱}
ذ بھی ۹ ربیع الاول لکھی ہے۔^{۲۲} محمد طلفت عرب نے "تاریخ دول العرب والاسلام" میں ۹ تاریخ
کو صحیح فرار دیا ہے۔^{۲۳}

علامہ شبیلی کے ہمعصر اور متاخرین میں قاضی محمد سلیمان نصیر پوری نے "رحمۃ للعلمین" میں،
ابوالکلام آزاد نے "رسول رحمت" میں، حفظ الرحمن سیوطہ رومی نے "قصص القرآن" میں، علام
احمد پروین نے "معراج انسانیت" میں، سید قاسم محمود نے "اسلامی انسائیکلو پیڈیا" میں، شاہ
متعین الدین احمد ندوی نے "تاریخ اسلام" میں، غلام نبی مگرے نے "سیرت نبی انبیاء"
میں، ذکر احمد راجح نے "رسول کامل" میں، حجیک محمد تمییل طفر نے "ادی کونین" میں، چوہن
فضل ختنے "رسول نبدا" میں، عبد الكریم ثمر نے "رسول کائنات" میں، مولانا محمد میاں نے
"تاریخ اسلام" میں، غلام حیدر بٹ نے "رسول خدا" میں، مولانا محمد اسلم جہرا چور مٹے نے
اور شیخ احمد تنبانے "تاریخ اسلام" میں ۹ ربیع الاول ہی تاریخ ولادت لکھی ہے ان سب
نے لکھا ہے کہ بارہ ربیع الاول صحیح تاریخ نہیں کیونکہ ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں تھا اور پیر
کا دن فنا ریخ کو بتا ہے اس لئے ۹ ربیع الاول صحیح تاریخ ہے۔

دھرم ربیع الاول

پسند مؤرخین ۱۰ ربیع الاول کو یوم ولادت فرار دیا ہے۔ محمد بن سعد متوافق نہیں نہ
"طبقات ابن سعد" میں لکھا ہے:

وَلَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَشْتَنِ بِعِشْرِيَّال

نَحَادِنْ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ ۝ ۲۹

” ماہ ربیع الاول کی دس راتیں گذری تھیں کہ دو شنبہ کے دن رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوتے۔ ”

علامہ ابن جوزی نے ۱۲۔ ربیع الاول کو یوم ولادت بتایا ہے لیکن ایک روایت یہ

بھی لکھی ہے:

” آپ کی ولادت سوموار کے دن عام الفیل میں دس ربیع الاول کے بعد ہوئی ۳۰

لیکن اس میں یہ نہیں کہا کہ دس ربیع الاول کو ولادت ہوئی بلکہ دس کے بعد ولادت ہوئی ہے اور بارہ ربیع الاول دس کے بعد ہی آتی ہے۔ چونکہ انہوں نے بارہ ربیع الاول کے متھلنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے جن کا ذکر آگے آئے گا، پس دس والی بات کو قیامت نہیں رکھتی۔

مؤرخ ابن اثیر نے بھی یہ قول نقل کیا ہے کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت پیدا ہوئے جب ربیع الاول کی دس یا دو راتیں گذر چکی تھیں ۳۱“ اکثریت نگاروں میں سے کسی نے بھی دس ربیع الاول کو اختیار نہیں کیا۔ اُن کی اکثریت نے ۱۲۔ ربیع الاول کی تاریخ لکھی ہے۔

دوازدھم ربیع الاول

صحابہ کرام، تابعین، محدثین، مفسرین اور مورخین کی اکثریت نے ۱۲۔ ربیع الاول کو یوم ولادت رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا ہے۔ اور قدیم دور سے ۱۲۔ ربیع الاول کو عید میلاد النبی مناتے آئے ہیں اور آج کل بھی بہت سے اسلامی ممالک میں اسی دن عید مناتی جاتی ہے۔ اب صحابہ کرام، محدثین اور مورخین کے اقوال نقل کرتا ہوں جنہوں نے ۱۲۔ ربیع الاول ہی ولادت کی تاریخ بتائی ہے۔ آگے پڑھ کر انشاء اللہ آپ پر واضح ہو جائے گا کہ صفحہ تاریخ

ولادت ۱۲۔ ربیع الاول ہے کیونکہ جمہور محدثین نے اسے ہی درست تسلیم کیا ہے۔

۱۔ حضرت جابرؓ اور ابن عباسؓ کا قول

حضرت پیداگالِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے بارے میں حافظ ابو جردن ابو شیبہ نے صحیح اسناد کے روایت فرمایا :

عن عفان . عن سعید بن میمناء ، عن جابر و ابن عباس
آنہما قالا و لدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل
یوم الاثنين الثاني عشر من شهر ربیع الاول بنته

”عفان سے روایت ہے وہ سعید بن میمنا سے روایت کرتے ہیں کہ
جابر اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی ولادت عام الفیل میں سو مواد کے روز بارھویں ربیع الاول کو
ہوئی۔“

اس حدیث کے راوی ابو جردن محمد بن شیبہ بڑے ثقة، حافظ حدیث تھے۔ ابوذر عده رازی
المتوافق علیہ فرماتے ہیں :

”میں نے ابو جردن محمد بن شیبہ سے بڑھ کر حافظ حدیث نہیں دیکھا۔“ اللہ

محمد بن حبان فرماتے ہیں :

”ابو جردن غلطیم حافظ حدیث تھے۔ آپ کاشمار ان لوگوں میں ہوتا ہے
جنہوں نے حدیثیں کھیلیں۔ ان کی جمع و تدوین میں حصہ لیا اور حدیث کے بارے
میں کتب تصنیف کیں۔ آپ نے ۲۵۰ ہجری میں وفات پائی۔“ اللہ

ابن ابی شیبہ نے عفان سے روایت کیا ہے جن کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ
عفان ایک بلند پایہ امام، ثقة اور صاحب ضبط و اتفاق ہیں۔ شیبہ اور سعید بن میمنا، بھی ثقة
ہیں۔

یہ صحیح الائمنہ روایت دو جلیل القدر صحابہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ اور حضرت عبد اللہؓ

بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ پس اس قول کی موجودگی میں کسی موئرخ کا یہ کہنا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ کسی اور دن ہوئی، ہرگز قبول نہیں جھرت عبید اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چھاڑا دبھائی تھے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے قریبی رشته ہونے کی وجہ سے ان کی بات سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ انہوں نے یہ روایت ہاشمی خامدان کے بزرگوں یا سن رسیدہ خواتین سے سُنی ہوگی۔

حضرت ابن عباسؓ کے لئے رسالت آب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی۔

اللَّهُمَّ بَارِكْ فِيهِ وَأَنْشُرْ عَنْهُ ۝
”اے اللہ ان کو برکت عطا فرم اور ان سے نور علم پھیلा۔“

۲۔ محمد بن اسحاق کا قول

حضرت محمد بن اسحاقؓ پہلے سیرت نگار ہیں۔ ان سے پہلے ”معاذی توکل چاہکی تھیں،“ مگر حضور رسید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کا آغاز انہوں نے ہی کیا۔ ابن اسحاق نے بھی اپنی کتاب کا نام ”کتاب المعاذی“ ہی رکھا۔ لیکن یہ کتاب فی الاصل تین حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ یعنی ”المبتدأ“، ”المبعث“ اور ”المعاذی“ پہلے حصے میں اسلام سے پہلے نبوت کی تاریخ ہے۔ دوسرا حصہ آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی اور تیسرا حصہ مدنی زندگی پر مشتمل ہے۔

حضرت محمد بن اسحاقؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بارے میں لکھتے ہیں:

دُلْدُسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمُ الْاثْنَيْنِ، لِلثَّنَى
عَشْرَةَ لَيْلَةً خَدَّتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ، عَامِ الْغَنِيلِ ۝
”آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن بارہ ربیع الاول عام الفیل کو جلوہ افروز ہوئے۔“

ابن اسحاق امام زہری کے شاگرد اور تابعی تھے۔ ان کا انتقال ۱۵۴ھ (یا شاید ۱۵۳ھ)

یہیں ہوا ہے پھرے یہ کتاب ناپید ہتھی، اور اصل کتاب کہیں نہیں ملتی تھی۔ مگر نقوش کے "رسول نمبر" نے یہ مسئلہ حل کر دیا۔ "رسول نمبر" جلد اول میں ڈاکٹر شارا احمد فاروقی جرمن مستشرق جوزف ہورڈ وُنس JOSEPH HOROVITZ کے حوالے سے لکھتے ہیں :

"ابن اسحاق کی تاییف، سیرۃ کے موضوع پر پہلی تحریر ہے جو ہمیں اقتباسات کی شکل میں نہیں بلکہ ایک مکمل اور خاصی ضخیم کتاب کی صورت میں ملی ہے۔ ۱۳۰
سیرۃ ابن اسحاق کی تحقیق ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے کی۔ اردو ترجمہ توبہ اللہ ایڈو و کیٹ نے کیا اور جنوری ۱۹۸۵ء میں نقوش کے "رسول نمبر" کی جلد یازدهم میں شائع ہوئی۔ سیرۃ ابن اسحاق کی تحقیق لندن یونیورسٹی کے عربی پروفیسر A. GUILLAUME نے بھی کی اور اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا۔ جو ۱۹۵۵ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی نے شائع کی اس میں بھی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بارے یہ لکھا ہے :

The Apostle was born on Monday, 12 Rabi-ul-Awwal, in the year of the Elephant.

"پیغمبر خدا ۲۴ عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے دن پیدا ہوئے۔"

۳۔ ابن ہشام کا قول

حضرت ابو محمد عبد المالک بن محمد بن ہشام متوفی ۲۱۲ھ نے "سیرۃ ابن ہشام" میں لکھا ہے : "رسول خدا پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ جس سال اصحاب فیل نے مکہ پر پشکرکشی کی تھی۔" ۱۳۱

"سیرۃ ابن ہشام" ایک مستند تاریخ کی کتاب ہے جس کی کئی شرصیں، تلمذیقات اور منظومات لکھی جا چکی ہیں۔ اس کا فارسی، اردو، انگریزی، جرمن اور لاطینی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ ۱۳۲

حافظ ابن یونس نے ابن ہشام کو ثقہ قرار دیا ہے اور کسی نے تحریح و تضیییف نہیں کی بلکہ ہر تذکرہ نگارنے ان کا ذکر احتراز اور اعتراف کے ساتھ کیا ہے۔ ۱۳۳

۴۔ ابوالقدار اسماعیل بن کثیر کا قول

حافظ عمار الدین ابوالقدار اسماعیل ابن کثیر القرشی المشتی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۷۰ھ السیرۃ النبوۃ” میں رقمطراز ہیں :

”وزواہ ابن ابی شيبة فی مصنفه عن عفان، عن سعید بن میمناء، عن جابر و ابن عباس أَنَّهُمَا قَالَا: وَلَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَیْلِ يَوْمَ الْاثْنَيْنِ الثَّانِي عَشْرَ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ وَهَذَا هُوَ الْمَشْهُورُ عِنْدَ الْجَمْهُورِ“^{۱۲} لکھا ”علامہ ابن کثیر“ جیسے جید عالم، محدث، مفسر اور مؤرخ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ۱۴ ربیع الاول کو ہوئی ۔

۵۔ علامہ ابن حوزی کا قول

ابو الفرج عبد الرحمن جمال الدین بن علی بن محمد القرشی البکری المحنبی (۵۱۰ - ۵۹۰ھ) نے ”الوفا“ میں لکھا ہے :

”آپ کی ولادت سوموار کے دن عام الفیل میں دس ربیع الاول کے بعد ہوئی۔ ایک روایت یہ ہے کہ ربیع الاول کی دوراتیں گزرنے کے بعد یعنی تیسرا تاریخ کو اور دوسرا روایت یہ ہے کہ یار ہوئیں رات کو ولادت ہوئی۔“^{۱۳}

علامہ ابن حوزی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر ایک کتاب ”تلقیح فہم اثر“ بھی لکھی۔ جسے مولانا محمد یوسف بریلوی نے ۱۹۶۹ء نے مفید خواشی کے ساتھ شائع کیا۔ یہ جید برقی پریس دہلی سے چھپی تھی۔ اس میں بھی علامہ ابن حوزی نے پیر کا دن اور ماہ ربیع الاول کی دیگر تواریخ کے ساتھ بارہ بھی لکھی ہے۔^{۱۴}

ابن حوزی نے ”مولد البنی“ کے نام سے ایک رسالہ بھی لکھا۔ اس کا ترجمہ مولانا عبد الحليم

ثیر کھنومی نے کیا تھا، جو ۱۹۲۳ھ میں لکھنؤ سے چھپا۔ اس میں تاریخِ ولادت کے بارے میں لکھا ہے :

”تاریخِ ولادت میں اختلاف ہے۔ اس بارے میں تمین قول ہیں۔

ایک یہ کہ آپ ربیع الاول کی بارہویں شب کو پیدا ہوئے۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے۔ دوسرا یہ کہ آٹھویں اس ماہ کی پیدا ہوئے۔ یہ حضرت عکرمہؓ کا قول ہے۔ تیسرا یہ کہ آپ کی ولادت ۲ ربیع الاول کو ہوئی۔

یہ حضرت عطاءؓ کا قول ہے۔ مگر سب سے صحیح پہلا قول ہے۔

علامہ ابن الجوزی ایک فصیح البیان واعظ۔ بلند پایہ محقق اور عظیم المرتب مصنف تھے۔ انداز اُنین سوکتا میں لکھیں۔ علامہ ابن جوزی نے ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ ۸، ۲ اور ۱۰ ربیع الاول کے بارے میں اقوال تقلیل کئے ہیں لیکن ۱۲ ربیع الاول پر انہوں نے اجماع تقلیل کیا ہے۔

۶۔ شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی ”شاریح بخاری“ نے لکھا ہے :

”وکانت مولده ليلة الاثنين او ثنتي عشرة ليلة خاتمة

من شهر ربیع الاول“۔

”آپ کی ولادت پیر کے دن حب ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں ہوئی۔“

فاضل زرقانی فرماتے ہیں :

”المشهور انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ولد يوم الاثنين ثاني عشر ربیع الاول وهو قول محمد بن اسحاق امام المغازی۔“۔

”مشہور یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن بالمه ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور امام مغازی محمد بن اسحاق کا یہی قول ہے :“

۷۔ احمد موسیٰ البکری کی کتاب ”التاریخ الغزّلی القديم والسیرۃ النبویۃ“ سعودی عرب

کی وزارت المعارف نے ۱۹۷۶ء میں طبع کرائی۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے متعلق ہے :

وَلَدَ رَسُولُ الْكَرِيمِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَكَّةَ الْمَكْرُومَةِ
فِي فَجْرِ يَوْمِ الْاثْنَيْنِ الثَّانِي عَشْرَ عَنْ رَبِيعِ الْأَوَّلِ الْمَوْافِقِ
۲۰ نِيسَانَ (اپریل) ۱۵۷۱ هـ وَتَعْرُفُ سَنَةً مَوْلَدَهُ بِعَامِ
الْفَيْلِ ۱۵۹ هـ

"رسولِ کریم محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم کا کمر میر میں عام الفیل کے سال پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل ۱۵۷۱ھ کو صحیح کے وقت پیدا ہوئے۔"

۸ - "ابن ہبیم الایسیاری" "مہذب السیرۃ التبویۃ" میں رقمطراز ہیں :
"وَلَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاثْنَيْنِ، لَا ثَنَتِي
عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَقْلَ، عَامَ الْفَيْلِ" ۱۵۹ هـ
"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول کو عام الفیل
میں پیدا ہوئے۔"

۹ - ابن سید الناس نے "یَعْبُونَ الْأَثْرَ" میں لکھا ہے :
"وَلَدَ سَيِّدُنَا وَبَنِيَّنَا مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
يَوْمَ الْاثْنَيْنِ لَا ثَنَتِي عَشْرَةَ لَيْلَةً مَضَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ
الْأَقْلِ عَامَ الْفَيْلِ" ۱۵۹ هـ

"ہمارے پیارے آقا حضرت محمد رسول اللہ پیر کے دن جب ۱۲ ربیع الاول
کی رات میں گزری تھیں، عام الفیل میں پیدا ہوئے۔"

۱۰ - امام محمد غزالی نے "فقہ السیرۃ" میں حصہ کی تاریخ ولادت یہ درج فرمائی ہے :
"سَنَةُ ۱۵۷۵ مِنْ يَوْمِ الْاثْنَيْنِ عَشْرَ مِنْ رَبِيعِ الْأَوَّلِ ۳۵۵ ق.ھ."
"یعنی تھرہ میں ۱۲ ربیع الاول ۱۵۷۵ھ قبل ہجرت۔"

۱۱ - ڈاکٹر محمد عبیدہ بیانی نے اپنی کتاب "عَلِمُوا وَلَادُوكُمْ مَحَبَّةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (اپنی اولاد کو سرکار کی محبت کا درس دو) میں ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس کتاب کا نیسا رائیلیشن وزارت اعلام، سعودی عرب کے زیر انتظام ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے متعلق لکھتے ہیں:

"یقول ابن إسحاق شیخ کتاب السیرة (ولاد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم) يوم الاثنين ، لا ثنتی عشرة ليلة من ربیع الاول عام الفیل (۵۶ھ)

"ابن اسحاق جو سیرت نگاروں کے امام ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام الفیل کے مہینے ربیع الاول کی بارہویں شب کو پیر کے دن تولد فرمایا۔"

اس سے واضح ہو گیا کہ سعودی عرب کی حکومت کے نزدیک بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الہی ہے۔

۱۲۔ ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی رقمطراز ہے :

"واما ولادت صلی اللہ علیہ وسلم فقد كانت في عام الفیل ، أي العام الذي حاول فيه ابراهيم الأشترم غزو مكة وهم الكعبة فرده اللہ عن ذلك بالاية الباهرة التي وصفها القرآن . كانت على الارجح يوم الاثنين لا ثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربیع الاول" (۵۹ھ)

"بھاں تک آپ کی ولادت کا تعلق ہے وہ عام الفیل میں تھی۔ یعنی اس سال میں جب ابرہیم الاشترم نے یہ کوشش کی کہ وہ مکے پر حملہ کر کے کعبے کو گرا دے۔ لیکن خداوند عالم نے کھلی نشانی کے ذریعے اس کو وہاں سے دفع کیا جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ ولادت کے متعلق زیادہ قول قوی یہ ہے کہ وہ پیر کے دن تھی اور ربیع الاول کے مہینے کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں۔"

۱۳۔ ابوالحسن علی الحسینی الندوی قصص التبیین "کی جلد پنجم موسوم بـ "سیرۃ خاتم النبیین"

میں لکھا ہے :

وَلَدُ دُسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَوْمُ الْاثْنَيْنِ الْيَوْمِ
الثَّانِي عَشَرَ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ عَامِ الْفَيْلِ۔ ۱۶۰

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے دن پیدا ہوئے۔“

۱۴ - محدث علیل سید جمال حسینی نے شہہ میں ”روضۃ الاحباب“ لکھی۔ انہوں نے ولادت سرکار کے متعلق لکھا ہے :

”مشهور قول یہ ہے اور بعض نے اسی پراتفاق کیا ہے کہ آپ ربیع الاول
کے نہیدنہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۲ ربیع الاول مشہور تاریخ ولادت ہے بعض نے
ربیع الاول کا پہلا دوشنبہ بتایا ہے۔ اور یوم دوشنبہ کے یوم ولادت ہونے کے
بارے میں علماء کا اتفاق ہے۔ فو شیرداد عادل کی حکومت کو حجب چالیس
سال پورے ہوئے تو آپ پیدا ہوئے۔ صاحب جامع الاصول نے بیان کیا
کہ سکندر رومی کو آٹھ سو سال سے زیادہ ہو چکے تھے اور حضرت عینی علیہ السلام
کو چھ سو سال گزر چکے تھے کہ آپ پیدا ہوئے۔ اللہ

۱۵ - شیخ محمد بن عبد الوہاب بن سندی کے لحنت جگر شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب
”مخقریت الرسول“ میں لکھتے ہیں :-

”وَلَدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمُ الْاثْنَيْنِ لِثَمَانِ خَلْوَةٍ مِنْ رَبِيعِ
الْأَوَّلِ، اخْتَارَهُ وَقِيلَ لِعَشْرِ مِنْهُ، وَقِيلَ لِاُثْنَيْنِ عَشْرَةً
خَلَتْ مِنْهُ“ ۱۶۱

”حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے حجب ربیع الاول
کے آٹھ دن گزر چکے تھے۔ اور ایک اور قول کے مطابق ۱۲ دن گزر چکے تھے۔“

۱۶ - عظیم مؤرخ ابن خلدون ”متوفی شہہ“ نے ”سیرت الانبیاء“ میں لکھا ہے کہ حسنور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت دوشنبہ بارہ ربیع الاول شہہ کو ہوئی۔ ۱۶۲

- ۱۷۔ طبریؓ نے ۱۲۔ ربیع الاول کو یوم ولادت قرار دیا ہے۔^{۱۷}
- ۱۸۔ طیبیؓ نے لکھا ہے کہ حضور پاک رحمۃ للعابین صلی اللہ علیہ وسلم روز شنبہ دوازدھم ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔^{۱۸}
- ۱۹۔ مولوی سید محمد الحسنی اپدیٹر "البعث الاسلامی" نے "نبی رحمت" میں ۱۲ ربیع الاول دو شنبہ کا دن یوم ولادت قرار دیا ہے۔^{۱۹}
- ۲۰۔ امام یوسف بن اسماعیل نہانی متوفی ۱۳۵ھ (۱۹۳۲ء) لکھتے ہیں کہ آپ کی ولادت ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو پیر کے دن طلوع صبح کے قریب ہوئی۔^{۲۰}
- علامہ نہانی جامعہ الازہر مصر کے فارغ التحصیل تھے۔ ایک راسخ العقیدہ مسلمان اور عاشق رسول تھے۔ حضرت احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے ہم عصر تھے۔ ان کی ایک کتاب پر زور دار تقریط بھی لکھی تھی۔^{۲۱}
- ۲۱۔ مشہور عالم دین اشیخ مصطفیٰ الغدیینی (المتوفی ۱۹۲۵ھ) پروفیسر کلیئہ اسلامیہ بیروت نے اپنی تایف "باب الحنیار فی سیرۃ الحنیفار" میں رقمطراز ہیں:
- "ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو عالم نادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مسعود سے منصرف ہوا۔"^{۲۲}
- علامہ مصطفیٰ الغدیینی جماعتِ اسلامی کے مددویں میں سے تھے۔ ان کی کتاب کاظمہ ملک غلام علی نے کیا۔ جو کتبہ تعمیر انسانیت لاہور نے شائع کیا۔ اس پر پیش لفظ علامہ ابوالاعلیٰ مودودی نے لکھا۔ اگر انہیں بارہ ربیع الاول کے دن حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت باسعادت کے قول سے اختلاف ہوتا تو وہ حاشیہ و تقریط میں اس کا اظہار کرتے۔ لیکن علامہ مودودی نے بارہ ربیع الاول کو یوم ولادت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناہ سے اختلاف نہیں کیا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ جتنی اسلامی بھی ۱۲ ربیع الاول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت مانتی ہے۔

مصری اہل بیہر تکاروں کے نزدیک تاریخ ولادت

مصر کے بہر تکاروں کا ہر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک ۱۲ ربیع الاول ہی تسلیم کرتے ہیں۔ چند مصری اہل بیہر کی کتب سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کا ذکر کرتا ہوں۔

۲۲۔ ڈاکٹر محمد حسین ہبکل نے "حیاتِ محمد" میں تحریر کیا ہے :

”والحمد لله على أنه ولد في الثاني عشر من شهر ربیع الاول“۔

”اکثر بیت کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بارہ ربیع الاول کو ہوتی“۔

۲۳۔ شیخ محمد رضا سابق مدیر مکتبہ جامعہ فاد فاہرہ اپنی عنیٰ تصنیف ”محمد رسول اللہ“ میں رقمطراز ہیں :

”تاریخ ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۰ اگست ۱۹۴۵ء بروز دوشنبہ صبح کے وقت حصور اکرمؐ کی ولادت با سعادت ہوتی۔ (اہل مکہ کا معمول چلا آرہا ہے کہ وہ آج تک آپؐ کی ولادت کے وقت آپؐ کے مقام ولادت کی زیارت کی زیارت کرتے ہیں) اسی سال اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا تھا۔ نیز کسری نوبیر وال غسر بن قباد بن فیروز کی حکومت پر چالیس سال گزر چکے تھے۔“
شیخ محمد رضا کی یہ کتاب پہلی بار مئی ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئی تھی۔ بیہر پر بہترین کتب میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ مصنف نے بڑی چھان بین کے بعد ہربات لکھی ہے۔ وہ خود فرماتے ہیں :

”میں نے اس تالیف میں مختلف روایات کی تحقیق و چھان بین کی ہے۔ نیز صرف ان صحیح ترین روایات ہی کو جن پر اکابر صحابہ و علماء کا اتفاق ہے، پیش کیا ہے۔“

۲۴۔ مصر کے شہر آفاق عالم شیخ محمد ابو زہرا اپنی تالیف "خاتم النبیین" میں لکھتے ہیں:

"والحمد لله المعبود من علماء الرواية على ان مولده عليه
الصلوة والسلام في ربیع الاول من عام الفيل في ليلة الثانی
عشر منه" ۱۷

۲۵۔ علامہ محی الدین نجیاط مصری نے "تاریخ اسلام" میں ۱۲۔ ربیع الاول دو شنبہ، ۲۰ اپریل ۱۹۳۶ء کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن قرار دیا ہے:

۲۶۔ انڈونیشیا کے اسکالر کی رائے

انڈونیشیا کے اسکالر ڈاکٹر فواد فخر الدین اپنے ایک مضمون بعنوان "رسول کرم اور انسانی معاشرہ" میں تحریر فرماتے ہیں:

"۱۲ ربیع الاول کی تاریخ وہ مبارک تاریخ ہے جس میں سر در کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں جلوہ ازروز ہوئے" ۱۸

۲۷۔ جنوبی افریقہ کے عالم کا قول

جنوبی افریقہ کے شہر در بن (Durban) کے دسمبر ۱۹۳۶ء کے شمارے میں ابراہیم عمر جبلو اپنے مضمون بعنوان "تبین عیدیں" (The Muslim Digest) میں رقمطراز ہیں:

The 12th of lunar month of Rabi-ul-Awwal is
Commonly taken to be the date of the birth of Prophet.

ترجمہ: "قری سال کے ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو مشترکہ طور پر پہنچیرہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت مانا جاتا ہے" ۱۹

بر صحیحہ کے علماء کے نزدیک صحیح تاریخ ولادت

بر صحیحہ کے علماء کی اکثریت نے ۱۲۔ ربیع الاول کو یوم ولادت تسلیم کیا ہے۔ علامہ شبیل نعماںی سے پہلے کسی نے بھی ۹۔ ربیع الاول نہیں لکھی۔ جو سیرت کی کتب مجھے مل سکی ہیں ان کا ذکر کرتا ہوں۔

۲۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "سرور المخر و نور العینون" میں تحریر فرمایا ہے :

"ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روز دوشنبہ مستحق شد از شهر ربیع الاول اذ سلے کہ واقعہ فیل درانی بود۔ بعض گفتہ اند تاریخ دوم بعض گفتہ اند تاریخ سوم وبعض گفتہ اند تاریخ دوازدهم" ۔ شہ

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب ۱۸۹۱ء میں مطبع محمدی لاہور نے شائع کی تھی جو ۴۰ صفحات پر مشتمل تھی۔ اس کا ترجمہ عربیز ملک نے "سید المرسلین" کے نام سے کیا جو ادبیت ان لاہور کے زیر اہتمام شائع ہوا۔ مگر وہ ترجمہ کرتے وقت دیانتداری کا دامن نہ تھام سکے۔ اور ترجمہ یوں کیا : "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت متفقہ طور پر دوشنبہ کا دن اور ربیع الاول کی نو تاریخ تھی، واقعہ فیل بھی اسی سال ہوا تھا"۔

لیکن ای کتاب کا ترجمہ خلیفہ محمد عاقل نے "سیرت الرسول" کے نام سے کیا جو دارالائشہ کراچی سے شائع ہیوں۔ انہوں نے صحیح ترجمہ اس طرح کیا : "جس سال واقعہ فیل پیش آیا، اسی سال ماہ ربیع الاول میں دوشنبہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ جمہور کے نزدیک یہی قول صحیح ہے۔ البتہ تاریخ ولادت کی تعیین میں اختلاف ہے۔ بعض نے دو مرتب بعض نے تیسرا اور بعض نے بارہویں تاریخ بیان کی ہے"۔

علماء یہود کلام اللہ کی آیات میں تحریک کیا کرتے تھے یہ اور آج ہم کے مسلمان فریض پاک میں تحریک لفظی توڑنہیں سکتے۔ کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود خدا تعالیٰ نے لیا ہے۔ تحریک معنوی بڑی دلیری سے کرتے ہیں۔ اور بزرگوں اور اکابرین کی کتب میں رد و بدل کرنا تو

اُن کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ کیا یہ علماء یہود کی تقلید تو نہیں؟ یہ تحریر فکریہ ہے۔ اپنی بات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے قدیم کتابوں کے تراجم میں اپنی مرضی کے مطابق تبیہ کرنا بہت بڑی علمی نجیانت ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا کرنے والوں کو بِدَایت دے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۲، ۳ اور ۱۲ ربیع الاول کا ذکر فرمایا۔ لیکن عزیز بن ملک صاحب نے ترجمہ کرتے وقت بڑی چالائی سے کام لیتے ہوئے ۹ ربیع الاول کو متفقہ طور پر یوم ولادت لکھ دیا۔ شاید انہوں نے اصل کتاب دیکھے بغیر ترجمہ لکھ دیا ہے۔ یا پھر پس موقوف کو سچے ثابت کرنے کے لئے یہ جسارت کی ہے۔ لیکن حق حق ہوتا ہے، جو چھپانے سے نہیں چھپتا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی غلط بات کیسے پوشیدہ رہ سکتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کی دیگر کتب کے تراجم میں بھی ایسے رد و بدل کے گے ہیں بلکہ بہت سی کتابیں اور رسائل خود لکھ کر اُن کے نام سے مسوب کر دئے گئے ہیں۔ اس کی تحقیق سید سلیمان ندوی، مولانا وکیل احمد، غلام رسول میر، مولانا محمد علی کانڈ مسلوی، مولانا منشی قاضی احمد، ظہیر الدین، نواسہ شاہ رفیع الدین دہلوی، پیر و فیض الیوب قادری اور محقق عصر حکیم محمد موسیٰ امرتسری وغیرہم نے کی ہے۔

ارباب تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ مندرجہ ذیل کتابیں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں ہیں۔ بوجوہ لوگوں نے اُن کے نام لگادی ہیں :

۱- تحفۃ الموحدین ۲- البلاع البین ۳- قول سیدہ ۴- اشارہ مستمرہ ۵- قرۃ العینین فی ابطال شہادت حسین ۶- جنت العالیہ فی مناقب المعاویہ ۷- رسائل اوائل ۸- فیجا یکب حفظ للما ظر اللہ

۲۷- شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "دارج النبوت" میں تحریر فرماتے ہیں :

"بعض علماء نے اس قول پر دعویٰ کیا ہے کہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی اور بعض کے نزدیک دو راتیں گزر چکی تھیں، بعض کے نزدیک آٹھ راتیں گزر چکی تھیں۔ اور بعض کے نزدیک دس راتیں بھی آئی ہیں۔ اور پہلا قول اشہر اور اکثر ہے۔ اور اہل کہہ کا جائے ولادت شریفہ کی زیارت اور مولود پڑھنے میں

اور جو کچھ بھی اس کے آداب و اوضاع ہیں، ادا کرنے میں اسی قول یعنی با رہوں
رات اور پریکے دن پر عمل ہے ”۱۸۲“

۲۸۔ اعلیٰ حضرت احمد رضاؑ اور تاریخ ولادت کا مسئلہ

مجدہ دین و ملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس
سرہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ وہ تفسیر، حدیث، فقہ اور لغت کے عالم ہونے
کے علاوہ اوزارِ علمیت سے علوم کے ماہر تھے۔ جن میں ہندو سہ، علم جہز اور علم نجوم بھی شامل
ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنی پوری عمر عقائدِ باطلہ کی تردید کرنے میں طگزاری۔ انہوں
نے اہل سنت کے عقائد کی تشبیہ، تحریر و تقریب سے کی۔ انہوں نے شریعت و طریقت کو
ایک قرار دیا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے متعلق ایک بار علام محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
”وہ بے حد ذہین اور باریک بین عالم دین سنتے فقہی بصیرت میں ان کا مقام بہت
بلند تھا۔ ان کے فتاویٰ کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں
سے بہرہ درا در پاک و ہند کے لئے نابغہ روزگار فقیہ تھے۔ ہندوستان کے اس دوستاخین
میں ان جیسا طبائع اور ذہین فقیہ مشکل ملے گا۔“ ۱۸۳

حضرت سید المرسلین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و آله وسلم کی ولادت اور وصال کے
بارے میں اختلاف پر ۱۳ صفحات کا ایک رسالہ ”نطق المدلل بارخ ولاد الحبیب و
الوصال“ ۱۸۴ میں تحریر فرمایا۔ اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با
سعادت کی تاریخ، ماہ اور سال پر بحث کی اور ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
ولادت عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی تھی۔ اعلیٰ حضرتؑ تحریر فرماتے ہیں :

”(ولادت کے متعلق) سات، قول ہیں مگر اشهر و اکثر و ماخوذ و معتبر با رہوں
ہے۔ مکہ معظمه میں ہمیشہ اسی تاریخ مکان مولیٰ اقدس کی زیارت کی زیارت
کرتے ہیں۔ شرح مواہب میں امام ابن کثیرؓ سے ہے ہوالمشهور عند
الجمهور۔ اسی میں عمل ہے۔ هوالذی علیه العمل۔ شرح الحمزیہ

میں ہے: هو المشهود و عليه العمل۔" ۲۸

۲۹۔ صدر الاقاضل مولانا نعیم الدین مُراد آبادی قدس سرہ متوفی ۱۳۶۰ھ رقمطراز ہیں:
۱۲ ربیع الاول کو صبح صادق کے وقت کمہ مکرمہ میں آپ کی ولادت

ہوئی۔ ۲۹

مولانا نعیم الدین مُراد آبادی احراقِ حق اور ابطال باطل میں منایت جوئی تھے۔ آپ صاحب الرائے، مدربہ اور منظر تھے۔ مکنی مالات پر پوری نظر تھی۔ اہل سنت کے مختلف طبقات میں اتحاد و اتفاق پیدا کر کے ایک دوسرے کے قریب کیا۔ آپ نے اعلیٰ حضرت کے ترجمہ قرآن "کنز الایمان" پر تفسیری حاشیہ لکھا۔

۳۰۔ مفتی احمدیار خاں نعیمیؒ رقمطراز ہیں:
"ربیع الاول بارہویں تاریخ حضور النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
ولادت پاک کا دن ہے" ۳۰

مفتی احمدیار نعیمیؒ نے اعلیٰ حضرت کے ترجمہ "کنز الایمان" پر تفسیر لکھی ہے جس کا نام "تفسیر نور العروان" ہے۔

۳۱۔ محمد سماج نقشبندی اپنی تالیف "سردار عالم" میں لکھتے ہیں
"حضرور صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ربیع الاول مطابق ۲۹ آست نشانہ کو دوشنبہ
کے دن بوقت صبح پیدا ہوئے" ۳۱

۳۲۔ عارف طالوی "حیاتِ رسول" میں لکھا ہے:
"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ ربیع الاول بروز دوشنبہ (سوموار) نشانہ
مطابق سے عام الفیل بوقت صبح حب کو پوچھٹ رہی تھی، اس دنیا میں
قشریت لائے" ۳۲

۳۳۔ علامہ مفتی عنایت احمد کا کوروئیؒ رقمطراز ہیں:
"بارہویں ربیع الاول کو اُسی سال میں جس میں قصہ اصحاب فیل واقع ہوا۔
روز دوشنبہ بوقت صبح صادق جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے" ۳۳

پروفیسر ڈاکٹر محمد رایوب قادری علامہ کاکوردی کی کتاب "تاریخ جبیب اللہ" کے متعلق لکھتے ہیں :

"اُردو زبان میں سیرت مبارکہ پشمائل بند میں یہ پہلی قابل ذکر کتاب ہے ۱۹۱۰ء
علامہ عنایت احمد کاکوردی ایک جیہے عالم تھے، انہوں نے جنگ آزادی میں حصہ لیا تھا اور کالاپانی میں قید رہے تھے ۱۹۲۰ء علم ہدایت وہندسہ کے ماہر تھے، علم نجوم کے متعلق ایک کتاب موسوم بـ "موقع النجم" لکھی اور "مختصر حساب" بھی تصنیف کی ۱۹۳۰ء علم ہندسہ اور نجوم کے زیر ک عالم ہونے کے باوجود انہوں نے تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول ہی لکھی ہے۔ اگر تقویٰ حساب سے پیر کے دن اور بارہ ربیع الاول میں مطابقت نہ ہوئی اور اختلاف ہوتا یا انہیں قدما کے موقع پر شک ہوتا تو علامہ کاکوردی "ضرور بیان کرتے اور ۱۲ تاریخ سے اختلاف کرتے مگر ایسا نہیں ہے۔

علامہ کاکوردی "۱۹۲۹ء شوال المکرم" کو حالت احرام میں جدہ کے قریب ایک معماں حادثے میں شہید ہوئے ۱۹۴۵ء

۳۲ - سر سید احمد خان بانی علیگڑھ یونیورسٹی اپنی کتاب "سیرت محمدی" میں تحریر فرماتے ہیں :-

"جمهور موئخین کی یہ رائے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارہویں ربیع الاول کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہہ کی چڑھائی سے پہلے پن روپیہ پیدا ہوئے ۱۹۵۰ء خطبات لاحداریہ علی العرب والسیرۃ المحمدیہ" کے انگریزی ترجمہ Life of Mohammad

Birth and Childhood of Mohammad.

(حضرت محمد کی ولادت اور پہلے) کے زیر عنوان لکھا ہے

Oriental historian are, for the most part, of opinion that the date of Mohammad's birth was 12th of Rabi 1; in the first year of Elephant or fifty five days after the attack of Abraha. ۱۹۶

"جمهور مورخین کی رائے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارھویں ربیع الاول کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہہ کی چڑھائی سے پہلے پہاڑیوں کے پہلے برس یعنی ابرہہ کی چڑھائی سے پہلے پہاڑیوں کو ز بعد پیدا ہوئے" ۳۵۔ مولانا مفتی محمد شفیع "سیرت خاتم الانبیاء" بھی خاصی اہم ہے۔ یہ کتاب آج سے کوئی پچاس سال پہلے لکھی گئی تھی۔ اس کے متعلق مولانا اشرف علی تھانوی نے لکھا: "میں مؤلف ہذا سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کی دس جلدیوں کا دیلوی میرے نام کر دیں تاکہ میں لپنے خاندان کے بھوپال اور عورتوں کو پڑھنے کے لئے دوں۔" اللہ مولانا عزیز الرحمن عثمان مفتی دارالعلوم کی رائے یہ ہے: "مؤلف نے نہایت فصاحت و بلاغت اور ایجاد مجددہ سادگی و بنی تخلقی کے ساتھ صحیح حالات و وقائع کو جمع کر دیا ہے۔" اللہ مولانا حسین احمد مدینی نے لکھا: "میں آپ کے رسالہ (سیرت خاتم الانبیاء) کے پہلے ہی ایڈیشن کو صرف احرافاً دکھیل چکا ہوں۔ اور نہایت موزوں پاکر نعماب میں داخل کر چکا ہوں۔" اللہ مولانا انور شاہ کاشمیری اور مولانا اصغر حسین محدث دارالعلوم دیوبند کی تفاریظ بھی اسی نوعیت کی ہیں۔

سیرت خاتم الانبیاء میں ہے:

"الغرض جب سال اصحاب فیل کا حمدہ ہوا۔ اس کے ماہ ربیع الاول کی بارھویں تاریخ روز دوشنبہ دنیا کی تاریخ میں ایک نرالادن ہے کہ آج پیدائش عالم کا مقصد، یلیل و نہار کے انقلاب کی اصلی غرض، آدم و اولاد آدم کا فخر، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، ابراہیم کی دُعا اور موسیٰ و عیسیٰ کی پیشوں کا مصدق اتفاق یعنی ہمارے آفایے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز عالم ہوتے ہیں۔" اللہ حاشیے میں مفتی صاحب لکھتے ہیں:

"اس پر اتفاق ہے کہ ولادت با سعادت ماہ ربیع الاول میں دوشنبہ کے دن ہوئی۔ لیکن تاریخ کے تعین میں چار اقوال مشہور ہیں۔ دوسری۔ آٹھویں دسویں، بارھویں . . . مشہور قول بارھویں تاریخ کا ہے۔ یہاں تک کہ ابن البزار نے اس پر اجماع نقل کر دیا۔ اور اسی کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا گیا ہے۔ اور محمود پاشا مکمل مصری نے جو نوبت تاریخ کو بذریعہ حسابات اختیار

کیا ہے، جمہور کے خلاف بے سند قول ہے۔ اور حسابات پر بوجہ اختلاف مطابع ایسا اعتقاد نہیں ہو سکتا کہ جمہور کی مخالفت اس بناء پر کی جائے۔ ”نہ ۳۶۔ علامہ ملا معین واعظ الرکاشی المروی لکھتے ہیں :

”اکثر خیال یہ ہے کہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ صحی۔ اور جمہور محدثین اور ارباب سیرت و تاریخ نے دو شنبہ کا دن متعین کیا ہے پس فیصلہ جمہور کے قول کے مطابق ہو گا۔ وہ روز دو شنبہ یا شنبہ دو شنبہ بارہ ربیع الاول ہے۔“ نہ ۳۷۔ حکیم مولانا محمد صادق سیالکوٹی رقمطراز ہیں :

”۱۲ ربیع الاول (۲۲ اپریل ۱۹۵۸ء) سوموار کے روز ولادت ہوئی۔“ نہ

۳۸۔ میاں محمد سعید اپنی کتاب ”حیات النبی“ میں لکھتے ہیں :

”۱۲ ربیع الاول سامِ عام الفیل شہر قبل چھرست بروز دو شنبہ سامت سعید بعد از صحی صادق وقبل از طلوع آفتاب حضرت محبوب خدا مشهدہ ارض پر رونق افراد ز ہوئے۔“ نہ

۳۹۔ احمد المصطفیٰ صدیقی نے اپنی تالیف ہمارے پیغمبر میں تحریر کیا ہے :

”مورخین نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بارہ ربیع الاول لکھی ہے۔“ نہ

۴۰۔ عظیم فقیہ، مورخ اور محدث مولانا سید محمد میاں لکھتے ہیں :

”صحی کا سہانہ وقت تھا، ابھی سورج نہیں زکلا تھا کہ ہدایت و رحمت کا آفتاب اُفقِ مکہ پر طلوع ہوا۔ ربیع الاول کی بارہ تاریخ صحی۔“ نہ

۴۱۔ الحاج عبد المصطفیٰ اعظمی رقمطراز ہیں :

”حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے۔ مگر مشہور قول یہی ہے کہ داقعہ اصحاب فیل کے پچھپن دن بعد ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۵۸ء ولادت باسعادت کی تاریخ ہے۔ اہل مکہ کا بھی اس پر عملدرآمد ہے۔ کہ وہ لوگ بارھوں ربیع الاول کو ہی کاشانہ رہنمائی کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔“ نہ

مولانا عبد المصطفیٰ محمد دی "معمولات الابرار" ، "تاریخ اولیا رجال الحدیث" ، "موم رحمت" اور "سیرت مصطفیٰ ام" کے مصنف ہیں ہیں ۲۴

۲۵ - جسٹس سید امیر علی "Spirit of Islam" (رویٰ اسلام) میں حضور پیغمبر نما محمد مصطفیٰ احمد مجتبی عسلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بارے لکھتے ہیں :

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بارھویں ربیع الاول کے دن عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ اس وقت افواج جہشہ کی تباہی کو پچاپس سے کچھ زیادہ دن گزر چکے تھے ۲۶"

۲۷ - محمد عنایت اللہ سبحانی اصلاحی رقمطراز ہیں :

"دو شنبہ کا دن تھا، اور ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی۔ آمنہؓ کے یہاں ولادت ہوئی۔" ۲۸

۲۹ - علی اصغر چوہدری لکھتے ہیں :

"موسم بہار میں دو شنبہ (پیر ۲۰) اپریل میں سالہ عام الفیل ۲۲ اپریل ۱۳۷۸ء کو بعد از صبح صادق و قبل از طلوع آفتاب، ولادت ہوئی۔" ۲۹

۳۰ - مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کی ہمشیرہ آمنہؓ آنسیم لکھتی ہیں :

"واقعہ اصحاب فیل کے چالیس دن کے بعد ربیع الاول کی بارہ تاریخ دو شنبہ کے دن صبح صادق کے وقت بی بی آمنہؓ کے بچہ پیدا ہوا۔ مردہ باپ کی زندہ نشانی عالم وجود میں آئی۔ عرب کی سوتی بستی جاگ اٹھی۔ انہیں دبیا جگم کا گئی۔ انہیں بی بی بستی میں آفتاب رسالت جلوہ گر ہوا۔" ۳۰

۳۱ - محمد ولی رازی نے "ہادی عالم" میں تحریر کیا ہے :

"سال مولود کے ماہ سوم (ربیع الاول) کی دس اور دو (بارہ) سو موارکی سحر کو ولادت ہوئی۔" ۳۱

۳۲ - پروفیسر غلام سرور رانا "معلم انسائیت، محمد علی" میں رتو فرماتے ہیں :

"۱۴ ربیع الاول دو شنبہ کے دن حضور سرور دو عالم صاحبی اللہ علیہ السلام

وسلم اس عالم میں جلوہ افروز ہوئے۔^{۲۴}

۴۸ - پروفیسر سید شجاعت علی قادری پرنسپل دارالعلوم نعیمیہ کراچی نے تحریر فرمایا ہے:

”آپ اصحابِ فیل کے واقعے کے پھیپن روز بعد ۱۲ ربیع الاول شریف کو صبح صادق کے وقت اس خاکدانِ عالم میں جلوہ افروز ہوئے۔^{۲۵}“
۴۹ - مولانا شاہ حسن میاں پھلواری اپنے مصنموں لعنوان ”میلاد رسول“ میں قسم فرماتے ہیں۔

”وہ سلطان العرب والجم، صاحب الناج والمعراج والبراق والعلم،
ہادیٰ بُل، نبیرِ بُل، رسول عربی، نبیٰ ہمی (فداہ روحی وابی وامی) اس
عالم میں تشریف لائے۔ بارہویں ربیع الاول سالہ عام الفیل مطابق ۲۵
اپریل ۱۷۵۶ء کو صبح صادق کے وقت آپ دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے۔^{۲۶}“

۵۰ - مولانا سید عبد القدوس ہاشمی عالم دین ہونے کے علاوہ تقویم کے ماہر تھے۔ انہوں نے تقویم پر ایک کتاب ”تقویم تاریخی“ لکھی۔ ان کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے۔^{۲۷}

مفتي عبد القدوس نے تقویمی حسابات کے بعد ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ کا دن ہونے کی تصریح کر دی۔ اگر پیر کے دن اور ربیع الاول بارہ (۱۲) میں اختلاف ہوتا تو عبد القدوس مفتی جسیے تقویم کے ججید عالم اس کا ذکر کرتے۔ مگر ان کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا دن تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ محمود پاشا فلکی کے حسابات بالکل غلط ہیں۔ کیونکہ اگر ایسا تضاد ہو تو ان کے علاوہ تقویم کا کوئی اور ماہر بھی اس کا ذکر کرتا۔ ایک محمود پاشا کے حسابات کو سند مان کر صحابہ کرامؓ، تابعینؓ، محمد شیعؓ، مورخین کے احوال کو جھٹلانا بالکل غلط ہے۔

۵۱ - مولانا شاہ عطاء اللہ خان عطاء اپنی تالیف ”رحمت دو عالم“ میں تحریر فرماتے ہیں:

”۱۲ ربیع الاول سالہ عام الفیل اسی سال میں واقعہ اصحابِ الفیل
واقع ہوا تھا۔ بدوز دوشنبہ موسیم بہار بوقتِ صبح صادق ۲۲ اپریل ۱۷۵۶ء“

مطابق یہکم جیبیہ ش ۱۲ نہ کرمی کو جناب رحمۃ اللعالمین، سرکار دو عالم، خاتم الانبیاء
احمد مجتبی، محمد صطفیٰ اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ آفتاب برج حمل میں تھا، پیدا
ہوئے۔

- ۵۲ - حضرت حاضر کے نامور سکالہ سیدہ ابوالاعلیٰ مودودی رقمطران ہیں،
”ربیع الاول کی کوتی تاریخ تھی، اس میں اختلاف ہے۔ لیکن ابن
ابی شیبہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم کا قول
نقل کیا ہے کہ آپ ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے تھے۔ اس کی تصریح محمد بن
اسحاق نے کی ہے اور جمیور اہل علم میں یہی تاریخ مشور ہے۔“ ۱۹
- علام مودودی جیسے مفسر اور سیرت نگار کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول یوم ولادت جمیور
کافیصلہ ہے۔ انہوں نے دو جلیل القدر صحابیوں اور ایک تابعی اور پچھے سیرت نگار کا قول
نقل کر کے یہ فیصلہ کر دیا کہ صحیح تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول ہی ہے۔
- ۵۳ - مولانا عبد الماجد دریا آبادی نے اردو اور انگریزی میں قرآن پاک کی تفسیر لکھی۔ اُن کی
نظر میں بھی ۹ ربیع الاول یوم ولادت نہیں بلکہ ۳۰ اپریل ۱۸۷۴ء مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۲۷
قبل ہجرت ہے۔
- ۵۴ - مولانا انتہت علی سخانوی شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند اپنی تالیف ”انتہا الطیب فی ذکر
النبی الحبیب“ میں لکھتے ہیں :
- ”سب کا اتفاق ہے دو شنبہ تھا اور تاریخ میں اختلاف ہے۔ آٹھویں یا بارہویں،
ماہ پر سب کا اتفاق ہے کہ ربیع اول تھا۔“ ۲۰
- ۵۵ - مولانا احتشام الحسن سخانوی نے لکھا ہے :
- ”مشور روایت یہی ہے کہ ربیع الاول کے بینے کی بارہ تاریخ دو شنبہ کا دن اور
صحیح صادق کا وقت تھا۔ جب آپ نے اپنے وجود عنصری و جسمانی وجود اقدس
سے پوری کائنات کو روشنی بخشی یہ۔“ ۲۱
- ۵۶ - عمر ابوالمنصر نے اپنی کتاب ”نبی اُمی“ میں تحریر کیا ہے کہ ”حضرت پاک سید رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت عام الفیل میں بارہ ربیع الاول کو پیر کے

دن ہوئی۔ ۱۷

۵۔ فاضنی نواب علی رقطراز ہیں :

”صبح کا وقت پیر کادن، ربیع الاول کی بارہ تاریخ اور عام الفیل یعنی وہی سال حب ابرہم نے مکہ پر حمد کیا تھا جو شہر سن عیسیٰ تھا، حضور کی ولادت با سعادت ہوئی، اور خدا کی رحمت زمین پر اُتر آئی۔“ ۱۸

۶۔ مولانا سید سلیمان ندوی اپنے اُستاد علامہ شبیلی نعمانی کے موقف سے قطع نظر اپنی کتاب ”رحمتِ عالم“ میں رقمطراز ہیں :

”پیدائش ۱۲ تاریخ ربیع الاول کے مینے میں پیر کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پانچ سو اکتوبر (شہر) برس بعد ہوئی۔“ ۱۹

سید سلیمان ندوی نے نے علامہ شبیلی نعمانی کی وفات کے بعد سیرت النبی“ کامل کی، انہیں شبیلی نعمانی سے سعادتِ تلمذ کے علاوہ بڑی عقیدت بھی تھی گر معلوم ہوتا ہے کہ انہیں محمود پاشا فکلی کی تحقیقات اور سبابات کی بیشیت کا علم تھا۔ اور ان کے نزدیک تابعی مورخ ابن اسحاق“ اور دوسرے قدما رکی روایتوں سے انحراف درست نہ تھا۔ اسی لئے انہوں نے اپنے اُستاد کا موقف جانتے ہوئے ۱۲ ربیع الاول دالی روایت پر صاد کیا۔

۷۔ علامہ نور الحسن توکلی نے سیرت رسول عربی“ میں ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے دن کو آپ کی ولادت کا دن قرار دیا ہے۔“ ۲۰

۸۔ نوحاجہ محمد اسلام کی کتاب ”محبوب خدا کے حسن و جمال کا منظر“ میں ہے کہ پیر کادن اور ربیع الاول کی ۹ یا بارہ تاریخ تھی۔“ ۲۱

۹۔ مولانا ابوالحسن حسن کا کوروں نے ”تفريع الاذکیار فی احوال الامصار“ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یوم ولادت ۱۲ ربیع الاول لکھا ہے۔“ ۲۲

۱۰۔ صاحبزادہ ساجد الرحمن (ادارہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد) اپنی تصنیف بیت رسول“ میں ۱۲ ربیع الاول ہی کو تاریخ ولادت قرار دیتے ہیں۔“ ۲۳

۱۱۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی ایڈیٹر ”المعارف“ نے جنوری ۱۹۸۴ء کے شمارے میں طبری اور ابن حمدون کے حوالے سے ۱۲ ربیع الاول ہی تاریخ ولادت لکھی ہے۔“ ۲۴

۶۳ - مولانا عبد الشکور فاروقی لکھنؤی نے ۱۴ ربیع الاول کو حضور پاک صاحبِ ولادت کی ولادت با سعادت کا دن قرار دیا ہے۔^{۲۳}

۶۴ - مفتی محمد شفیع نے "اوجزالسیر" میں تقویٰ می حساب پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے ۱۴ ربیع الاول کو درست قرار دیا ہے۔^{۲۴}

۶۵ - مختار احمد "آئینہ تاریخ" میں سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بروز ۱۴ ربیع الاول عام الفیل مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۰۷ء، یکم جبیٹہ ۱۳۲۸ھ کہتے ہیں۔^{۲۵}

۶۶ - ضیاء الدامت پر محمد کرم شاہ الا زہری سجادہ نشینی سبھیہ جبیٹ و فاقی شرعی عدالت اپنی تفسیر صیار القرآن میں رقم فرماتے ہیں:

"بارہ ربیع الاول کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افزائے

برزم گئی ہوئے۔^{۲۶}

تفسیر صیار القرآن پانچ جلدیوں میں ہے جو موجودہ دور کی سب سے بہترین تفسیر ہے۔ اس تفسیر کی ان گزت خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی انتہائی ادب و احترام سے لیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ ترجمے میں بھی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تو "یا تم" کا لفظ کمیں استعمال نہیں کیا گیا۔

قبلہ پر صاحب کی کتاب "سنّت نجیر الانعام" بھی اپنے موضوع پر لا جواب کتا ہے۔

۶۷ - علامہ حنیف سید ابو الحسنات خطیب مسجد وزیر خان لاہور کہتے ہیں کہ "حضرت سیدہ آمنہ رضیاً بیان فرماتی ہیں: "ماہ ربیع الاول شروع ہوا تو تمام عالم انوارِ حمد و سعادت سے منور نظر آنے لگا۔ اور غیرہ تسبیح و تہليل کی صدائیں میرے کانوں میں گونجنے لگیں۔ شروع ماہ کے پہلے ہفتے میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ عاصی بشارت لائے اور فرمایا: "آمنہ رضیاً مبارک ہو، تم سے وہ پیغمبر اول العالم ظاہر ہونے والے ہیں، جو صاحبِ اسماء حسنی اور آیاتِ کبریٰ ہیں۔ جب بارہویں شبِ ربیع الاول شریف آئی تو کوئی منادی نہ دینے لگا، اے آمنہ! تمہیں مبارک ہو۔ آج تم سے وہ مولود مسعود ہو گا، جو آفتابِ فلاح و بدایت اور فخرِ سعادت و نجابت ہے۔ ان کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا۔"^{۲۷}

سید ابوالحنیت نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔ فائد اعظم محمد علی جناح آپ کے ذراح اور معترف تھے۔ آپ ایک عالم، محقق، مؤرخ، طبیب وادیب اور مفسر تھے۔ آپ نے قرآن پاک کی تفسیر "الحنیات" بھی لکھی ہے۔

۶۹۔ علامہ حیکم محمد عالم آسی المتوفی ۱۹۳۲ء ایک مصنفوں مجالس میلاد بنوی میں لکھتے ہیں:

"آپ کی پیدائش کم معمظمہ میں ہوئی۔ اس کو سب مانتے ہیں۔ مگر شب ولادت میں اختلاف ہے، زیادہ تر مشہور اور صحیح قول یہی ہے کہ حضور علیہ السلام ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت بھی اس کی تائید کرتی ہے۔"

علامہ آسی نیک نفس، منتفی، صوفی بزرگ تھے۔ بہترین خطاط اور شاعر بھی تھے۔ ایم۔ ۷۰

کانج امریسر میں عربی کے پروفیسر بھی رہے۔ عطاء اللہ شاہ بخاری کے اُستاد تھے۔

۷۱۔ سید محمد نظام الدین احمد جعفری لکھتے ہیں:

"بارھویں تاریخ شہر ربیع الاول اول عام الفیل کے مطابق سنکھے حکومت نو شیروال عادل برزو دشنیہ وقت صبح صادق آفتاب عالمت اب رسالہ مطلع قدم سے جلوہ افروز ہوا۔"

۷۲۔ مولانا احمد رضا خان بربیوی کے والد مولانا نقی علی خان بربیوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۸۸۸ء نے سرور القلوب بذکر المحبوب" ۱۲ ربیع الاول کو سرور کائنات، فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحنة والثنا رکا یوم ولادت فرار دیا ہے۔

۷۳۔ ملا واحدی ایڈیٹر "نظم المشائخ" دہلی لکھتے ہیں:

"۱۲ ربیع الاول کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی۔"

۷۴۔ پنجاب یونیورسٹی کے شائع کردہ "اردو معارف اسلامیہ" جو اہل علم کی تحقیق کے بعد مرتب کیا گیا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے متعلق لکھا ہے:

"ہمارے رسول مقبول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت موسم بہار میں دوشنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاول سنہ عام الفیل ۱۵۰۰ء کو مکمل ترہ

میں ہوئی۔ جمہور کے نزدیک ولادت مبارک کی تاریخ قمری

حساب سے ۱۲ ربیع الاول ہے۔

۶۷۔ ایس ایم نازنے "مسلم شخصیات کا انسائیکلو پیڈیا" لکھا ہے۔ اس کی تیسری جلد میں لکھا ہے:-

"ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو مکمل کرنا میں قریش کے رب سے معزز گھرانے میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے"۔

۶۸۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور نے ۱۳ فروری ۱۹۹۶ء (۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ) کو منعقدہ دلسنجی دالی قومی سیرت کائفنس کے موقع پر "حیات طیبہ ایک نظر میں" کے عنوان سے ایک کتابچہ شائع کیا۔ اس میں بھی حصہ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی تاریخ ۱۲ ربیع الاول سنہ عام الفیل ۲۲ اپریل ۱۹۵۵ء درج ہے۔

۶۹۔ کوئی خلام مصطفیٰ نے بنگالی میں "بشو نبی" کتاب لکھی ہے وہ بھی ۱۲ ربیع الاول کو یوم ولادت لکھتے ہیں۔

۷۰۔ علامہ سید محمود احمد رضوی اپنی کتاب "دین مصطفیٰ" میں رقمطراز میں:

"واقعہ فیل کے باون یا چپن روز کے بعد ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۵۵ء کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی۔"

۷۱۔ قمر علیینی ایک مضمون "رسول اکرمؐ کی صحیح تاریخ ولادت میں لکھتے ہیں:

"اس وقت جتنی بھی اسلامی تاریخ کی کتابیں موجود ہیں، ان میں اسلامیہ ہمینے ربیع الاول پر سب کااتفاق ہے اور زیادہ تر اصحاب سیہر و مو رخیں کا اجماع بارہ ربیع الاول پر ہے۔"

۷۲۔ مولانا فاروقی احمد "تاریخ مسلمانان عالم" کی جلد دوم موسوم بـ "تاریخ مصطفیٰ" میں رقمطراز میں:

"۱۲ ربیع الاول کی صحیح صادق کتنی حسین و سعیدہ ساعت تھی جبکہ رسول اکرمؐ، رحمۃ اللعامین اور خاتم النبیین کا خلعت فاخرہ زیب قن فرما کر عبد المطلب

کے گھر میں جلوہ افروز ہوئے۔ ۸۰
۸۰ - آغا اشرف نے حال ہی میں ایک کتاب "محمد سید لولاک" لکھا ہے : آمنوں نے

"آپ بارہ ربیع الاول پیر کے روز میں اپریل ۱۹۴۷ء کو صبح کے وقت
جناب آمنہؑ کے یہاں مکہ میں پیدا ہوئے۔ ۸۱
۸۱ - مولانا جبیب الرحمن خان اپنے ایک مضمون "ولادت نجیر الانامی" میں لکھتے ہیں کہ
"رواہتی جائزے سے ثابت ہوتا ہے کہ دو شنبہ کا دن، بارہویں ربیع الاول اور عاصم الفیل
کا سال تھا۔" ۸۲

۸۲ - مولانا حکیم ابوالبرکات عبد الرؤوف دانیپوری "اصح السیر" میں رقمطراز ہیں :
"آن (حضرت عبد اللہؐ) کے انتقال کے بعد آٹھ یا بارہ ربیع الاول کو
پیر کے دن صبح صادق کے وقت حضور مسیح پیدا ہوئے۔" ۸۳

۸۳ - "قصص الاتبیار" بوسیح غلام علی اینڈ سنتر نے شائع کی، میں لکھا ہے :
"بعد بیالسیں برس حکومت تو شیر و ان کے پھلی رات میں شروع ایام بیض
میں بارہویں تاریخ ربیع الاول دو شنبہ کی رات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اس دنیا میں تشریف لائے۔" ۸۴

۸۴ - حافظ نذر محمد نے "محدث" کے رسول نمبر میں بارہ ربیع الاول ۲۲ اپریل ۱۹۴۷ء تاریخ
ولادت لکھی ہے ۸۵

۸۵ - فیروز ڈسکوی اپنی تالیف "پیارے نبیؐ کے سارے حالات" کی جلد اول میں تحریر
کرنے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۵ مئی سوموار
کے دن ہوئی۔ ۸۶

۸۶ - کاشی البرنی نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت بروز پیر ۱۲ ربیع الاول ۱۹۴۷ء
قبل ہجرت لکھی ہے ۸۷

۸۷ - اردو اور بنگالی کے نعت گو شاعر، ادیب، مورخ اور ماہنامہ "نعت" لاہور کے

ایڈیٹر راجا شید محمود سینئر مہر مضمون پنجاب لیکسٹ کب بورڈ اپنی کتاب "میرے سر کا" میں تحریر کرتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت ہے۔ ۸۸

۸۸ - نذیر احمد سیماں قریشی نے اپنی تالیف "خاتم النبیین" جو کہ ۱۳۴ھ میں لکھی تھی۔

ولادت رسالت آب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں لکھا ہے :

۸۹ "اگست ۱۹۵۶ء مطابق ۱۲ ربیع الاول بروز سوموار حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھ سو سال اور ذوقرنمیں کی وفات سے آٹھ سے چورانوے برس اور حضرت آدم علیہ السلام سے چھ ہزار سات سو پچاس سال بعد عالم ہستی میں تشریف لائے۔" ۸۹

۸۹ - عبد الرحمن شوقي نے تاریخ اسلام لکھی ہے۔ وہ پہلی جلد میں رقمطراز ہیں :

"عام الفیل کے مشہور سال ۱۴۰۷ء میں ہم مسی کو یعنی سنه ہجری کے بادن سال قبل ۱۲ ربیع الاول پیر کے دن ہادی اسلام حضور پر نور حضرت محمد مصطفیٰ اپنے عبد اللہ حضرت آمنہؓ کے بطن مقدس سے پیدا ہوئے۔" ۸۹

۹۰ - نواب سید محمد صدیق حسن خاں نے لکھا ہے :

"ولادت شریف مکمل مکملہ میں وقت طلوع فجر کے روز دوشنبہ شبِ دوازدھم ربیع الاول عام الفیل کو ہوئی۔ جمیور علماء رکابیہ قول ہے۔ ابن الجوزی نے اس سے اتناق کیا ہے۔" ۹۰

۹۱ - ابو الحجاج ندوی نے لکھا ہے :

"سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکمل مکملہ میں پیر کو دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۷ء ق۔ ہکی صبح کو پیدا ہوئے۔" ۹۱

۹۲ - تفاصیل عبد الداہم داکم ایڈیٹر جامِ عرفان لکھتے ہیں :

"یہ حقیقت ہے کہ متعدد تاریخی دلائل کے علاوہ تقویم کی رو سے بھی بارہ

ربیع الاول ہی صحیح ہے۔" ۹۲

۹۲ - مولوی محمد عبد اللہ خاں سابق پروفیسر مندر کالج پیالہ اپنی کتاب خطبات نبوی

میں رقمطراز ہیں :

”حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ، احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت
بیروز پیر ۱۲ ربیع الاول ۶۳ھ بعد اذہب ہبھ طیب سیدنا آدم علیہ السلام مقام مکہ
ظهور پذیر ہوئی۔“ ۶۴ھ

۹۳ - سید آں احمد رضوی لکھتے ہیں :

”۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے دن مطابق ۲۰ اپریل ۱۸۷۸ھ کی مبارک
صبح کو بی بی آمنہ رضی کے بطن مبارک سے انبیاء کے امام دنیا بھر کے انسانوں کو
ہدایت دینے کے لئے تشریف لائے۔“ ۶۵ھ

۹۴ - مولانا عبد السلام ہمدانی امر تحری ”آفتابِ رسالت“ میں لکھتے ہیں :

”۱۲ ربیع الاول کو جبیب خدا فخر کو نین سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مولود مسعود سے اہل جہان کو مستخر و ممتاز فرمایا۔“ ۶۶ھ
۹۵ - مولانا محمد اسلم قاسمی فاضل دیوبند رقمطراز ہیں :

”بارہ ربیع الاول پیر کے روز میں اپریل ۱۸۷۵ھ کو صبح کے وقت جناب آمنہ
کے بیان ولادت ہوئی۔“ ۶۷ھ

۹۶ - مولانا محمد عاشق الہی میرٹھی نے ”ماہتابِ عرب“ میں لکھا ہے :
”سیدنا مسیح صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول ۶۳ھ کسردی کو دوشنبہ کے
دن صبح کے وقت کہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔“ ۶۸ھ

۹۷ - جناب امیر الدین نے ”سیرت طیبہ“ میں لکھا ہے :

”اپنے بارہ ربیع الاول بیروز دوشنبہ مطابق اپریل ۱۸۷۵ھ کہ مکرمہ میں
عیسیٰ صادق کے وقت پیدا ہوتے۔ اپنے کی ولادت واقعہ فیل کے پچاس یا پچپن
دن بعد، حضرت آدم علیہ السلام سے چھ ہزار ایک سو تیرہ سال بعد ہوئی۔“ ۶۹ھ

۹۸ - سید ریاض احمد نے ”قصص الرسول“ میں لکھا ہے :

”ہمارے نبی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۲۱ اپریل ۱۸۷۵ھ کو
 سعودی عرب کے شہر مکہ میں پیدا ہوتے۔ سوموار کا دن اور اسلامی مہینے ربیع الاول

کی بارہ تاریخ تھتی۔ ۱۰۰

۱۰۰۔ خواجہ محمد شعیب نے ماہنامہ "تاج" جید ر آباد کے "میلاد نبیر" میں ایک مضمون نویں محمدی کے حضور خیر الامر صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے متعلق یہ تحریر فرمایا :

"بارھویں تاریخ ربیع الاول کو دشنبہ کے دن بعد ۵۷ھ برس آدم علیہ السلام کے ہزار رجاه و جلال حضور پر نور، سرور عالم، فخر بني آدم، رسول کرم، شفیع الامم، سید دوسرا، محبوب کبریا، سریع الاصفیاء، تاج الانبیاء، شمس النفحات، برالدحی، زحمد مجتبی، محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ظہور اجلال فرمائے جمال جہاں آزار سے فرش خاک کو منور فرمایا۔ ۹۹"

۱۰۱۔ مولانا ابو الفیض محمد عبید الکریم حشمتی رضوی رقمطران ہیں :

"۱۲ ربیع الاول شریعت کو سید العالمین شفیع المذہبین، محسن کائنات صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا۔" تکہ

۱۰۲۔ خواجہ حسن نظامی نے لکھا ہے :

"ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو دشنبہ کے دن آدم کی پیشانی کا نور، نوح و ابراہیم کے دل کا سرور، اسماعیلؑ کی راحت جان، ہاشم و عبد اللہ کے گھرنے کی شان، غریبوں کا حامی، بیکیوں کا سہارابی بی آمنہؑ کے پیٹ سے تولد ہوئی۔

۱۰۳۔ حضرت مجدد الدلف شافعی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ ربیع الاول کو یوم ولادت سمجھتے تھے اور اسی

دن کو نیازِ نبوی کے لئے قسم قسم کے کھانے پکانے اور ایک محفل منعقد کرنے کا حکم دیتے۔ تکہ

۱۰۴۔ مولانا سید محمد متین ہاشمی نے بھی ۱۲ ربیع الاول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت قرار دیتے ہیں۔ تکہ

۱۰۵۔ بھارت کے برالغادرمی لکھتے ہیں :

"ربیع الاول کے ماہ منور کی بارھویں تاریخ کو خدا کے محبوب، دو عالم کے مددوچ، سرزینِ گیتنی پر آیت نور کی تفسیر بن کر جلوہ گر ہوتے۔" تکہ

- ۱۰۶ - مہنامہ مولوی "دہلی کے رسول" نمبر ۳۵۵ء میں ہے :
- "ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ تھی کہ ولادت نبویؐ کا نور ایک پروردہ صنیا بن کر تمام عالم انکان پرستہ ہو گیا۔" ۲۷
- ۱۰۷ - مرتضیٰ سید رضا دہلوی نے اپنی تالیف "الحمد لله" میں لکھا ہے :
- "آپ ۱۲ ربیع الاول سال فیل میں پیدا ہوئے۔" ۲۸
- ۱۰۸ - مولانا عبد العلیم شمرد "خاتم المرسلین" میں رقمطراز ہیں :
- "ربیع الاول کی بارہویں تاریخ اور دو شنبہ کا روز تھا کہ آخر شب کو آپؐ ماں کے شکم مبارک سے دنیا میں آئے۔" ۲۹
- ۱۰۹ - ابو الحسنات قطب الدین احمد نے "خبر الاذکار فی ذکر سید الانصار" میں لکھا ہے :
- "ربیع الاول کی بارہویں تاریخ صبح صادق کے وقت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔" ۳۰
- ۱۱۰ - مولانا عبد الاستجمان "میلاد النبی" میں لکھتے ہیں :
- "دو شنبہ کے دن بارہویں تاریخ ربیع الاول کے نینی میں صبح صادق کے وقت حضرت مبد رجڑ و کل احمد مجتبی، محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم نے باہرار جاہ وجہاں اپنے جمال جہاں آرا سے تمام عالم کو منور فرمایا۔" ۳۱
- ۱۱۱ - ترکیس احمد عجمی "رسالت مآب" میں رقمطراز ہیں :
- "تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ لیکن اکثریت آثار اس طرف ہے کہ آپ ۹ ربیع الاول اور بعض دوسری ثقہ روایتوں کے موجب ۱۲ ربیع الاول کو پروردہ عدم سے عالم وجود میں آئے۔ دو شنبہ کا مبارک دن تھا۔ آپؐ کسے ولادت کا وہی سال تھا جو مکہ پر ابرہیم کی فوج کشی کا تھا۔" ۳۲
- ۱۱۲ - احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد القسطلانی التیتی المصری الشافعی کی کتاب "مواہب الڈنیہ" کا ترجمہ محمد عبد الجبار خان نے کیا جو ۳۴۲ھ میں تاج پریس جید را باد دکن سے شائع ہوا۔ اس میں لکھا ہے :

”مشہور قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن باہتوں ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ اس قول پر اہل مکہ کا عمل ہے کہ وہ لوگ اس وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کی جگہ کی زیارت کرنے ہیں۔“

انگریزی کتب بہرہ اور حضور ص کی تاریخ ولادت

۱۱۳۔ ٹیمپل یونیورسٹی کے پروفیسر اسماعیل الفاروقی اپنی کتاب ”میں رقطراز ہیں“ "The Life of Muhammad"

”The majority, however, agree that Muhammad was born on twelfth of Rabi-ul-Awwal.“ ²⁸²

”اکثریت اس پر متفق ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے：“

۱۱۴۔ جامعہ طیبہ اسلامیہ دہلی کے شعبہ اسلامیات کے پروفیسر ڈاکٹر ماجد علی خان اپنی کتاب ”Muhammad - The Final Messenger“ میں لکھتے ہیں :

”Sayyidana Muhammad (Sallallahu 'alaihi wa Sallam) was born on Monday, the 12th of Rabi-ul-Awwal to the most historians.“ ²⁸³

”مؤذین کی اکثریت کے مطابق سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے دن پیدا ہوئے：“

۱۱۵۔ ڈاکٹر عطاء رحمی الدین نے اپنی کتاب ”The Arabian Prophet“ میں لکھا ہے :

"He was born as the son of Abdulla and Aminah at Mecca on the 12th Rabi-ul-Awwal in the year of Elephant" ²⁸⁴

"آپ حضرت عبد اللہؓ اور حضرت آمنہؓ کے فرزند ۱۲ ربیع الاول کو مکہ میں پیدا ہوئے۔"

" ۱۱۶ - الحاج فاسِم علی " "Muhammad - a Mercy to all the Nations" میں لکھتے ہیں :

"The Holy Prophet was born on Monday, being the 12th day of Rabi-ul-Awwal" ²⁸⁵

"پیغمبر مقدسؐ بارہ ربیع الاول کو پیر کے دن پیدا ہوئے۔"

" ۱۱۷ - الیس - اے سالک : " "The early Heroes of Islam"

"On the 12th of Rabi-ul-Awwal in the year 570 A.D. when Anu-Shirvan was adorning the throne of Pessia Hadrat Muhammad first saw the light of day at Mecca in the family of Abd Munaf, the noblest family in Arabia" ²⁸⁶

"ربیع الاول کی بارہ تاریخ ششمہ میں جب ایران میں نوشیروال کی حکومت تھی، حضرت محمدؐ عبد المناف کے خاندان میں جوعرب کا معزز ترین خاندان میں، مکہ کے شہر میں پیدا ہوئے۔"

" ۱۱۸ - پروفیسر محمود بریلوی نے اپنی انگریزی کتاب "سیرت نبیؐ" میں لکھا ہے :

"According to the calculation, however, of Dr. M. Hamidullah of Paris, it was 12 Rabi 1, 53 before Hijrah / 17 June, 569 C.E. Monday." ²⁸⁷

۱۱۹۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے حسابات کے مطابق ۱۲ ربیع الاول شمسہ قبل ہجرت، ۱ جون ۶۴۹ھ عیسوی پریگا دن ہے۔ اس دن آنحضرتؐ اس دنیا میں تشریف لائے۔

۱۲۰۔ خالد۔ ایل گا با ("The Prophet" Khalid L. Gauba) نے اپنی کتاب

میں ولادت کی تاریخ ۱۲ ربیع الاول شمسہ قبل ہجرت لکھا ہے۔ ۷۸

۱۲۱۔ ڈھاکہ کے پروفیسر کے۔ علی نے اردو، بنگالی اور انگریزی میں تاریخ اسلام لکھی ہے۔

ان کی تحریزی کتاب "A study of Islamic History" میں ہے:

"The widowed Aminah gave birth to a son on Monday, the 12th of Rabi-ul-Awwal, 570 A.D. The child was named Muhammad (Sm.)" ۲۸۹

”بیوہ آمنہ رضی کے گھر پریکے دن ۱۲ ربیع الاول شمسہ کو ایک بچے کی پیدائش

ہوئی جس کا نام محمد رکھی گیا۔“

۱۲۲۔ یہی اعظم اور عائشہ نے "The life of Prophet"

ٹرست سوسائٹی لندن نے شائع کی ہے۔ اس کتاب میں لکھا ہے:

On Monday, the twelfth day of Rabi-ul-Awwal in the year of elephant, Aminah gave birth to a son (Muhammad). ۲۹۰

”حضرت آمنہ رضی کے ہاں عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول کو ایک بچے (حضرت محمدؐ) کی ولادت ہوئی۔“

۱۲۳۔ افضل الرحمن نے ایک کتاب "Muhammad Blessing for Mankind" لکھی جو ۱۹۷۹ء میں مسلم سکولز ٹرست لندن نے شائع کی۔ اس میں ولادت کے متعلق لکھا ہے:

"Muhammad (peace be upon him) was born in Mecca, Arabia (now called Saudi Arabia) on Monday 12th of Rabi-al-Awwal in the noble family of Quraish of the famous tribe of Bani Hasham." ۲۹۱

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم عرب (آج کل سعودی عرب) کے شہر مکہ میں پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول کو قریش کے قبیلہ کی معزز شاخ بنو ہاشم میں پیدا ہوئے۔"

غیر مسلم سیرت نگار اور سینیپیر اسلام کی تاریخ و لادت

میں نے مستشرقین کی جو کتب و کمیکس ان میں سے زیادہ تر کتب میں تاریخ و لادت درج نہ تھی۔ بعض نے صرف لادت کا سال لکھا تھا۔ اسی طرح Encyclopedia

(Encyclopedia of Religion and Ethics) & (of Religion

اور) میں سینیپیر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ و لادت نہیں لکھی گئی۔ تاہم پہنچ ایک غیر مسلم سکالر نے بھی ۱۲ ربیع الاول کا دن ہی لادت سینیپیر کا دن بتایا ہے۔ چند ایک کاذک ریہاں کیا جاتا ہے۔

۱۲۴۔ اُبیسویں صدی کے عظیم فرانسیسی محقق مُوسیو سیدیو نے "تاریخ عرب" میں لکھا ہے:

"ان (سیدہ آمنہ) کے بطن مطہر سے ۱۲ ربیع الاول شہر کو حضرت

نبی پیدا ہوئے۔" ۲۹۲

۱۲۵۔ محمد علی لاہوری (احمدی) نے "سیرت نبیر البشر" میں لکھا ہے:

"آنحضرت کی ولادت کی مشہور تاریخ ۱۲ ربیع الاول ہے۔" ۲۹۳

احمدیوں کے دونوں فرقے ہمارے نزدیک کافر ہیں۔ اسی لئے میں نے محمد علی لاہوری کا شمار غیر مسلم سیرت نگاروں میں کیا ہے۔

"کلمتکی پر ان" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ و لادت بیان کی تھی۔

"قصیدۃ المتوڈ" کے نام کی ایک کتاب کے مؤلف نے علم سنجوم اور ریاضتی کی امداد سے ہلنکی اوتاڑ کی تاریخ و لادت کر ۱۲ ربیع الاول قرار دیا ہے۔ جو ہلنکی پر ان کے علم رکھنے والے مؤلف کی ہندی تاریخ کے مطابق ہے۔ (الف)

عید میلاد النبی بارہ ربیع الاول کو منانی جاتی ہے

پروفیسر رفیع اللہ شہاب "اسلامی معاشرہ" میں لکھتے ہیں :

"سارے دنیا کے مسلمانوں کے نزدیک ۹ ربیع الاول کا دن بڑی عظمت کا حامل ہے۔ کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دن ہے اور اسے بڑے اہتمام سے مناتے ہیں۔ روایات میں آپ کی پیدائش کی دو تین تاریخیں دی گئی ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے تک ۱۲ ربیع الاول کو ان میں صحیح سمجھا جاتا تھا۔ لیکن آج سے ساٹھ ستر سال پہلے مصر کے مشہور ہدایت دان جناب محمود فلکی پاشنے اس بارے میں علمی تحقیق سے ثابت کیا کہ آپ کی پیدائش ۹ ربیع الاول کو ہوئی تھی۔ اس کے بعد بہت سے مکمل میں اس تاریخ کو اختیار کر لیا گیا۔ اگرچہ ہمارے ہاں کے علماء جن میں علامہ شبیل، مولیٰ ن ابوالکلام آزاد اور علامہ سلیمان منصور پوری شامل ہیں، نے اسی تاریخ کو ہی صحیح تسلیم کیا ہے لیکن نامعلوم وجوہ کی بنا پر بارہ ربیع الاول ہی کوہہ کاری طور پر صحیح تسلیم کیا جاتا ہے۔"

پروفیسر صاحب کی یہ عبارت پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کونے مسلمان ۹ ربیع الاول کو بڑے اہتمام سے مناتے ہیں۔ اس ترقی یا فتح دور میں آج تک ہم نے کوئی ایسی خبر نہ پڑھی ہے اور نہ ہی سُنی ہے کہ فلاں ملک میں ۹ ربیع الاول کے دن عید میلاد النبی منانی گئی۔ پروفیسر صاحب نے ایک اور موقع پر لکھا تھا کہ ہمارے ملک میں ۱۲ ربیع الاول کو اختیار کیا گیا ہے جبکہ بعض دوسرے اسلامی ممالک میں ۹ ربیع الاول کو صحیح سمجھا جاتا ہے بلکہ لیکن پروفیسر صاحب نے یہ نہیں لکھا کہ کون ممالک میں ۹ ربیع الاول کو عید میلاد النبی منانی جاتی ہے۔ دوسرا پروفیسر صاحب نے لکھا ہے کہ آج سے ستر سال پہلے محمود پاشنے یہ ثابت کیا تھا۔ یہ بھی انتہائی حیران کرنے والی بات ہے۔ محمود پاشنے یہ بات کم از کم ایک صدی قبل کہی تھی۔ کیونکہ ان کا فرانسیسی مقالہ عربی میں منتقل ہونے کے بعد ۱۸۹۳ء میں اردو میں چھپا تھا۔ نیز پروفیسر صاحب نے لکھا ہے

کہ نامعلوم وجہ کی پناہ بارہ ربیع الاول کو سرکاری طور پر تسلیم کیا گیا۔ کیا انہیں اس کا علم نہیں کہ مسلمان ہمیشہ بارہ ربیع الاول کو عیدِ میلاد النبی ص مناتے رہے ہیں۔ اور صحابہ کرام، تابعین، محدثین، مفسرین اور موئرخین کے نزدیک یہی تاریخ صحیح ہے۔ دراصل کچھ لوگ دین کے بارے میں کٹے شدہ حقائق کے خلاف کوئی نئی بات لا کر تشکیک پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

حافظ الرحمن سیوطہ راوی نے لکھا ہے کہ عوام میں تو مشہور قول یہ ہے کہ ۱۲ ربیع الاول نتھی۔ اور بعض کمر و روایات اس کی پشت پڑھیں۔ ۹۹ فسوں صداقوس۔ مولانا کے نزدیک ابن عباس، حضرت جابر، ابن اسحاق، ابن ہشام، ابن کثیر، ابن خلدون، طبری، شاہ ولی اللہ، عبد الحنفی محدث و ہموئی کی روایات کمزور ہیں اور محمود پاشا کی بات مضبوط ہے جس کی کتاب پارسائی تکمیل کا کسی کو علم نہیں اور اُس کے دلن میں بھی اختلاف ہے۔ جنہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ فلکی پاشا کا مقابلہ کس زبان میں مختلط وہ بھی اسی پر ایمان لائے بیٹھے ہیں۔ یا للعجب۔

اب یہم دیکھتے ہیں کہ کہہ، مدیہ اور دیگر اسلامی ممالک میں قدیم ورے کس دن عیدِ میلاد منانی جاتی ہے۔

مکہ معرضہ میں عیدِ میلاد النبی ص

مکہ مکرمہ میں عیدِ میلاد النبی ص برطی وصوم وہام سے منانی جاتی ہے۔ ماہنامہ طریقت لامور کے جنوری ۱۹۴۸ء کے شمارے میں لکھا ہے :

”روز پیدائش آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مکہ میں برطی نوشی منانی جاتی ہے۔ اس کو یوم ولادت رسول اللہ کہتے ہیں۔ اس روز جلیلیاں بکثرت بکھتی ہیں۔ حرم شریف میں حنفی مصلیٰ کے سچھے مختلف فرش سجھایا جاتا ہے۔ شریف مکہ اور کمانڈرِ حجاز میں اسٹاف کے، لباس فاغرہ زرق برق پہنے ہوئے آکر موجود ہوتے ہیں۔ اور حضرت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جائے ولادت پر جا کر تھوڑی دیر نعت شریف پڑھ کر واپس آتے ہیں۔ حرم شریف سے مولد النبی ص تک دور وہ لالیںوں کی قطاریں روشن کی جاتی ہیں۔ جائے ولادت اس روز

بُقْرَةٌ تُورِّبَنِي ہوتی ہے۔ جاتے وقت ان کے آگے مولودخواں منایت خوش الحانی سے نعمت شریف پڑھتے چلے جاتے ہیں۔

۱۱ ربیع الاول بعد از نماز عشار حرم محترم میں مخالف میلا و منعقد ہوتی ہے۔ ۲ بجے شب تک نعمت، مولود اور حنتم پڑھتے ہیں۔ اور اس رات مولد النبی پر مختلف جماعتیں جا کر نعمت خوانی کرتی ہیں..... ۱۲ ربیع الاول کی مغرب سے ربیع الاول کی عصر تک ہر نماز کے وقت ۲۱ توپِ سلامی کی قلعہ جیادے سے ترکی تو پچانہ سر کرتا ہے۔ ان دنوں میں اہل کہہ بہت جشن کرتے، نعمت پڑھتے اور کثرت سے مخالف میلا و منعقد کرتے ہیں۔ ۱۳

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ اہل کہہ ۱۲، ربیع الاول کو ہی عیدِ میلا و مولد النبی منایا کرتے تھے۔ اس کی تصدیق دیکھ علما کی تحریروں سے بھی ہوتی ہے۔ چند ایک ملاحظہ ہوں:

شیخ عجماء الحقیقی محدث دہلوی

شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مدارج النبوة“ میں لکھا ہے:

”عمل اہل کہہ بین سنت در زیارت کردن ایشان موضع ولادت شریف را دریں شب و نهار مولود آپنے از آداب و اوضاع آئست در شب و از دنم“۔ ۱۴

”اہل کہہ بارھوں شب کو مکان ولادت کی زیارت کرتے، مولود پڑھتے اور جو کچھ بھی اس کے آداب و اوضاع ہیں، ادا کرتے ہیں۔“

شیخ قطب الدین الحنفی

شیخ قطب الدین الحنفی بارہ ربیع الاول کو اہل کہہ کے معمول کے متعلق لکھتے ہیں:

”یزار مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم المکانی فی اللیلة
الثانیة عشر من ربیع الاول فی کل عام فیجتمع الفقهاء و
الاعیان علی نظام المسجد الحرام والقضاء الاربعة بمکة“

المشرفة بعد صلاة المغرب بالشروع الكثيرة والمفرعات والفوانييس والمسانع وجميع المسائخ مع طوائفهم بالاعلام الكثيرة ويخرجون من المسجد الى سوق الدليل ويمشون فيه الى محل مولد الشرف باذدحام۔ ۲۹۹

”ربيع الاول کی رات ہرسال باقاعدہ مسجد حرام میں اجتماع کا اعلان ہو جاتا تھا۔ تمام علائقوں کے علماء، فقہار، گورنر اور چاروں مذاہب کے قاضی مغرب کی نماز کے بعد مسجد حرام میں اکٹھے ہو جاتے۔ ادایتی، نماز کے بعد سوق اللیل سے گزرتے ہوئے مولہ البنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے جاتے۔ ان کے ہاتھوں میں کثیر تعداد شمیعین، فانوس اور مشعلیں ہوتیں۔ وہاں لوگوں کا اتنی کثیر اجتماع ہوتا کہ جگہ نہ ملتی۔“

جمال الدین محمد بن جاراللہ بن طبیہ

”ہرسال مکہ شریف میں ۱۲ ربيع الاول کی رات کو (اہل مکہ کا) یہ معمول ہے کہ قاضی مکہ جو کہ شافعی ہیں مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے یہ ہم غفاری کے ساتھ مولد شریف کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ ان لوگوں میں تمیوں مذاہب، فقہ کے ائمہ، اکثر فقہار، فضلاء اور اہل مولد شریف کے موضوع پڑھتے ہوئے ہیں۔“

مکہ مغطیہ کی تقریب میلاد

”مکہ مغطیہ کے اخبار“ القبلہ“ نے ۱۹۱۶ء میں منائی جانے والی عید میلاد کی روپیوں لکھی:

”گیارہویں ربيع الاول کو مکہ مکرمہ کے درودیوار عین اُس وقت تو پوں کی صدائے بازگشت سے گونج اٹھے جبکہ حرم شریف کے موذن نے نمازِ عصر کے لئے الشراہ، اللہ اکبر

کی صدابند کی۔ سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مبارکباد دینے لگے۔ مغرب کی نماز ایک بڑے مجمع کے ساتھ تشریف ہیں نے مصلیٰ حنفی پر ادا کی۔ نماز سے فراغت پانے کے بعد رب سے پیدے قاضی القضاۃ نے حسب دستور تشریف صاحب کو عید میلاد کی مبارک باد دی۔ پھر تمام وزراء اور ارکان سلطنت ایک عام مجمع کے ساتھ جس میں دیگر اعیان شریحی شامل تھے، بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مناقم ولادت کی طرف روانہ ہوئے..... یہ شاندار مجمع نہایت انتظام و احتشام کے ساتھ مولود النبی کی طرف روانہ ہوا۔ قصر سلطنت سے مولود النبی تک راستے میں دور دیہ اعلیٰ درجے کی روشنی کا انتظام تھا۔ اور خاص کر مولود النبی تو اپنی رنگ برنگ روشنی سے رشک بجنت بنا ہوا تھا۔ زائرین کا یہ مجمع دہال پیچ کے مواد کھڑا ہو گیا۔ اور ایک شخص نے نہایت مؤثر طریقے سے سیرتِ احمدیہ بیان کی۔ اس کے بعد شیخ فواد نائب وزیر خارجہ نے ایک برجستہ تقریر کی..... آخر میں قابل مقرر نے ایک نقیۃ قصیدہ پڑھا جس کو سُن کر ماعین نہایت مخطوط ہوئے۔

عید میلاد کی خوشی میں تمام دفاتر، کچریاں اور مدارس بھی بارہویں ربع الاول کو ایک دن کے لئے بند کر دئے گئے۔ اور اس طرح یہ خوشی اور سرور کا دن ختم ہو گیا۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ اسی سرور اور مسّرت کے ساتھ پھر یہ دن دکھائے۔ آمین۔ ایں دعا از من

واز جملہ جہاں آمین باد۔ انت

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مشاہدہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "فیوض الحرمین" میں فرماتے ہیں:

"وَكَنْتُ قَبْلَ ذَلِكَ بِمَكَةَ الْمُعْظَمَةِ فِي مَوْلَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ وَلَادَتِهِ وَالنَّاسُ يَصْلُونَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَذْكُرُونَ أَرْصَادَهُ الْعَقِيقَةَ الْمُظْهَرَتِ فِي وَلَادَتِهِ وَمُشَاهَدَةً قَبْلَ بَعْثَةِ فَرَأَيْتُ أَنَّوْارًا سَطَعَتْ دَفْعَةً وَاحِدَةً لَا أَقُولُ أَنَّ

ا دركتنا ببصر الجسد ولا اقول ا دركتها ببصراً الروح فقط والله
اعلمُ كيف كان الامر بين هذَا وذلِك فتأمَّلت ل تلك الانوار
فوجدتُها من قبيل الملائكة المؤكليين بامثال هذه المجالس
ورأيت بمخالطه انوار الملائكة انوار الرحمة ۲۳

" میں ایک مرتبہ مکہ معمظمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت
باسعادت کے دن (۱۴ ربیع الاول کی رات) ایک ایسی محفلِ میلاد میں
شریک ہوا، جو مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر منعقد ہوئی تھی۔ جس میں
لوگ ہدیہ درود وسلام پیش کر رہے تھے۔ اور وہ واقعات بیان کر رہے
تھے جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوتے اور جن کا مشاہدہ آپ کی
بعثت سے پہلے ہوا تو اچانک میں نے دیکھا کہ اس محفل پر انوار و تجلیات کی
بارش ہو گئی۔ انوار کا یہ عالم تھا کہ مجھے اس بات کی ہوش نہیں کہ میں نے
ظاہری آنکھوں سے دیکھا تھا یا فقط باطنی آنکھوں سے۔ بہر حال جو بھی ہوئی میں
نے غور و تھوڑ کیا تو مجھ پر یہ حقیقت منکشت ہوئی کہ یہ انوار ان ملائکہ کی
وجہ سے ہیں جو ایسی مجالس میں شرکت پر مأمور کئے گئے ہوتے ہیں۔ اور میں
نے دیکھا کہ انوار ملائکہ کے ساتھ ساتھ رحمت باری تعالیٰ کا نزول بھی ہو
رہا تھا۔"

مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اہل مکہ ہمیشہ عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بڑے اہتمام سے مناتے تھے اور بارہ ربیع الاول کی شب مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر
محفلِ میلاد منعقد ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی تاریخ کا صحیح
علم اہل مکہ کو ہی ہو سکتا ہے۔ جہاں سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی۔
اہل مکہ کے علاوہ اہل مدینہ، اہل مصر، مین، شام اور تمام عالم اسلام شرق تا غرب ہمیشہ
سے حضور اکرم علیہ السلام کی ولادت سعیدہ کے موقع پر محافلِ میلاد کا انعقاد کرنے چلے آئے
ہیں۔"

مَدِينَةٌ طَيِّبَةٌ مِّنْ عِجَدٍ مِّيلًا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَدِينَةٌ طَيِّبَةٌ مِّنْ بَحْرٍ حَصْوَرٍ عَلَيْهِ الْحَصْلَوَةُ وَالسَّلَامُ كَاهِيْمَ مَيْلَادُ ۱۲ رَبِيعُ الْأَوَّلِ كُوْهِيْ مَنَايَا جَاتَتْ
ہے۔ علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی "تاریخ جیپِ الہ میں" رقمطران ہیں۔ بارھویں
ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں یہ محفل متبرک مسجد نبوی شریف میں ہوتی ہے اور کم معتظمہ
میں بر مکان ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۴۵۷

مَدِينَةٌ مَنَوَّرَةٌ مِّنْ آجٍ كُلَّ بَحْرٍ ۱۲ رَبِيعُ الْأَوَّلِ بَوْمِ مَيْلَادِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَعْطَرَ کَعْطَرَ کَعْطَرَ
پَرْ مَنَايَا جَاتَتْ۔ مَدِينَةٌ مَنَوَّرَةٌ مِّنْ رَهْنَنَے دَالَّ نُورِ حَزَنِیْں نَئَے ہُجَیْس تَبَايَا ہے کہ مَدِينَةٌ مَنَوَّرَةٌ مِّنْ
۱۲ رَبِيعُ الْأَوَّلِ شَرِيفَتْ کو بَوْمِ مَيْلَادِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنے اپنے گھروں میں اہلِ محبتِ
اپنی اپنی حیثیت کے مرطا۔ ۴۵۸ میں، زیادہ شہرت نہیں کرتے اور ہر طرف سے لوگ
حُرم نبوی میں جو ق درجوس تے ہیں۔ اور ایامِ حج کا سمنظیر ہوتا ہے۔ ۴۵۹

مَصَرٌ مِّنْ مَيْلَادِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابیٰ ورد ولیم لین ربیع الاول ۲۵ھ میں قاہرہ گیا۔ اور وہاں منائے جانے والے
جشنِ میلاد کا ذکر اپنی کتاب ر Modern Egyptians میں کیا ہے۔
وہ لکھتا ہے :

"ربیع الاول کا چاند ہوتے ہی فاہرہ میں جشنِ میلادِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تیاریاں
شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ تھوار بالخصوص شہر قاہرہ کے جنوب مغرب کی جانب
 محلہ برکتہ الاذکریہ کے ایک بڑے میدان میں منایا جاتا ہے۔ برسات کے
دنوں میں یہ جگہ پورا تالاب بن جاتی ہے۔ جس کے کنارے میلاد کے جلسے
منعقد ہوتے ہیں۔ جب بارش نہ ہو تو شکم تالاب میں لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔
تماشائیوں اور خصوصاً درویشوں کے لئے یہاں کئی بڑے بڑے ڈیرے اور
شامیانے نصب کر دیتے جاتے ہیں۔ اور بارھویں ربیع الاول تک ذکر و

شغل کے لئے ان میں درویش آتے جاتے رہتے ہیں۔ ”نہ اٹورڈ ولیم لین ۱۲ ربیع الاول نامہ کی رات کے چشم دید واقعات یوں بیان کرتا ہے :

”شبِ دوازدھم کو جو خصوصاً شبِ میلاد کہلاتی ہے، میں پھر بیلے کے مقام پر گیا۔ یہاں کوئی سائٹھ ستر درویش ایک شامیانے میں ذکر کر رہے تھے۔ اس حلقہ میں مختلف سلسلوں کے درویش شرکیے تھے، مگر ذکر اس وقت ہو رہا تھا، وہ خصوصاً سلسلہ بیوی میرہ کا تھا۔ جس میں ذاکر یا اللہ کے نعمے لگاتے ہیں، اور ہر نعمے کے ساتھ اپنا سر جھکاتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی پنے ہاتھ چلنی پہ کی شکل میں سینہ کے سامنے کرتے ہیں اور پھر سراٹھاتے ہیں۔ ”نہ شیخ محمد صنامصری نے بھی یومِ میلاد کو قاہرہ میں منعقد ہونے والی میلاد کے محفول اور پیادہ جلوس کا ذکر کیا ہے۔ نہ اس سے واضح ہو گیا کہ اہل مصر ہبی ۱۲ ربیع الاول کو ہی یومِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرتے ہیں۔

حضرت کی ولادت اور اہل تسیع کا عقیدہ

ہم بھل کے شیعہ ۱۔ ربیع الاول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت مانتے ہیں۔ ایران کے الحاج شیخ عباس قمی نے ”زندگانی حضرت محمد“ میں لکھا ہے :

”بد انکہ مشهور میں علماء امامیہ آنست کو ولادت باسعادت آنحضرت در ہفدهم ماہ ربیع الاول بود۔“ نہ علمائے امامیہ (شیعہ) میں یہ مشہور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سترہ ربیع الاول کو ہوتی۔ مضمون ”چھادہ معصومین“ میں ذاکر مسعود رضا خاکی نے لکھا ہے :

”تاریخ ولادت عام مسلمانوں میں ۱۲ ربیع الاول تسیعہ کی جاتی ہے۔ کوئی ۹ اور کوئی ۱۱ بتاتا ہے۔ لیکن فقہ جعفریہ کے علماء کے نزدیک طے شدہ تاریخ

ولادت ربع الاول ہے۔ سن ولادت پسب کا اتفاق ہے کہ سہ عالم الفیل ہے۔ نائے

لیکن علامہ محمد باقر مجلسی "حیات القلوب" جلد دوم میں لکھا ہے : "محمد بن یعقوب کلمی بن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرتؐ کی ولادت جب ہوئی تو ماہِ ربیع الاول کی بارہ رات میں گذر چکی تھیں" ﴿۱﴾

یہی روایت "جلال الریعون" جلد اول میں بھی موجود ہے ﴿۲﴾ تہران سے چھپنے والی کتاب "سیرت رسول اللہ" میں رفیع الدین اسحق بن محمد ہمدانی رقمطران ہیں :

"روز دوشنبہ بود، دوازدهم ماہِ ربیع الاول کہ سید علیہ السلام از مادر بوجود آمد، آس سال بود کہ اصحاب فیل قصہ مکہ کرده بودند"۔

"پیر کے دن ربیع الاول کی بارہ تاریخ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والدہ کے بطن اطہر سے اس دنیا میں تشریف لاتے۔ اسی سال اصحاب فیل نے مکہ پر چڑھائی کی تھی"۔

اس سے پتہ چلا کہ اہل تشیع کے بعض علماء کے نزدیک بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت بھی ۱۲ ربیع الاول ہے۔

امصارہ اور یا میں ربیع الاول

"مواہب لدنیہ" میں علامہ قسطلانی لکھتے ہیں :

"کہا گیا ہے کہ ربیع الاول کی امصارہ رات میں گذر نے کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ ربیع الاول کے آٹھ دن باقی رہتے تھے کہ آپ پیدا ہوئے یہ دونوں قول بالکل غلط ہیں کیونکہ کسی جدید یا قدیم سیرت نگار نے ان میں سے کسی کو اختیار نہیں کیا اور نہ ہی ان کو جمہور مورخین نے اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔ علامہ قسطلانی نے خود ہی ان اقوال کو نقل کر کے غیر شرعاً قرار دیا ہے۔"

یہ قول بالکل غلط ہیں کیونکہ کسی جدید یا قدیم سیرت نگار نے ان میں سے کسی کو اختیار نہیں کیا اور نہ ہی ان کو جمہور مورخین نے اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔ علامہ قسطلانی نے خود ہی ان اقوال کو نقل کر کے غیر شرعاً قرار دیا ہے۔

محمد و موسیٰ پاشا فلکی کون تھا؟

موجودہ دوسرے بیہت زگاروں نے لکھا ہے کہ محمود پاشا فلکی کی تحقیقات کے مطابق ۹ ربیع الاول ولادت کی تاریخ ہے کیونکہ ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں تھا۔ پونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پیر کے دن ہوئی، اس لئے ۹ ربیع الاول یوم ولادت ہے۔ لیکن دلچسپ صورت حال یہ ہے کہ ان لوگوں کو محمود پاشا کے اصل وطن کا بھی علم نہیں اور نہ ہی اُس کی کتاب کا نام معلوم ہے۔ علامہ شبیل نعمانی رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی سیدیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ نے محمود پاشا فلکی کو مصر کا باشندہ لکھا ہے مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ اسے ملی لکھتے ہیں۔ جبکہ حفظ ارمن سیوہاروی نے قسطنطینیہ کا مشورہ بیت دان اور بنجم بتایا ہے۔ قسطنطینیہ استنبول کا قدیم نام ہے جوڑ کی کا مشورہ شہر ہے۔ محمود پاشا کے نام سے بھی ظاہر ہے کہ وہ ترکی کا رہنے والا تھا۔ کیونکہ پاشا نز کی سرداروں کا لقب ہے اور سب سے بڑا فوجی لقب ہے یعنی

مجھے بڑی کوشش کے باوجود محمود پاشا فلکی کی کتاب یا رسالہ نہیں مل سکا۔ البتہ معلوم ہوا ہے کہ محمود پاشا کا اصل مقالہ فرانسیسی زبان میں تھا۔ جس کا ترجمہ سب سے پہلے احمد زکی آفندی نے "نتائج الافہام" کے نام سے عربی میں کیا تھا۔ اس کتاب کو مولوی سید مجید الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب حجج ہائیکورٹ ہیدر آباد نے اردو کا جامہ پہنانا یا اور ۱۸۹۸ء میں نول کشور پریس نے شائع کیا۔ بیہقی رحمہ اب نہیں ملتا یعنی

مودود پاشا فلکی نے اگر علم فلکیات کی مدد سے کچھ تحقیقات کی بھی ہیں تو صحابہ رض، تابعین اور دیگر قدماں کی روایات کو جھبٹلانے کے لئے ان پر اختصار کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔ کیونکہ تمام سائنسی علوم کی طرح فلکیات کی کوئی بات قطعی نہیں ہوتی۔ سائنسی علوم میں آج جس بات کو درست تسلیم کیا جاتا ہے، مکمل کو وہ غلط ثابت ہو سکتی ہے۔ ایک زمانے کے سائنسدان جس مسئلے پر متفق ہوتے ہیں ہستقبل والے اُس کی تلقی کر دیتے ہیں۔ محمود پاشا اور اُس کے معتقدین نے تو یہ کہہ دیا کہ ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ کا دن نہیں تھا۔ پاشا کی تحقیق کی بنیاد جس علم پر ہے اس کا حال یہ ہے کہ اتنے ترقی یافتہ دوسرے میں جبکہ انسان چاند پر پہنچ کر دوسرے

سیاروں پر کہنے ہیں ڈالنے کی کوششیں کر رہا ہے، بر طایہ کے ماہرین فلکیات اس قابل نہیں ہوئے کہ چاند نظر آنے یا نہ آنے کی پیشیں گوئی کر سکیں۔ یونیورسٹی آف لندن کے شعبہ طبیعت و علوم فلکیات کی رصدگاہ اور رائل گرین وچ آبزروری کے معموماتی سنٹر کے مطابق نے چاند کی پیشیں گوئی کرنا امکن تک ناممکن ہے۔ پاکستان کے مشہور ماہر فلکیات صنیار الدین لاہوری کی بھی یہی رائے ہے۔ جب مستقبل کے متعلق کوئی حصتی رائے نہیں کی جاسکتی تو ماضی کے متعلق یہ دعویٰ کہ تماکن کا فلاں قمری دن کو ہفتے کا فلاں دن تھا، اس صورت میں کسی طرح ممکن نہیں۔ جب ہمارے پاس تقویم کا تاریخی ریکارڈ موجود نہیں۔

بھرت سے قبل کے نقویٰ حسابات ناممکن ہیں

سن ہجری کا استعمال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع ہوا۔ اور سب سے پہلی مرتبہ یوم الحجہ ۲۰ جمادی الاول ۶۱ھ (۱۳۸ء ۱۲ جولائی) کو مملکت اسلام میں اس کا انفاذ ہوا ہے۔ اس کے بعد کا تاریخی ریکارڈ ملتا ہے، لیکن اس سے پہلے کا نہ تاریخی ریکارڈ ملتا ہے اور نہ ہی اس سے قبل کے کسی دن کے متعلق کوئی بات حصتی طور پر کہی جاسکتی ہے۔ کیونکہ بعثتِ نبوی سے قبل عرب میں کوئی باقاعدہ کیلنہ نہیں تھا۔ اور وہ اپنی مرضی سے مہینوں میں رد و بدل کر لیا کرتے تھے۔ اور بعض اوقات سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنا دیا کرتے تھے۔ مفتی احمد بارخان نعیمی تفسیر نور العرفان" میں رقمطراز ہے:-

"کفار عرب محرم مہینوں یعنی ربّ ذی قعده، ذا الحجه، محرم کی حرمت کے ہرے معتقد تھے اور اس زمانے میں جنگ کرنا حرام سمجھتے تھے۔ لیکن اگر کبھی دو ران جنگ میں یہ مہینے آ جلتے تو انہیں ناگوار گزرتا۔ اس لئے محرم کو صفر اور صفر کو محرم بنایتے یا جب کبھی حرمت کو ہٹانے کی ضرورت محسوس کرتے تو ایسے ہی مہینوں کا تبادلہ کر لیتے تھے۔ اس تبادلی کا نام "نسی" ہے۔ ۷۲ھ مہینوں کے رد و بدل کے بارے میں ابوالحسن سید محمد احمد قادری لکھتے ہیں:-

"محرم کی حرمت کو صفر کی طرف ہٹا کر محرم میں جنگ چاری رکھتے اور بجاۓ

اس کے صفر کو ماہ حرام قرار دے لیتے ہیں۔^{۲۸}
 صاحب "فتح الباری" نے عربوں کے بارے میں لکھا ہے :
 "بعض محرم کا نام صفر رکھ کر اس میں جنگ کرنا جائز قرار دے لیتے۔
 اس طرح صفر کا نام محرم رکھ کر اس میں جنگ کرنا حرام قرار دیتے۔^{۲۹}
 تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ کبھی محرم کو حرام سمجھتے اور کبھی اس کی حرمت کو صفر کی طرف موجز کر دیتے۔^{۳۰}

عربوں کی اس روشن پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

إِنَّمَا النَّسَئِيُّ زُيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ۔^{۳۱}

عرب صرف میں آگے پیچے ہی میں کرتے تھے بلکہ سال کے تیرہ یا چودہ ماہ بھی بن لیتے تھے۔ تفسیر الحمازان کے مطابق سال کے تیرہ یا چودہ میں نہ دبیتے تھے۔^{۳۲} علامہ مودودی لکھتے ہیں :

"عرب کے لوگ نسی کی خاطر مہینوں کی تعداد ۱۳ یا ۱۴ بنایتے تھے۔^{۳۳}
 حضرت پیر محمد کرم شاہ الاذہری نے اپنی تفسیر "ضیاء القرآن" میں تحریر فرمایا ہے :
 "تمہی سال کے بارہ مہینوں میں کبیسہ کا ایک اور مہینہ بڑھا دیا جاتا تھا۔"^{۳۴}

جب عرب اپنی مرضی سے مہینوں کے نام بدل دیا کرتے تھے اور سال کے تیرہ یا چودہ میں بھی بنایا کرتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ اعلانِ نبوت تک یہی ہوتا رہا ہو گا۔ ہمیں اس بات کا پتہ نہیں چل سکتا کہ کس کس سال میں نسی کی گئی۔ مولوی اسحق البنی علوی پر تحقیقی مقالے "سیرتِ نبویؐ کی توقیت" میں لکھتے ہیں : "یہ سلسلہ ہنوز تشنہ ہے کہ سلسلہ ہجری سے تسلسلہ ہجری تک نسی کا مہینہ کون سالوں میں بڑھا یا گیا۔ اس سلسلے میں مجھے اعتراف کرنا ہے کہ تلاشِ دوکوشش کے باوجود اوراقِ تاریخ میں کوئی اشارہ نہ مل سکا، جس کی بنیاد پر کوئی کوئی اصول یا فاعدہ کلیہ پیش کیا جاسکے۔^{۳۵} جب ہجرت کے بعد صرف دس سالوں کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کون سالوں میں نسی کا مہینہ بڑھا یا گیا تو ولادتِ باسعادت کے وقت تک حسابات بالکل ناممکن ہیں۔ ماہر تقویم ضیاء الدین لاہوری نے لکھا ہے : "قابلِ اعتماد

ذارائع کی غیر موجودگی میں گزشتہ تاریخوں کا تعین بھی وثوق کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا۔ اور اگر بالفرض کسی جگہ کی بالکل درست معلومات میسر آجائیں۔ تو بھی جگہ بجگہ اختلاف کے باعث کسی تقویم پر مکمل انحصار نہیں کیا جاسکتا۔ ۲۵۴ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ماہرین سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکا۔ آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر مارگولیسچ

لکھتے ہیں :

“It is not, however, possible to make pre-Islamic Calender.

”جاہلی تقویم کا بنانا بہر حال ناممکن ہے۔“ ۲۶۵
 یہ بات واضح ہو گئی کہ حسابات کے ذریعے نکالی گئی تاریخ صحیح نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حساباً ممکن ہی نہیں ہیں۔ پس ہمیں صحابہ کرام، تابعین اور موئیین کی روایات کو درست تسلیم کرنا پڑے گا۔ محمود پاشا کے علاوہ کچھ اور لوگوں نے بھی حسابات کرنے کی سعی لا حاصل کی۔ انہوں نے آٹھ ربیع الاول کو پیرہ دن بتایا۔
 علامہ قسطلانی نے لکھا ہے کہ اب زیج (زاچہ بنانے والوں) کا اس قول پر اجماع ہے کہ ربیع الاول کو پیرہ کا دن تھا۔“ ۲۶۶
 اس سے ساف ظاہر ہے کہ جو شخص بھی حساب کرے گا کوئی نئی تاریخ نکالے گا۔ پس ہم ماہرین فلکیات اور زاچہ بنانے والوں سے اتفاق نہیں کر سکتے کیونکہ اس سے بھی اقوال صحابہ و تابعین کا انکار کرنا پڑتا ہے۔

بات کس کی نامیں؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا انبیوی صدی کے ایک منجم سے اتفاق کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چھاڑا و بھانی حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا قول چھپلایا جاسکتا ہے؟ قارئین کرام خود ہی فیصلہ کر لیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے زیادہ کس کو علم ہو سکتا ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمہ زاد

مجھانی ہونے کی وجہ سے حضرت ابن عباسؓ کا قول بڑی اہمیت رکھتا ہے جس نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

اَصْحَابِيُّ كَانُوْمُ بَايْهِمْ اِقْتَدَ يُتْمُ اِهْتَدَ يُتْمُ
”میرے صحابہ تواروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاوے گے“
قرآن کریم نے صحابہ کرام کو رضاۓ الہی کی سند عطا کر دی اور فرمایا :
دَرَضَى اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضَوْعَنْهُمْ ۝ (التران (صحابہؓ) سے راضی ہوا
اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے)

پس حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم کی روایت کو چھوڑ کر ہم ایک منجم کی بات کو برگز تسلیم نہیں کرتے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ،
اول نک اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا افضل
هذہ الامۃ ابرہا قلویاً، واعمقها علماً واقلها نکلفاً
اختارهم اللہ بصحبۃ نبیہ ولا فامة دینہ . ۳۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی امت میں سب سے افضل تھے۔
ان کے دل سب سے زیادہ پاک ، ان کا علم سب سے گمرا ، وہ تکلفات میں
سب سے کم ، اللہ نے انہیں اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے
لئے اور افامت دین کے لئے پختا تھا۔“

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ جیسے جیہے
عالم ، پہلے پیرت نگار اور تابعی نے بھی ۱۲ ربیع الاول یوم ولادت کھانا ہے۔
حضرت پاک صاحب لاک فلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد ہے :
”جہنم کی آگ ان مسلمانوں کو چھو بھی نہیں سکے گی جنہوں نے مجھے دیکھا، جس
تے اُن کو دیکھا جنہوں نے مجھے دیکھا۔“ ۳۳
اس حدیث پاک میں ”صحابہ کرام“ اور تابعین کو دوزخ سے برآت کا شفیقیت دے
دیا گیا۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ جنتی ہیں۔ اور اہل جنت کو چھوڑ کر بخوبیوں اور ماہرین

ریاضتی کی باتوں پر قیمتیں کرنے کا کسی طرح مناسب نہیں۔

ولادت کا مسکم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت موسوم بہار میں ہوتی۔ کیونکہ موسوم بہار دیگر موسوم سے بہتر ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام خلق سے بہتر ہیں، اسی موسوم میں اس دنیا میں تشریف لائے۔ قمری مہینے سال کے مختلف موسموں میں بدل بدل کر آتے ہیں۔ ولادت کے سال ربیع الاول میں موسوم بہار میں آیا۔

حضرت سعید بن المیتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مردی ہے :

”وَكَانَ ذَلِكَ فِي دُخْلِ الرَّبِيعِ“ ۝

”یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت موسوم بہار میں ہوتی۔“

فصل ربیع الاول اچھا اور معتدل موسوم ہے۔ اس میں کپکپا دینے والی سردی ہوتی ہے نہ جگسا دینے والی گرمی۔ اس کی نہ رات لمبی ہوتی ہے نہ دن۔ اور یہ موسوم، خزان، جاڑ اور موسم گرم کی تمام بیماریوں سے پاک ہوتا ہے۔ ہر طرف رنگ برنگے پھول اپنی مہک بکھیر رہے ہوتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے موسوم بہار کو اپنے جدیب کے دنیا میں بھیجنے کے لئے منتخب فرمایا۔ علامہ معین واعظ لکھتے ہیں :

”ارباب حکمت کا اس پراتفاق ہے کہ موسوم بہار کا آغاز تھا کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم پر دہ غیرہ سے عالم شہادت میں تشریف لائے۔“ ۝
شیفیق بر ملوی ایڈیٹر ”خاتون پاکستان“ کراچی لکھتے ہیں : ”ربیع الاول کے معنی ہیں بہار کا پہلا مہینہ۔ ربیع اس موسوم کو کہتے ہیں جس میں کوئی پیسہ نہ ہو، دنیتوں اور پیو دوں پر موسوم بہار کے آثار نہیاں ہوتے گیں۔ عرب میں اس ماہ میں موسوم بہت خوشگوار ہوتا ہے۔ دنیتوں کھجیتوں میں ہر یا میں نظر آتی ہے اس وجہ سے اس کو بہار کا پہلا مہینہ کہتے ہیں۔“ ۝
کاتنا حسین اور اچھوٹا امتزاج تھا کہ جہاں آب دل میں جب سر کا رسول اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی تو خزان اپنی بساط پرست کر رخصت ہو چکی تھی اور مشاطرہ بہار عروں

چمن کو آستہ پیرستہ کرنے میں محو تھی اور بے رنگ خاکہ دہر میں قدرت کی زنگینیاں اور رعنائیاں بھری جا رہی تھیں۔ کسی عرب شاعر نے کیا خوب کہا ہے :

رَبِيعٌ فِي رَبِيعٍ فِي رَبِيعٍ
وَنُورٌ فَوْقَ نُورٍ فَوْقَ نُورٍ ۖ۴۵

حاصل سجحت

پس یہ ثابت ہو گیا کہ یوم ولادت سرکارؐ بارہ (۱۲) ربیع الاول ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام، تابعین، مفسرین، محدثین اور قدیم مؤرخین نے یہی تاریخ لکھی ہے۔ ہم محمود پاشا فلکی کے حسابات پر قین نہیں رکھتے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص صحابہ کرام، تابعین اور محدثین کے خلاف کوئی بات کہے تو قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ اسلام کی ہربات قرآن و حدیث میں درج ہے اور قرآن و حدیث ہم تک صحابہؓ اور تابعینؓ کے ویسے سے پہنچا۔ اگر محمود پاشا فلکی نے حسابات اور علم فلکیات کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں تھا۔ تو دوسرے ماہرین نجوم اور ماہرین ریاضتی یہ وعوی کرتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا ہی دن تھا۔ علامہ عنایت احمد لاکوروی اور مولانا مفتی عبد القدوس ہاشمی تقویم کے ماہر تھے انہوں نے تقویم اور علم نجوم پر گرانقدر کتابیں بھی لکھی ہیں۔ لیکن ان کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول اور پیر کے دن میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ جیسے مغربی اور مشرقی علوم پر مہارت رکھنے والی شخصیت کے نزدیک بھی ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا ہی دن تھا۔ اس کے علاوہ اہل مکہ ہمیشہ بارہ ربیع الاول ہی یوم میلاد مناتے رہے ہیں۔ اور دیگر اسلامی ممالک میں بھی ۱۲ ربیع الاول کو عبید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتی جاتی ہے۔ اب اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ حضور پاک صاحبِ لولاک، محمد مصطفیٰ، احمد مجتبی علیہ التحیۃ والثمار ۱۲ ربیع الاول سنه عام الفیل، پیر کے دن، صبح کے وقت اس جہاں تھتہ بود میں اپنے وجود ع忿صری کے ساتھ تشریف لائے۔

حوالشی

- ۱ - مسلم شریف بر وايت حضرت ابو قاتا وہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ -
- ۲ - احمد بن حنبل / بہقی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ -
- ۳ - زرقانی جلد ۱، ص ۱۳۳ بحوالہ "سیرت المصطفیٰ" از مولانا محمد ادریس کاندھلوی جلد ۱۰ ص ۵۱ -
- ۴ - عبد الرحمن حشمتی، شیخ - "حضرت محمد مصطفیٰ" ص ۵ - مترجم واحد بخش سیمال -
- ۵ - مسلم شریف بر وايت حضرت عباس رضی اللہ عنہ / صحیح بخاری جلد ۲ ص ۶۲
- ۶ - کتاب النکاح -
- ۷ - فتح الباری مشرح صحیح بخاری ۹ : ۱۳۵ -
- ۸ - تاریخ الیعقوبی جلد ۲، ص ۷ - دار صادر صندوق بہ بید، ۱۰ بیروت -
- ۹ - بنی الدین اولیائی، سید، تاریخ انبیاء، ص ۳۵۲ - انتشارات زرین -
- ۱۰ - عباس قمی، حاج شیخ - زندگانی حضرت محمد، ص ۱۵ - مطبوعات حسینی، تهران -
- ۱۱ - النجم ۳: ۵ -
- ۱۲ - تاریخ ابن کثیر ۲ : ۳۶۱ بحوالہ قصص القرآن از حفظ الرحمن سیو هاروی جلد سوم ص ۲۸۶ -
- ۱۳ - محمد حسین مہکل، ڈاکٹر - "سیارات محمد" ص ۱۳۹، مترجم محمد وارت کامل -
- ۱۴ - "السیرۃ النبویة" لابن ہشام (۱۹۵۵) شرکتہ مکتبہ و مطبعہ مصطفیٰ البالی الجلی و اولادہ بمصر - ص ۱۵۹ -
- ۱۵ - نقاشش "رسول نبیر" جلد ۱ ص ۲۲ -
- ۱۶ - ضیاء القرآن ۵ : ۶۶۵ -

- ۱۷ - تفسیر ابن کثیر، جلد پنجم، ص ۱۰۳۔ ترجمہ نور محمد کارخانہ کتب کراچی۔
 ۱۸ - تفسیر المراعی، جلد ۱۰، ص ۲۴۲ مطبوعہ دارالفنون۔
 ۱۹ - معارف القرآن ۸ : ۸۱۶ ادارۃ المعارف کراچی۔

- ۲۰

Holy Qur'an - Translation and Commentary by
 Maulana Abdul Majid Vol 2. P. 634 A Taj Company.

- ۲۱ - ضیاء القرآن ۵ : ۶۶۵۔
 The Holy Qur'an - Translation and Commentary by A. Yusuf Ali -P. 451.

۲۲ - ضیاء القرآن ۵ : ۶۶۵۔

۲۳ - الروضۃ الالف، ص ۱۰۶

۲۴ - السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ص ۱۵۹۔ سیرت ابن ہشام (اُردو) ص ۸۹۔

۲۵ - السیرۃ النبویہ للاماں ابو القدار اسماعیل بن کثیر جلد اول ص ۱۹۹ دار المعرفت بیروت (لیستان)

۲۶ - عبد الرحمن جلال الدین سیوطی۔ الخصالص الکبری، ص ۸۸۔ جلد اول۔

۲۷ - الوفا باحوال المصطفی، از عبد الرحمن بن الجوزی، ص ۹۰۔ المکتبۃ التویریۃ الرضویۃ، کلبرگ، لاہور (۱۹۷۶ء)۔

۲۸ - "الرَّدُّ الشَّافِعِيُّ الْوَافِرُ" از احمد بن آل بن علی۔ دارالارشاد للطبعاۃ والنشر والتوزیع بیروت (۱۹۷۶ء) ص ۳۲۔

۲۹ - یوسف بن اسماعیل بنہانی، امام۔ "الوارالمحمدیہ" ص ۲۲ مترجم پروفیسر غلام ربانی یام۔

۳۰ - عنایت احمد کاکو روی، علامہ مفتی۔ "تواریخ جیبیب اللہ" - ص ۱۳۔

۳۱ - شبیل نعماقی، مولانا علامہ، "سیرۃ النبی" ۱ : ۱۶۶

۳۲ - مندرج الدین عثمان۔ "طبقات ناصی"، ص ۶۸۔ مترجم غلام رسول بھر۔

۳۳ - ابن قیم، علامہ حافظ زاد المعاد، ۱ : ۶۸ مترجم رئیس احمد جعفری۔

- ۳۴ - سلیمان منصور پوری ، فاضنی محمد ، "رحمۃ للعلائین" : ۱ : ۰۰ م -
- ۳۵ - محمد الحسنی ، سید : "بُنی رحمت" ۱۰۲، مترجم سید ابوالحسن علی ندوی -
- ۳۶ - عباس قمی ، حاج شیخ : "زندگانی حضرت محمد" ص ۱۵ -
- ۳۷ - اشرف علی تھانوی ، مولانا - "جذب خدا" (نشر الطیب) ص ۲۹ -
- ۳۸ - نواب علی فاضنی : "رسول اکرم" ص ۲۱ -
- ۳۹ - عبدالرحمٰن حشمتی شیخ : "حضرت محمد مصطفیٰ" ص ۵ ، مترجم کیپٹن واحد خوش بیال .
- ۴۰ - حفظ الرحمن سیوطی راوی ، مولانا - "قصص القرآن جلد چہارم" ، ص ۲۸۶ - ۲۸۷ -
- ۴۱ - "حیات محمد" ص ۱۲۶ - مکتبۃ النہضۃ المصریۃ ، شارح عدلی پاشا بالغاہرہ ۱۹۹۸ء
- ۴۲ - احمد رضا بریلوی ، اعلیٰ حضرت امام - "نطق العدل بارخ ولاد الحبیب والوعلال" ص ۲
یہ ۱۴ صفحات کا رسالہ پندرہ روزہ "سجاد اعظم" میں مسمی ۱۹۷۹ء میں چھپا تھا۔ یہ بات
صفحہ ۳۵ پر ہے۔
- ۴۳ - "فیض الاسلام" مادیعہ ڈی (ماہنامہ) ماہی ۱۹۶۵ء - (مصنموں و لادت بیہرہ الانمی از مولانا
جذب الرحمن خان) ص ۳۳ -
- ۴۴ - "الروضۃ الالف" ص ۱۰۶ -
- ۴۵ - "سیرۃ ابن ہشام (اردو)" ص ۸۹ -
- ۴۶ - "پیام عمل" (ماہنامہ) لاہور ، ماہی ۱۹۸۱ء : ص ۲۴ -
- ۴۷ - "الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام" ، ص ۱۹۶ بحوالہ ماہنامہ منہاج القرآن نومبر ۱۹۹۰ء ص ۹۳ -
- ۴۸ - محمد طاہر القادری ، پروفیسر ڈاکٹر "جشن بیلا دالبنی کی شرعی حیثیت" ص ۱۹۳ -
- ۴۹ - ایضاً ، ص ۲۰۱ -
- ۵۰ - "مدارج النبوت" ص ۲۴ مترجم محمد اشرف نقشبندی -
- ۵۱ - "الأنوار الحمدیہ" ، ص ۲۴ م -
- ۵۲ - "خاتم النبیین" ، جلد اول ، ص ۱۱۹ - مصنف الامام محمد ابو زہرا ، دار الفکر العربي -
- ۵۳ - الحافظ ابن کثیر المشقی - "البدایہ والنہایہ" ، جزو دوم المکتبۃ المعارف بیروت ۱۹۷۶ء / ص ۲۶۰ -

- ٥٣ - "الطبقات البحري لابن سعد" ، جلد اول ، ص ۱۰۰ مطبوعه دار الفکر .
- ٥٤ - عبد الرحمن بن جوزي - "الوفا باحوال المصطفى" ، ص ۹۰ .
- ٥٥ - محمد سعيد رمضان البوطي ، الدكتور "فقه البيه" ، ص ۵۹ ، دار الفکر ، دمشق .
- ٥٦ - محمد صدیق تحسن ، الشامۃ العظیمة من مولبد نجیر العربیة - ص ۷
- ٥٧ - محمد رضا ، شیخ - "محمد رسول الله" - ص ۳۰ (مترجم مولوی محمد عادل قدوسی)
- ٥٨ - "تاج کمپتنی لمیڈیٹ" .
- ٥٩ - محمد سیحان ندوی ، سید - "رحمت عالم" - ص ۱۳ .
- ٦٠ - "سیرۃ البنی" جلد اول ، ص ۲۶۱ - دینی کتب خانہ اردو بازار ، لاہور (۱۹۶۵ء)
- ٦١ - سیحان منصور پوری ، قاضی - "رحمۃ للعلمین" ، ۱۰ : ۱۴۶ .
- ٦٢ - مودودی ، ابوالاعلیٰ - "سیرت رسول عالم" جلد ۲ ص ۹۳ ، ۹۴ .
- ٦٣ - فرجیش توکلی ، علامہ - "سیرت رسول عربی" - ص ۲۳ .
- ٦٤ - "ماہنامہ منہاج القرآن" فوریہ ۱۹۸۶ء ، ص ۳۳ .
- ٦٥ - "فیض الاسلام" (ماہنامہ) مارچ ۱۹۶۶ء - ص ۲۴ .
- ٦٦ - "نطق العلال بارخ ولاد الحبیب والوعال" ، ص ۲ .
- ٦٧ - "فیض الاسلام" مارچ ۱۹۶۶ء ص ۲۲ .
- ٦٨ - "خط الرحمن سید ہاروی ، مولانا" - "قصص القرآن" جلد چھارم ، ص ۲۸ ، ناشران فرقان لاہور .
- ٦٩ - "فیض الاسلام" (ماہنامہ) مارچ ۱۹۶۶ء ص ۲۲ .
- ٧٠ - "رسائل سنتہ ضروریہ" ، ص ۳۶ . ادارہ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم ، لال کھوہ ، موجی گیٹ ، لاہور .
- ٧١ - "فیض الاسلام" مارچ ۱۹۶۶ء ص ۲۴ .
- ٧٢ - محمد صادق سیداکوٹی ، حکیم مولانا "سید الکوئین" ، ص ۵۵ ، نعافی کتب خانہ ، اردو بازار لاہور .
- ٧٣ - "رسالتہ" ازمفتی عزیز الرحمن - ص ۹ (۱۹۶۵ء) شہزادہ بلشڑی ، جان محمد دود ، لاہور .
- ٧٤ - "الوفا" ص ۱۱ - مترجم محمد اشرف سیالوی - فرید بک ٹال ، لاہور .
- ٧٥ - "طبقات ناصری" ، ص ۱۱۵ حاشیہ .

- ۷۶ - آمنہ اللہ تسبیم "ہمارے حصوں" - ص ۲۲ (شناخت) مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد کراچی ۔
- ۷۷ - "فیض الاسلام" (ماہنامہ) مارچ ۱۹۸۷ء ص ۳۴ ۔
- ۷۸ - محمد ادريس کاندھلوی، مولانا "سیرت المصطفیٰ" ۱ : ۵۱ کتبہ عثمانیہ لاہور ۔
- ۷۹ - "تاریخ ابن کثیر" ص ۲۶۰ بحوالہ قصص القرآن ۔
- ۸۰ - "طبقات ناصری" ص ۱۱۵ حاشیہ ۔
- ۸۱ - "روح اسلام" از سید امیر علی، ص ۱۸، مترجم محمد ہادی حسین (شناخت) ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور ۔
- ۸۲ - "زرقاںی" جلد اول ص ۱۲۰ بحوالہ "سیرۃ المصطفیٰ" جلد اول تالیف محمد ادريس کاندھلوی ۔ ص ۱۵ ۔
- ۸۳ - "طبقات الکبریٰ لابن سعد" (السیرۃ الشریفۃ النبویۃ) جلد اول ص ۱۰۱ دار صادر بیروت ۔
- ۸۴ - "تفہیم فتح العزیز" (پارہ عَّـة) ص ۳، ۴، ۵ ایک ایم سعید کمپنی کراچی ۔
- ۸۵ - "تفہیم حقانی" ۸ : ۲۳۶ المکتبۃ العزیزیہ، اردو بازار لاہور ۔
- ۸۶ - "رونخہ الاحباب" تالیف سید جمال حسینی، ص ۹، مترجم مفتی عزیز الرحمن۔ یہ کتاب "رسالت محب" کے نام سے شہزاد پبلیشورز جاں محمد روڈ لاہور نے ۱۹۶۵ء نے شائع کی ہے۔
- ۸۷ - سر سید احمد خاں "سیرت محمدی" - ص ۲۱۶ (شناخت) مقبول اکیڈمی ۱۹۹۹ سر محمد روڈ لاہور ۔
- ۸۸ - عبید المصطفیٰ عظیمی، الحاج "سیرت مصطفیٰ" - ص ۵۹ ۔
- ۸۹ - شجاعت علی قادری، سید "سیرت رسول اکرم" - ص ، کتبہ انٹر فیہ مرید کے ۔
- ۹۰ - "حیات النبی" - تالیف میاں محمد سعید، ص ۳۱ (شناخت) نفیس اکیڈمی کراچی ۔
- ۹۱ - محمود احمد رضوی، سید علامہ "دین المصطفیٰ" ص ۸۳۔ کتبہ رعنوان گنج بخش روڈ لاہور ۔
- ۹۲ - "سیرت مصطفیٰ" تالیف عبدالعزیز نقشبندی، خطیب جامع مسجد گلبانی ماری پور روڈ کراچی، ص ۵۳ ۔

- ٩٣ - "تفہیم القرآن جلد ششم، ص ۳۶۹.
- ٩٤ - "الخسائص البحرنی ص ۸۸ انزہتہ المجالس از عبد الرحمن شافعی ۱۹۹۲: ۲.
- ٩٥ - "تفہیر نور العرفان" ص ۹۸۴ ادارہ کتب اسلامیہ گجرات.
- ٩٦ - "ضیار القرآن ۵: ۵: ۶۶۵.
- ٩٧ - "الوفا باحوال المصطفیٰ" ص ۱۱۶ مترجم محمد اشرف سیالوی۔ فردیکب شال لاہور۔
- ٩٨ - "قطن العلال بارخ ولا و الجمیل والوصال" ص ۴.
- ٩٩ - "ماہنامہ پیغمبر علیل" لاہور: ماہیج ۱۹۸۱ء ص ۲۴.
- ۱۰۰ - "اخبار النبي" جلد اول ص ۱۵ مترجم علامہ عبد اللہ العادی.
- ۱۰۱ - "سیرت مغلطانی" ص ۷ بحوالہ سیرت رسول اکرم، از مولانا محمد شفیع ص ۳، ادارہ اسلامیہ، لاہور.
- ۱۰۲ - "الوفا" ص ۱۱۶ مترجم محمد اشرف سیالوی.
- ۱۰۳ - محمد محمد ابو زہر، "تاریخ حدیث و محدثین" ص ۳۶۹ مترجم غلام احمد جیری.
- ۱۰۴ - امیر الدین "سیرت طیبۃ" ص ۶، مدرسه تعلیم القرآن، نواں شرمنان.
- ۱۰۵ - ابوالحسن علی بن حبیب بن علی المسوڈی، "التنبیہ والاثراف" ص ۳۶ مترجم مولانا عبد اللہ العادی۔ ایچ۔ ایم سعید کھنپنی کراچی۔
- ۱۰۶ - ابن قیم، حافظ علامہ، "زاد المعاوی" ۱: ۶۸ مترجم رئیس احمد جعفری، ناشرانِ قرآن لیٹریڈ، اردو بازار لاہور.
- ۱۰۷ - محمد ادیس کاندھلوی، مولانا، "سیرت المصطفیٰ" جلد اول ص ۱۵.
- ۱۰۸ - راشد الجیری، علامہ، "آمنہ کالال" ص ۴، عصمت مکہ، کینی، دہلی۔
- ۱۰۹ - شبیلی نعمانی، علامہ، "بہرۃ النبي" ص ۱۶۶ (۱۹۶۵ء) دینی کتب خانہ اردو بازار، لاہور.
- ۱۱۰ - ایضاً، ص ۱۶۶ حاشیہ۔
- ۱۱۱ - ماہنامہ "جامِ عرفان" اکتوبر ۱۹۸۲ء ص ۱۰.
- ۱۱۲ - عبد الرحمن شافعی، "نزہتہ المجالس" ۱۹۶۲: ۲.

- ۱۱۳ - رحمة للعلميين، جلد اول، ص ۳۰۔
- ۱۱۴ - ایضاً -
- ۱۱۵ - "رسول رحمت" ص ۳ مرتبہ غلام رسول میر۔
- ۱۱۶ - حفظ الرحمن سیوطہ روی : قصص القرآن -
- ۱۱۷ - پروین : "معراج الانسیت" - ص ۸۔
- ۱۱۸ - قاسم محمود، سید : "اسلامی انسائیکلو پیڈیا" - ص ۱۳۱ - شاہنکار کلچری۔
- ۱۱۹ - شاہ معین الدین احمد ندوی : "تاریخ اسلام" ص ۲۲، ادارہ نشریات اسلام اردو بازار، لاہور۔
- ۱۲۰ - غلام نبی مگرے - "سیرت خاتم الانبیاء" حصہ اول - ص ۲۲ - ادارہ نما ر العرفات سمن آباد لاہور۔
- ۱۲۱ - اسرار احمد، داکٹر : "رسول کامل" ص ۲۳ - مرکزی انجمان خدام القرآن، لاہور۔
- ۱۲۲ - محمد اسماعیل طفر آبادی، حکیم : "ہادی کوئیں" ص ۱۳۸ - مکتبہ تاجران کتب کارخانہ بازار، فیصل آباد۔
- ۱۲۳ - افضل حق چوہری : "محبوب خدا" ص ۲۰۔
- ۱۲۴ - عبد الکریم ثری : "رسول کائنات" ص ۲۰۔
- ۱۲۵ - محمد میاں، مولانا : "تاریخ اسلام" ۱ : ۲۵۔
- ۱۲۶ - غلام جیدربٹ : "رسول خدا" ص ۱۸ بحوالہ فیضن الاسلام، مارچ ۱۹۶۷ء ص ۳۸۔
- ۱۲۷ - فاری احمد، مولانا : "تاریخ مسلمانان عالم" جلد دوم، ص ۲۰۔
- ۱۲۸ - بشیر احمد تمنا : "تاریخ اسلام" ص ۲۰، نیو یک پلیس اردو بازار لاہور۔
- ۱۲۹ - الطبقات الحجری لابن سعد، جلد اول، ص ۱۰۰ - دار صادر بیرون۔
- ۱۳۰ - "الوفا بحوال المصطفى" ص ۱۱۲ - مترجم علامہ محمد اشرف سیالوی۔
- ۱۳۱ - عارف بٹالوی : "حیات رسول" ص ۹ م - مکتبہ میری لاہوری لاہور۔
- ۱۳۲ - السیرۃ الغنویہ اذابی الفدرا اسماعیل بن کثیر، حصہ اول ص ۱۹۹ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت۔

لبنان

- "البداية والنهاية" حصہ دوم ص ۲۶۰، المکتبۃ المعارف، بیروت (۱۹۷۶ع) ربوع الامانی
- شرح الفتح الربانی، جلد ۲، ص ۱۸۹ مطبوعہ بیروت
- ۱۳۳ - محمد ابو نصر - "تاریخ حدیث و محدثین" ص ۲۶۲ : مترجم غلام احمد حیری، ناشران قرآن لمیٹڈ لامور / "بستان الحمدیین" از شاه عبید العزیز دہلوی، ص ۱۲۹ (۱۹۸۵ھ) ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
- ۱۳۴ - "تہذیب التہذیب" جلد ۲ ص ۲ بحوالہ تاریخ حدیث و محدثین، ص ۲۶۵
- ۱۳۵ - "خلاصة التہذیب" ص ۲۶۰ مطبوعہ بیروت / ابن حجر عسقلانی : "تقریب التہذیب" ص ۲۰۰ دارالکتب الاسلامیۃ گوجرانوالہ
- ۱۳۶ - "تقریب التہذیب" لابن حجر، ص ۱۲۶ / خلاصة التہذیب" ص ۳۳ مطبوعہ بیروت
- ۱۳۷ - منظور احمد شاہ، مولانا ابوالنصر، علم القرآن" ص ۲۶۸
- ۱۳۸ - "نقوش" رسول نمبر" جلد اول، ص ۹۱، ادارہ فروغ اردو، لاہور
(مقالہ سیرت نبوی کی اولین کتابیں اور ان کے مؤلفین، اذ بحذف ہور ووتس،
ترجمہ ڈاکٹر نثار احمد فاروقی)
- ۱۳۹ - "السیرۃ النبویۃ لابن ہشام"، ص ۱۵۹ (۱۹۵۵ھ) شرکتہ کمپنی و مطبعة مصطفیٰ مصر
- ۱۴۰ - "نقوش" رسول نمبر" ۱ : ۵۵
- ۱۴۱ - ایضاً : ص ۱۱۲، ۱۲۰ /

Encyclopedia of Religion and Ethics Vol. 111.

۱۴۲ - "نقوش" رسول نمبر" ۱ : ۵۵

۱۴۳ - ISHAQ'S SIRAT RASUL ALLAH. P. 69 by Prof. A. Guillaume Oxford University Press London (1955).

۱۴۴ - "سیرۃ ابن ہشام" (اردو) ص ۱۸۲ جلد اول مترجم مولانا عبد الجلیل صدیقی / شیخ غلام علی

- اینڈیا سنسن پبلیشورز -
- ۱۴۵۔ نقوش "رسول نمبر" ص ۱۳ / ۳۸۶
- ۱۴۶۔ نقوش "رسول نمبر" جلد اول، ص ۶۳ (مقالہ ابن ہشام اور سیرت ہشام از محمد احمد اصلاحی)
- ۱۴۷۔ "السیرۃ النبویۃ" حصہ اول ص ۱۹۹، دار المعرفت بیروت، لبنان -
- ۱۴۸۔ "الوفا با حوال المقطف" ص ۱۱، مترجم محمد اشرف سیالوی: فرید بکر، شال لاہور
- ۱۴۹۔ نقوش "رسول نمبر" جلد اول، ص ۱۰ (مقالہ ابن الجوزی اور سوانح رسول)، از غلام جبیل ان بر ق)
- ۱۵۰۔ ابن جوزی: "ولادت سرور عالم" ص ۰۰، مترجم عبد الحکیم شتر، دلگشا ز پریس لکھنؤ -
- ۱۵۱۔ "میلاد رسول" ص ۲، مترجم پروفیسر ڈاکٹر شریعت احمد -
- ۱۵۲۔ احمد بن حجر آں علی: "الرؤا الشافی الوافر" ص ۲۲، دار الارشاد، بیروت -
- ۱۵۳۔ "نظم الہدال بارخ ولاد الحبیب والوصال" ص ۳
- ۱۵۴۔ احمد موسیٰ البکری: "التاریخ العربي القديم والسیرۃ النبویۃ" ص ۱۰۶، مطبوعہ وزارت المعارف الملکۃ العربیۃ السعودية -
- ۱۵۵۔ ابراهیم الابیاری: "مذہب السیرۃ النبویۃ" ص ۲۱-۲۲، دار المعارف، قاهرہ
- ۱۵۶۔ ابن سید الناس: "عینون الاثر" جلد اول، ص ۳، دارالاخندق الجدیدہ بیروت -
- ۱۵۷۔ محمد الغزالی، امام: "فقہ السیرۃ" (۱۹۶۴ء) ص ۹۰، دار احیاء ارث راث العربی -
- ۱۵۸۔ محمد عبد یمانی، ڈاکٹر: "علموا ولادہ محبتة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وساتھ" ص ۹۹ (۱۹۶۴ء) وزارت اعلام سعودی عرب۔ اس کتاب کے ایک باب "الاحتلاء بالمولد النبوی الشریف" کا ترجمہ ماننا ممہ نعمت لامور کے اکتوبر ۱۹۷۷ء کے شمارے میں بچھپا تھا۔ اس کا ترجمہ محمد طفیل ضیغم کر رہے ہیں جو عنقریب شائع ہو گا۔
- ۱۵۹۔ محمد سعید رمضان البوطی، الدکتور: "فقہ السیرۃ" ص ۹۵، دار الفضل دمشق (۱۹۷۱ء)

- ١٦٠ - ابوالحسن علی الحسنی المندوی - قصص النبیین (الجزء الخامس موسوم به سیرة خاتم النبیین) ص ۲۰ - ۲۸ (۱۹۶۷ء) مجلس نشریات اسلام ۱ - کے ۳ - ناظم آباد کراچی ۱۶۱ - "رسالت مآب" مفتی عزیز الرحمن (ترجمہ روضۃ الاحباب) ص ۹ - شہزاد پبلیشورز ۱۶۲ - جان محمد روڈ، لاہور۔
- عبدالله بن محمد عبد الوہاب بنجدی، شیخ، "محقق سیرۃ الرسول" ص ۸ - ۹ (۱۹۶۹ء)
- المکتبۃ اسٹیفیں بلاہور۔
- ۱۶۳ - ابن حلدون، علامہ : "سیرۃ الانبیا" مترجم مفتی انتظام اللہ شہبازی -
- ۱۶۴ - "نقوش" رسول نمبر ۱ : ۱
- ۱۶۵ - محمد صدیق حسن، سید نواب : "الشمامۃ العبریۃ من مولد نجیر البریۃ" ص -
- ۱۶۶ - "الذراۃ المحمریۃ" ص ۲۲ - مترجم پروفیسر علام ربانی -
- ۱۶۷ - محمد الحسنی، سید : "نبی رحمت" حصہ اول ص ۱۰۲، مترجم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی -
- ۱۶۸ - "نقوش" رسول نمبر ۱ جلد اول ص ۶۹۱/۶۹۰
- ۱۶۹ - "سیرۃ المختیار" ص ۲۷ - مکتبۃ تعمیر انسانیت لاہور
- ۱۷۰ - "حیات محمد" تاییفہ محمد حسین ہیکل ڈاکٹر - ص ۱۲۶ (۱۹۶۸ء) مکتبۃ النہضۃ المصریۃ شارح عدمہ باشا بالقاهرة
- ۱۷۱ - محمد رضا، شیخ : "محمد رسول اللہ" ص ۳، مترجم مولوی محمد عادل قادری - تاج گپتی لمیعتہ -
- ۱۷۲ - ایضاً - مقدمہ، عص ۵ -
- ۱۷۳ - الامام محمد ابو زہرۃ - "خاتم النبیین" جلد اول، ص ۱۱۵، ۱۱۹ دار الفکر العربي -
- ۱۷۴ - محی الدین خیاط، علامہ - "تاریخ اسلام" جلد اول، ص ۱۱ - مترجم محمد حامد خان - صدقہ بکٹپو کھنوار -
- ۱۷۵ - "رسول نمبر" خاتون پاکستان (ماہنامہ) ۱۹۶۳ء ہ مصنموں رسول اکرم اور انسانی معاشرہ، از ڈاکٹر فواد فخر الدین، ص ۶۲۹ - دی مسلم ڈائجسٹ، ص ۱۸۶

- ۱۴۶ - "سرور المخزون" ترجمہ تورالیعون۔ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ ص ۳ مطبع محمدی لاہور (۱۸۹۱ء)
- ۱۴۷ - "سید المرسلین" منسوب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ مترجم عزیز ناک، ص ۱ ادبستان لاہور۔
- ۱۴۸ - "سیرۃ الرسول" از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ مترجم خلیفہ محمد عاقل، ص ۱۲ دارالائشاعوت، مولوی مسافر خانہ کراچی۔
- ۱۴۹ - تَدْعِيْحُهُ فُؤْنَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوا هُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ه (البقرة : ۵۵)
- ۱۵۰ - إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الْذِكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَفِظُوْنَ ه (سُورۃُ الْجَمْرَةِ : ۱۹)
- ۱۵۱ - "الناس العارفين" مترجم حکیم محمد اصغر اطہر۔ تقدیم راجارتیمہ مسعود، ص ۸ - ۹ نوری بکھڑپو، لاہور۔
- ۱۵۲ - "مارج النبوة" ، ص ۲۲ : مترجم محمد اشرف نقشبندی۔
- ۱۵۳ - "مناقلاتِ یومِ رضا" حصہ سوم، ص ۱۰ (نقاضی عبیداللہ کوکب و حکیم محمد موسیٰ امرتسری)
- ۱۵۴ - "نطق البلال بارخ ولاد الجیب" والوصال، ص ۴ -
- ۱۵۵ - "تبرکاتہ صدر الانفال" ، ص ۱۹۹ : مرتبہ ہمیں الدین نعیمی، سواداغنظام لاہور۔
- ۱۵۶ - محمد واحمد قادری، مولانا "علماء بلستان" ، ص ۲۵۲، خانقاہ قادریہ اشرفیہ اسلام آباد سہموانی پور، ضلع منظرپور (بھار) بھارت۔
- ۱۵۷ - احمد یارخان نعیمی مفتی۔ "اسد عی زندگی" ، ص ۱۰۲، مرکزی انجمان اشاعت اسلام۔ احمد نما بریلوی سٹریٹ نزد مزار جھنون شاہ بیٹھادر کراچی۔
- ۱۵۸ - محمد صالح نقشبندی۔ "سرورِ عالم" ص ۲۰۔ علی برادران تاجران کتب فضیل آباد۔
- ۱۵۹ - عارف بٹالوی : "حیاتِ رسول" ص ۲۶، مکتبہ میری لاہوریہ لاہور۔
- ۱۶۰ - "تواریخ حبیب اللہ"؛ تاییت مفتی عنایت احمد کاکوروی، ص ۱۲ - یہ کتاب سیرت رسول اعظم کے نام سے مکتبہ مہریہ رضویہ، کالج روڈ، لاہور نے شائع کی ہے۔
- ۱۶۱ - ایضاً، ص ۲ (حیاتِ مبارکہ حضرت مولانا عنایت احمد کاکوروی) از پروفیسر آناب احمد

نقوی)

- ۱۹۱ - محمود محمد قادری : "تذکرہ علماء اہلسنت" ص ۱۲۲ -
- ۱۹۲ - تواریخ جیبیں اللہ ص ۶ -
- ۱۹۳ - "تذکرہ علماء اہلسنت" ص ۱۲۲ -
- ۱۹۴ - سرستہ احمد خان - "سیرت محمد میں" ص ۲۱۶ ، مقبول آئیڈمی ۱۹۹۹ اسرائیل روڈ لاہور
- ۱۹۵ - (شنبہ ۱۹۸۸ء) Life of Mohammad by Syed Ahmed Khan Page 181.

Oriental Publishers and Book Seller's Lahore.

- "مقالات سرستہ" حصہ یازدهم مرتبہ مولانا محمد اسماعیل پاٹی پتی، ص ۶۶ - مجلس ترقی ادب لاہور (۱۹۷۲ء)
- ۱۹۶ - "سیرت حاتم الانبیاء" تالیف مولانا مفتی محمد شفیع (ابن ابیہ)
- ۱۹۷ - اپننا
- ۱۹۸ - اپننا
- ۱۹۹ - اپننا
- ۲۰۰ - اپننا - ص ۱۸ -
- ۲۰۱ - اپننا - ص ۱۸ - (حاشیہ)
- ۲۰۲ - "معارج النبوة فی مدارج الفتوة" تالیف ملا معین واعظ الكاشف الہدی، ص مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور -
- ۲۰۳ - محمد صادق سیاکوٹی، حکیم، مولانا : "سید الکوئین" ص ۵۵ ، نعمانی کتب خانہ ، اردو بازار - لاہور -
- ۲۰۴ - محمد سعید، میاں : "حیات النبی" ص ۳ (۱۹۸۲ء) میاں محمد سعید، لفیس آئیڈمی کراچی -
- ۲۰۵ - احمد مصطفیٰ صدیقی راہی : "ہمارے پغمبر" ص ۲۱۹ ، نیلام پبلیشورز، چوک اردو بازار لاہور
- ۲۰۶ - سید محمد میاں، مولانا - محمد رسول اللہ، قرآن اور تاریخ کے آئینہ میں - (۱۹۸۶ء) مکتبہ

- مُحْمَدِيَّة، بَرِيَّتُ الْحَمْد - كِرِيمٌ پاگُك، رَاوِيٌ روْڈ، لَاهُور -
- ۲۰۶ - عَبْدُهُ الْمُصْطَفَى اعْظَمِي، الْحَاج، بَرِيَّت مُصْطَفَى^۱ " ص ۵۹ -
- ۲۰۷ - " عَلَمَاءِ إِلِّي سَدَت" ، ص ۱۵ -
- ۲۰۸ - اِبْرَاهِيلی، سَيِّدہ : " رُوحِ اسلام" ص ۱۰ مُتَرَجَّمٌ مُحَمَّدٌ هَادِی حَسِين (۱۹۸۶ھ) اداره شَعَافَتِ اسلام پسپه، کلب روڈ - لَاهُور
- ۲۰۹ - محمد عَنْعَانِي اللَّهِ بَحَانِي، "مُحَمَّدٌ عَرَبِي" ص ۳۸ - اسْلَامِک پلَكْبِشِنِيزْ لمیٹِ شاہ عالم مَارِکِٹ لَاهُور -
- ۲۱۰ - عَلَى اصْفَرْ چو ہُدْرِی : "حَيَاتِ رَسُولٍ" ص ۲۲ (۱۹۸۶ھ) مُكتَبَه تَعْمِيرِ انسَانِیت لَاهُور
- ۲۱۱ - آمَةُ اللَّهِ تَسْبِيْم : "بَحَارِ حَضُور" ص ۲۲ (۱۹۸۰ھ) مجلِسِ تَشْرِیاتِ اسلام ناظم آباد کراچی -
- ۲۱۲ - مُحَمَّدُ ولِی رازِی : "ہَادِی عَالَم" ص ۳۴ (۱۹۸۰ھ) دارالعلوم کراچی -
- ۲۱۳ - غلام سردار نما، پروفیسر، "مُعلِّم انسَانِیت - مُحَمَّدٌ عَرَبِي" ص ۹ چو ہُدْرِی، لَاهُور -
- ۲۱۴ - شجاعُت عَلَى فَادِرِی، پروفیسر سَيِّدہ : "بَرِيَّتِ رَسُولِ أَكْرَم" ص ۱، مُكتَبَه اشْرَفِیَّه، مریدکے -
- ۲۱۵ - خاتونِ پاکستان کراچی "رسُولِ نَبِر" (۱۹۹۰ھ) (مُصْمُون، میلادِ رَسُول) از مولانا حسن شاہ چلچواری - ص ۸۳۹ -
- ۲۱۶ - ایضاً : ص ۱۰ (مُصْمُون، بَرِيَّت کی بعض سِرِوری تاریخیں) - از مفتی عبد القدوس باشمی
- ۲۱۷ - شاہ عطاء الرَّحْمَان عطاء الرَّحْمَان "رَحْمَتُ دُوَالَّم" (۱۹۸۸ھ) نذرِ سِرِور پل بشدر -
- ۲۱۸ - ابوالاصلی مودودی، علامہ : "بَرِيَّتِ سِرِورِ عَالَم" ص ۹۳، ۹۴ -
- ۲۱۹ - خاتونِ پاکستان "رسُولِ نَبِر" (۱۹۹۰ھ) ص ۳۶ -
- ۲۲۰ - اشرف عَلَى سَهْنَوَی، مولانا : "جَبِیْبُ خَدَّا" ص ۲۹ -
- ۲۲۱ - ماہنامہ "محفل" لَاهُور، مارچ ۱۹۸۱ھ ص ۶۵ -
- ۲۲۲ - عمر ابوالنصر : "بَنْیَ اُمَّتٍ" ص ۶۵ مُتَرَجَّمٌ شیخ مُحَمَّد احمد پانی پتی -
- ۲۲۳ - فاضلی نواب عَلَى : "رسُولِ اَكْرَم" ص ۲۱، ۲۲ -

- ۲۲۵ - محمد سلیمان ندوی، سید : "رحمتِ عالم" ص ۱۳ -
- ۲۲۶ - نور بخش توکلی، علامہ : سیرت رسول عربی " ص ۲۳
- ۲۲۷ - محمد اسلام، خواجہ : "محبوب کے حسن و جمال کا منظر" ص ۱۵ -
- ۲۲۸ - تقریح الاذکیار فی احوال الانبیاء : جلد دوم، ص ۱۰ -
- ۲۲۹ - ساجد الرحمن، صاحبزادہ : "سیرت رسول" ص ۶ -
- ۲۳۰ - مہنامہ "المعارف" جنوری ۱۹۸۰ء، ص ۲ -
- ۲۳۱ - عبد الشکور فاروقی لکھنؤی - "ذکر حبیب" ص ۲۷ -
- ۲۳۲ - مہنامہ "جامِ عرفان" اکتوبر ۱۹۸۰ء ص ۱۱ -
- ۲۳۳ - مختار احمد : "آئینہ تاریخ" ص ۱۱م - مکتبہ اشراقیہ، مرید کے -
- ۲۳۴ - غیبیہ القرآن ۵ : ۶۶۵ -
- ۲۳۵ - ابوالحسنات، حکیم : "دنی ناجدار" میلاد نمبر، مرکزی انجم حزب الاحسان ہند لاهور ص ۲۳ -

یہی روایت امام ابن بوزی نے یوں لکھی ہے : "ماہ ولادت یعنی ربیع الاول شروع ہوا توہر روز ایک نئی شان اور تازہ کلامات نمایاں ہونے لگیں۔ پہلی رات حضرت آمنہؓ کو ایک خاص فرحت دلبشاشت محسوس ہوئی۔ دوسری رات، بشارت دی گئی کہ آپ کا ہر مقصد پر آئے گا اور سب آرزوئیں پوری ہوں گی۔ تیسرا رات آپ نے لامکہ کی قبیح پڑھنے کی آواز علائیہ اور آشنا کاراطور پرستی۔ چوتھی رات، آپ پر اپنی دولتی دی سعادت کا حال آشنا کا ہو گیا۔ پانچویں رات ایک نئی فرحت و مہرت حاصل ہوئی۔ بواسطہ اسلام کے ساتھ قائم رہی۔ چھٹی رات کو تھن کمزوری اور ساری کلفت دور ہو گئی۔ ساتویں رات خواب میں دیکھا کہ حضرت خلیل اللہ ابراہیم تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تمہیں بشارت ہواں ہی کی، جو خلیل القدر اچھے ناموں، شانیوں اور اعلیٰ کنیتوں دلے ہیں۔ آٹھویں رات کو چونکہ اب زمانہ ولادت سرورِ عالم بالکل قریب آپ ہنچا تھا۔ حضرت آمنہؓ نے دیکھا کہ فرشتے آپ کے گرد طواف کر رہے ہیں۔ نویں رات

کو دیکھا کہ سارا گھر نور مے معمور ہو گیا۔ اور روشنی سے جگنگا اٹھا۔ دسویں رات کو سنا کہ حضرت رسول مختارؐ کی خوشی میں طیور نعمہ سنجی کر رہے ہیں۔ گیارھویں رات کو دیکھا کہ فرشتے خداوند عالم کی حمد و شکر میں مشغول ہیں اور سارا گھر ان کی آوازوں سے گونج اٹھا ہے۔ باہمیں رات کو سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے ”آمنہ تمہیں مبارک ہو۔“ (ابن جوزی)۔ ولادت سرورِ عالم

مترجم مولانا محمد عبد الجلیل شریر، مطبوعہ دلگہداز پریس لکھنؤ۔ طبع اول ۱۹۲۳ء (ص ۳۳)

۲۲۶ - تذکرہ علمائے اہل سنت (ص ۶۰) -

۲۲۷ - الفقیہ (بیفت روزہ) امر تسری میلاد نمبر ۱۹۳۲ء (مصنفوں - مجالس میلاد بنوی) از مولانا عصیم محمد عالم آسی (ص ۴۰) -

۲۲۸ - نظام الدین محمد عفری : ”جہات النعیم فی ذکرہ نبی الکریم“ ص ۲۲ -

۲۲۹ - نقی علی خان، مولانا : ”سرور القلوب بذکر المحبوب“ ص ۱۲ -

۲۳۰ - آستانہ (ماہنامہ) دہلی - رسول نمبر ۱۹۵۵ء، ص ۲۵ -

۲۳۱ - اردو دائرۃ المعارف اسلامیہ، جلد ۱۹ ص ۱۲ پنجاب یونیورسٹی لاہور (جلدہ ۱۹) -

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۲۳۲ - مسلم شخصیات کا انسائیکلو پریڈیا از ایس ایم ناز، جلد ۳ ص ۱۱ - شیخ غلام علی اینڈ سائز لاہور -

۲۳۳ - ”حیات طیبہ ایک نظر میں“ ص ۱ - پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ افروزی ۱۹۶۹ء -

۲۳۴ - خاتون پاکستان ”رسول نمبر ۱۹۶۳ء (مصنفوں - بشونبی)۔ ترجمہ مولانا عبد الرحمن سنجوی“

ص ۹۳۶ -

۲۳۵ - محمود احمد رضوی، علامہ، سید : ”دینِ مصطفیٰ“ ص ۸، مکتبہ رضوان، گنج بخش روڈ لاہور -

۲۳۶ - فیض الاسلام راوی پنڈی، مارچ ۱۹۶۶ء، ص ۳۸ -

۲۳۷ - قاری احمد، مولانا : ”تاریخ مسلمانان عالم“ جلد دوم، ص ۲ -

۲۳۸ - آنی اشرف : ”محمد سید لو لاک“ ص ۱۱۰ -

- ۲۵۰ - "فیضن الاسلام" (ماہنامہ) راولپنڈی - مارچ ۱۹۷۴ء ص ۵۳ -
- ۱۵۱ - عبدالرؤوف داناپوری - مولانا حکیم ابوالبرکات، "اصحح السیر" ص ۶، مجلس نشریت اسلام، ناظم آباد۔ کراچی
- ۲۵۲ - "قصص الانبیاء" (اردو) ص ۱۵۲، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سٹر لاهور۔
- ۲۵۳ - حافظ نذر محمد، "محمد" رسول نمبر، ص ۳۲۵ -
- ۲۵۴ - فیروز ڈسکوی : "پیارے نبی کے سارے حالات" جلد اول حصہ دوم، ص ۲۸ مطبوعہ سیالکوٹ۔
- ۲۵۵ - کاشش البرنی، "المختصر" ص ۳ - اوراق پبلیشنر کراچی۔
- ۲۵۶ - رشید محمود، راجا - "میرے سرکار" ص ۷، انحراف کتاب گھر، نیوشالا مارکالونی لاهور۔
- ۲۵۷ - نذیر احمد سیہاب قریشی - "خاتم النبیین" ص ۲۱ -
- ۲۵۸ - عبد الرحمن شوق : "تاریخ اسلام" ۱ ص ۲۴ -
- ۲۵۹ - الشمامۃ العتبۃ من مولد نبی الرّبّیۃ، ص ۷
- ۲۶۰ - "ماد تو" سیرت پاک کے مضامین کا انتخاب۔ ص ۱۵، مطبوعہ ۱۹۶۶ء
- ۲۶۱ - ماہنامہ "جامِ عرفان" اکتوبر ۱۹۸۳ء ص ۱۰، ۱۱ -
- ۲۶۲ - محمد عبد اللہ خان، مولوی - "خطباتِ نبوی" ص امطبوعہ ۱۹۲۳ء
- ۲۶۳ - سید آل احمد رضوی، "ہمارے پیارے نبی" ص ۲۵، مادرن یک ڈپو، آپارہ اسلام آباد۔
- ۲۶۴ - عبد الاسلام ہدایت امرتسری، مولانا، آفتاب رسالت۔ (۱۳۵۲ھ) ہدایتہ کثیر طہ گربانگھ، امرتسر
- ۲۶۵ - محمد سلمان فاسکی، مولانا "سیرت پاک" ص ۲۲ - ادارہ اسلامیات ۰۱۹۰ انارکی لاهور۔
- ۲۶۶ - محمد عاشق الحی میرٹھی، مولانا "تاریخ اسلام" ص ۳۵ - مدینہ پیش نگہ کمپنی بند روڈ کراچی۔
- ۲۶۷ - امیر الدین "سیرت طیبہ" ص ۶۷، مدرسہ تعلیم القرآن، نواں شہر ملتان۔
- ۲۶۸ - ریاض احمد، سید "قصص الرسول" ص ۹، ہٹاریکل ریسروچ انسٹی ٹیوٹ پوسٹ بکر ۲۱۲۵ اسلام آباد۔

- ۲۶۹ - "تاج" (ماہنامہ) حیدر آباد کن - میلاد نمبر، نومبر ۱۹۳۳ء (رمضمن) ، نور محمدی - از خواجہ محمد شعیب ص ۱۰۰ -
- ۲۷۰ - "رسائل کریمیہ" از محمد عبد الکریم ابدالوی چشتی، رضوی، ص ۱۶۲ (رسالہ پیام میلاد) دارالعلوم چشتیہ رضویہ، خانقاہ ڈوگراں (صلع شیخوپورہ)
- ۲۷۱ - حسن نظامی، خواجہ - میلاد نامہ اور رسول مبینی - مطبوعہ محبوب المطابع دہلی، دسوال ایڈیشن اپریل ۱۹۳۸ء - ص ۲۴
- ۲۷۲ - "گستاخ" جلد سوم ص ۲
- ۲۷۳ - "تعت" (ماہنامہ) لاہور نومبر ۱۹۳۹ء ص ۹۵ -
- ۲۷۴ - ایضاً -
- ۲۷۵ - "مولوی" (ماہنامہ) دہلی (رمضمن : ولادت وطفولیت) ص ۱۵ -
- ۲۷۶ - سیرت دہلوی، میرزا "المحمد" ص ۱۳۵ - مطبع رائے بہوائی پرشاد، دہلی -
- ۲۷۷ - غیبة الحليم شترر، مولوی محمد، خانقہ المرسلین (۱۹۱۹ء) دلگہ از پیس لکھنؤ، ص ۸۰ -
- ۲۷۸ - قطب الدین احمد، ابوالحسنات : "تحریر الاذکار فی ذکر سید الخیارات" (۱۹۱۹ء) ص ۲۰ - مطبع نامی لکھنؤ -
- ۲۷۹ - سعیدہ السجحان، مولانا : "میلاد النبی" ص ۵۵ - مک محمد الدین ایڈیٹر رسالہ صوفی پنڈی بہار الدین -
- ۲۸۰ - رئیس احمد عفری، رسالت مکتب "ص ۹۹، ۵۰، اشاعت منزل نا بل روڈ لاہور -
- ۲۸۱ - "سیرت محمدیہ" ترجمہ مواہب الدنیہ - مترجم محمد عبد الجبار خان - ص ۶۹ - تاج پیس حیدر آباد کن -

The Life of Muhammad by Ismail Ragi A. al Faruqi - ۲۸۲
(1976) Page 48. Centre of Islamic studies Qum (Iran).

- Muhammad - The Final Messenger by Dr. Majid Ali - ۱۸۳
 page 50. Jami'a Millia Islamia New Delhi - 6(1980)
- "The Arabian Prophet" by Dr. Ata Mohy-ud-Din - ۱۸۴
 Page - 9. Islamic Book Foundation Samanabad Lahore
- "Muhammad - A Mercy to all Nations" by Al-Hajj Qassim Ali - Page 41-Sind Sagar Academy Lahore (1979). - ۱۸۵
- "The Early Heroes in Islam" by S.A. Salik. Page 38 - ۱۸۶
 The Book House P.O.Box 734 Lahore.
- "Seerat-al-Nabi" by Professor Mahmud Brelvi. Page 12 - ۱۸۷
 (1982). Institute of Sindology. University of Sind, Jamshoroo.
- "The Prophet of the Desert" by K.L. Gauba. Page 247. - ۱۸۸
 The Book House Lahore.
- "A study of Islamic History" by Prof. K. Ali Page. 20 - ۱۸۹
- "The Life of the Prophet - Muhammad" by Leila Azzam and Aisha - Page 20. (The Islamic Trust Society London). - ۱۹۰
- "Muhammad Blessing for Mankind" by Afzal-ur-Rahman. Page 1 (1979) the Muslim Trust London. - ۱۹۱
- ۲۹۲ - موسیو سیدیو - "تاریخ عرب" ص ۹۸ - مترجم مولوی عبد الغفور
- ۲۹۳ - محمد علی لاہور - "سیرت تحریر البشر" ص ۳۲ - احمدیہ انگلین اشاعت لاہور
- (الف) فاضی عبد الجلیم شریف "رہبر عالم" ص ۵ - سیرت کمیٹی ایبٹ آباد

- ۲۹۳ - رفیع العد شہاب، پروفیسر "اسلامی معاشرہ" ص ۲۵۶۔

سنگ میل پلی کیشنر لاہور (۱۹۸۸ء)

(پروفیسر صاحب نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ درود السلام لکھنے کے بعد "صلوٰع" لکھا ہے جو کہ غلط ہے)

۲۹۵ - "پیام عمل" (ماهنامه) لاهور، مارچ ۱۹۸۱ء، ص ۲۳۔

- ٢٩٦ - حفظ الرحمن سيد هاردي - "قصص القرآن" جلد سوم ، ص ٣٨٦ -

۲۹۶- "طریقت" (ماہنامه) لایهور جنوزری ۱۹۱۶ء عص ۳، ۲۔

۲۹۸ - فیض ال سلام (ماہنامہ) را ولپنڈی، مارچ ۱۹۶۹ء ص ۲۴م۔

٢٩٩ - "مِهَاجُ الْقُرْآن" (ماهِنَامَه) نُوْمِبِر٦ ١٩٨٦ ع ص ٩٣ .

۳۰۰ - محمد طاہر القادری، پرووفیسر ڈاکٹر جبشن مسیلا وابعثی، کی شرعی تحریکت، ص ۲۰۹، ۲۰۲، ۲۰۲، ادارہ منہاج القرآن، لاہور۔

٣٠١ - "أخبار القبلة" مكتبة مدرسة زرجمة الياس فريسي بحواله ما بين مدة طربوفت مارس ١٩٩٦ - ص ٢٢

۳۰۲ - حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی : "فیوضن الحرمین" ص ۸۰، ۸۱، ۸۲ قرآن محل مطبع سعیدی کراچی ۔

٣٠٣- بیان المیلاد النبوی " للحمد لله رب العالمین علام مفتی حکیم فلام معین الدین نعیمی - زنگ میلاد النبی ارگیوشن سکرٹریٹ پرانی آنارکلی لاہور -

۳۰۲- "تاریخ حبیب الله" گایف: علامہ مفتی عذابت احمد کا کوردوی ص ۱۵

۳۰۵۔ نور حمزہ کافی غرضہ سے مدینہ منورہ میں رہ رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بات حکیمہ مہنت،

حقیقت عصر حکیم محمد موسیٰ امیرتسری کو بتانی۔ اُن کا یہ بیان زیر دستخطی بخارے پاس موجود ہے

۳۰۹ - ماهنامه "تاج" حیدرآباد دکن - اکتوبر، نومبر ۱۹۲۸ء - ص ۸۰م -

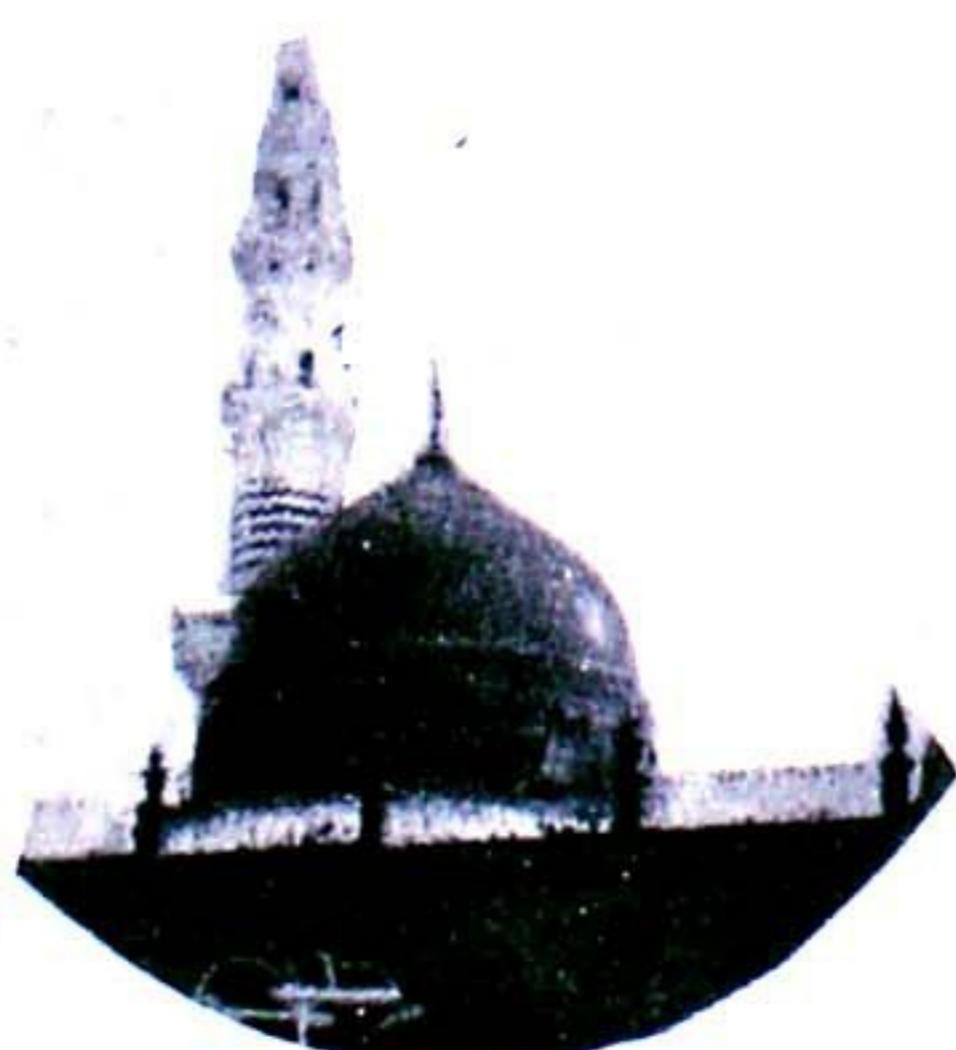
- ۳۰۶ - ایضاً، ص ۵۶۔
- ۳۰۷ - محمد رضا، شیخ "محمد رسول اللہ" ص ۳۲۔
- ۳۰۸ - عباس قمی، حاج شیخ "زندگانی حضرت محمد" ص ۱۵، مطبوعاتی حسینی تهرانی۔
- ۳۰۹ - "المشر" (ماہنامہ) لاہور "ہادیۃ السیف نمبر" فروردی ۱۹۵۰ھ ص ۵۰۔
- ۳۱۰ - علامہ مجلسی - حیات القلوب - جلد دوم ص ۱۱۲ مترجم مولوی سید بشارت حسین کامل مرتضیا پوری امامیہ کتب خانہ مغل حوالی اندر وون موجید روازہ لاہور (۱۹۴۶ء)
- ۳۱۱ - محمد باقر مجلسی، علامہ - جلاء العیون - جلد اول ص ۲۷ - مترجم سید عبدالحسین بن مولانا سید صادق حسین - شیعہ جزل بک ایجنسی اندر وون موجی دروازہ لاہور۔
- ۳۱۲ - رفیع الدین اسحق بن محمد حمدانی فاضی ابرقوہ "سیرت رسول اللہ" عن ۲۳، مطبوعہ تهران۔
- ۳۱۳ - "سیرت محمدیہ" ترجمہ موابہب لدنیہ - ص ۶۹ - مترجم محمد عبد الجبار خان - تاج پریس حیدر آباد دکن۔
- ۳۱۴ - "سیرت النبی" جلد اول ص ۱۶۶ -
- ۳۱۵ - "رحمۃ للعلمین" جلد اول، ص ۰۰م -
- ۳۱۶ - محمد شفیع ہمنتی - "سیرت خاتم الانبیاء" ص ۱۸ - ناشر، سعیم عائشہ بادانی وقت کے اچی۔
- ۳۱۷ - حفظ الرحمن سیوطی "قصص القرآن" جلد چہارم، ص ۲۸۸ -
- ۳۱۸ - فاسک محمود، سید "اسلامی انساں کلوب پیڈیا" ص ۲۳ م، شاہرکار بک فاؤنڈیشن۔
- ۳۱۹ - نقوش رسول صلی اللہ علیہ وسلم نمبر ۲ : ۱۲۱ -
- ۳۲۰ - ضیا الدین لاهوری، "رویتِ ملال" ص ۱۹ لندن یونیورسٹی کی رصدگاہ کے اسٹنٹ ڈائریکٹر کے خط کا عکس موجود ہے۔
- ۳۲۱ - ضیا الدین لاهوری، "رویتِ ملال" ص ۱۹ لندن یونیورسٹی کی رصدگاہ کے اسٹنٹ ڈائریکٹر کے خط کا عکس موجود ہے۔
- ۳۲۲ - ایضاً : س ۲۲ - رائل گرین وچ آنزو دیری کے خط کا عکس ملاحظہ ہو۔
- ۳۲۳ - ضیا الدین لاهوری - جوہر تقویم نمبر (الحقائق اکتوبر ۱۹۸۳ھ) ص ۲۵ -

- ٣٢٢ - "شمس الاسلام" (ماہنامہ) بھیرہ - دسمبر ۱۹۸۰ء ص ۲۳ -
- ٣٢٥ - "اطهار" (ماہنامہ) کراچی - جولائی ۱۹۸۳ء ص ۸ -
- ٣٢٦ - "تفہیر نور العرفان" ، ص ۹۰ - افوارہ کتب اسلامیہ گجرات -
- ٣٢٧ - "تفہیر الحسنات" جلد دوم ص ۸۱۲ -
- ٣٢٨ - "الفتح الباری شرح البخاری" : ابن حجر، بحوالہ ماہنامہ "اطهار" کراچی - جولائی ۱۹۸۳ء ص ۸ -
- ٣٢٩ - "تفہیر ابن کثیر" جلد پنجم ، ص ۶۰ - نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی -
- ٣٣٠ - سورۃ توبہ آیت ۳۰
- ٣٣١ - "تفہیر الحاذن جلد اول" / "تفہیر بغوی" بحوالہ "اطهار" کراچی جولائی ۱۹۸۳ء ص ۸ -
- ٣٣٢ - "تفہیم القرآن" جلد دوم ص ۱۹۲ -
- ٣٣٣ - "تحمیل القرآن" جلد دوم ، ص ۲۰۳ -
- ٣٣٤ - "نقوش" رسول نبیر، جلد دوم ، ص ۱۱۲ -
- ٣٣٥ - "ضیاء الدین لاہوری" - "جوہر تقویم" ص ۲۳ - الحفاظ آصف بلاک علامہ قبائل طاؤں لاہور -
- ٣٣٦ - "نقوش" رسول نبیر جلد دوم ص ۷۶ -
- ٣٣٧ - "سیرت محدثیہ" ترجمہ مواہب لدنیہ" ص ۶۹ - تاج پریس ، جید ر آباد -
- ٣٣٨ - "قومی ڈاک گوٹ" : صحابہ کرام نبیر، ص ۵۸ -
- ٣٣٩ - سورۃ بَمِّیْہ : آیت نمبر ۸ -
- ٣٤٠ - دارمی عن عبید اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ -
- ٣٤١ - ترمذی شریف -
- ٣٤٢ - "منہاج القرآن" نومبر ۱۹۸۶ء ص ۳۳ -

- ۳۹۳ - معارج النبوة فی مدارج الفتوى جلد دوم ، ص ۸۶ . کتبہ نبویہ گنجینہ روڈ لاہور
- ۳۹۴ - "محفل" (ماہنامہ) لاہور - خیر البشر نمبر۔ مارچ ۱۹۸۱ء ص ۲۰ .
- ۳۹۵ - "انوار ساطعہ" بحوالہ "جار الحق" تالیف مفتی احمد بارخان نصیبی ص ۲۳ .



(قارئین سے گزارش ہے کہ جہاں بھی حصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
گرامی یا ایسی ضمیر حسیں سے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہوں پڑھیں درود و سلام
ہرگز نہ بھولیں ۔)



ہندو جو تشوی کا حلینج اور اس کا جواب

ہندوستان میں کسی ہندو جو تشوی نے کرشن کا زاچھہ بنایا کہ اور اس پر احکام لگا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ دنیا کی کسی اور ہستی کا زاچھہ اس سے بہترین نمرہ کا اظہار کرنے والا نہیں ہو سکتا۔ دراصل یہ محض اس کے مذہبی عقیدہ کا منظر تھا۔ ڈاکٹر انحراف امر تسری مرحوم کو جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے اس حلینج کے جواب میں حضور سرور کائنات محمد صطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا ر کا زاچھہ پیش کر کے اس کے ثابت اپنی کتابوں کے حوالہ سے بیان کر کے واضح کر دیا کہ اس دنیا میں وہ ہستی صرف حضور کی ہے جس کی نظیر نہیں۔ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدائش زاچھہ سب سے بہتر و برتر ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ہندوؤں کے ہاں بھی یہی زاچھہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیم کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ مفہیم عالم جنتی جو پہلے لاہور سے ہر سال طبع ہوتی تھی اور اب جالندھر سے شائع ہو رہی ہے اس میں بارہا چھپ پڑ چکا ہے۔ اردو زبان میں علم بخوم پر ایک مستند و معروف کتاب "البخوم" ہے۔ جسے مولوی سید محمد مجتبی و مولوی حصین لیں مرحومین نے مرتب کیا اور ادارہ دارالکتب رفیق منزل اندر وون موچی در داڑہ لاہور نے چند مرتباہ شائع کیا۔ اس میں بھی یہی زاچھہ درج ہے جو ابو معشر بھنی کی تحقیق کے مطابق تاریخ ولادت تسلیم کر کے مرتب کر کے احکام استخراج کئے گئے ہیں۔

ایک بات کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ بخوم کے دو سسٹم اس وقت راجح ہیں، ایک نیاناسسٹم (نہ آن معنی شمس) جو عموماً ہندو جو تشویوں میں راجح ہے۔ اس کے مطابق ۱۳ اپریل کے لگ بھگ سورج بُرج حمل (میکھ) میں داخل ہوتا ہے اور ایک سال بھر میں دو رہ پورا کر کے اُسی مقام پر آ جاتا ہے۔ سورج کی پُر گردش ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے ۹ منٹ اور اسیکنہ میں پوری ہوتی ہے۔ اسے انگریزی میں SIDEREAL YEAR (تنجیمی سال) کہا جاتا ہے۔ لہذا ان کے ہاں سال کا پہلا دن یہی بیانکہ کوہنما ہے۔ (متوفی ۱۱ اگست ۱۹۰۶ء)

جیکہ دوسرا سیاناسٹم کے نام سے موسوم ہے جسے عرف عام میں یونانی بھی کہا جاتا ہے اس کے مطابق عموماً شمس بُرج حمل میں ۲۱/۲۰ مارچ کو داخل ہوتا ہے اور ایران وغیرہ میں اس دن کو "نوروز" کہا جاتا ہے ان کا نیا سال اسی دن سے شروع ہوتا ہے۔ ان کے مقابلہ کا نام بھی بُرج کے نام کے مطابق حمل کہلاتا ہے۔ یہ سال ۳۶۵ دن ۵ گھنٹے ۸ منٹ ۹۴ میکنڈ کا ہوتا ہے جسے انگلیزی میں **TROPICAL YEAR** (موسمی سال) کہا جاتا ہے۔ ہر دو قسم کے سالوں میں ۲۰ منٹ ۹۴ میکنڈ کا فرق عیا ہے۔ اس فرق کی وجہ سے اب دونوں سیاناسٹم کے مابین ۲۳ ڈگری کا فرق پڑھ کا ہے۔ اس فرق کو اقل تعداد کہا جاتا ہے۔ عموماً پاکستانی جنتربال سیاناسٹم کے مطابق ہی جھپتی ہیں کیونکہ انگلینڈ سے درآمد کی ہوتی جنتربالوں کی اکثریت سیاناسٹم کے مطابق ہے۔ لہذا پاکستان اور گیرینج کے ۵ گھنٹے فرق سے نقل کر دی جاتی ہیں۔ البتہ انگلینڈ میں مرتب ہونے والی سیاناسٹم کے مطابق **WITHKER'S ALMANIC** ہوتی ہے۔ دونوں طریقوں میں اتنا بعد کیوں ہوا ہے؟ یہ ایک دقیق مسئلہ ہے جو ہر شخص کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ البتہ اشارۃ واضح کر دوں کہ ان سیکلوپیڈیا بریتانیکا **ENCYCLOPEDIA BRITANICA** میں زیر عنوان "حمل کا درجہ اول" (FIRST POINT OF BRITANICA) میں صاف لکھا ہے کہ جب جنتربی شمس کو بُرج حمل کے درجہ اول پر ظاہر کرتی ہے دراصل سورج اس وقت بُرج سوت کے ابتدائی ۷/۸ درجہ پر ہوتا ہے۔ چونکہ ہندوستانی جو تسلی نے سیاناسٹم کے مطابق زاچہ بنایا کہ اس کا ثمرہ دیا تھا لہذا اختر امرتسری مرحوم نے بھی اسی سیاناسٹم کے مطابق مرتبہ زاچہ پر احکام ثمرہ جات امنی کی کتابوں سے حاصل کر کے لکھے اور ان لوگوں کو لاجواب کر دیا۔

اگرچہ عربوں نے علمِ مہیت (نجم) میں بہت زیادہ ترقی کی تھی نئے سیارے اور ستارے دریافت کر کے ان کے نام رکھے۔ آلاتِ نجم، اصطلاح **ASTELAB** وغیرہ بھی ایجاد کئے تھے جس کے نتیجہ میں اب تک ان کے عربی زبان ولے نام ہی امریکیہ بریتانیہ اور دیگر ممالک

میں رائج ہیں جیسے آخرالنور، عقرب، الجنب، الغول، الدبران، الفرد، الفرس، النطاق، فم الحوت، الرجل، یہ... وغیرہ۔

لیکن حضور رسول کریم رَوْفِ رَحِیْمَ نے بخوبی کے احکام کو تسلیم کرنے سے منع فرمادیا۔ جس کے نتیجے میں مسلمانوں میں علم بخوبی کی رغبت کم ہو گئی۔ اصل وجہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتا ہے، لیکن ظاہری طور پر پہلے تو دونوں طریقوں میں آنا فرق ہے اور پھر زیان کا سب ستم والوں میں آپس میں بھی محتوا احتوا اختلاف ہے لہذا احکام میں بھی فرق ضروری ہو گیا۔ علاوہ ازیں نفیاتی طور پر غلط اثرات مرتباً ہونے پر متعلقہ شخص ذہنی پریشانی میں بستا ہو سکتا ہے۔ عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ اکثر پیشین گوئیاں غلط ہو جاتی ہیں کبھی کبھی نشانہ ٹھیک بھی لگ جاتا ہے۔ لہذا اسے ظنی علم ہی کہا جا سکتا ہے لیکنی نہیں۔

پھر بھی ایک چیلنج کو قبول کرنے کے لئے علم بخوبی کے ذریعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواص اقدس کے اذنا کی خاطر علماء نے اس کو مفید سمجھتے ہوئے اشاعت کی اجازت دی ہے جو حضرت سید محمد احمد رضوی نے زائدہ مذکور کی مختصر وضاحت کے مسلمان میں تحریر فرمایا تھا "مضمون اسی مذکور کی خاطر علماء نے اس کے حقوق حاصل کرنا چاہے تو اختر امر تسری مرحوم نے سرسری طور پر پڑھا۔ جو نتائج اخذ کئے گئے ہیں ان میں کوئی شرعی خرائی نہیں۔ (ماہنامہ امام البخوبی ستمبر ۱۹۷۴ء)

یہ زائدہ ماہنامہ سلبیل لاہور کے علاوہ چند دیگر رسائل میں بھی طبع ہوا تھا۔ البتہ حجب ایک بد مذہب نے ایک معمول رقم دیکھ رکھنے کے حقوق حاصل کرنا چاہے تو اختر امر تسری مرحوم نے اسے ڈانٹ کر کہا کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی فروخت کرنے والا نہیں ہوں۔ بلکہ میں محض اللہ اور رسول کی خوشنودی کیلئے دیگر سُنّتی رسائل کو بلا معاوضہ دوں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے جیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اختر مرحوم کی اس سعی مشکور کو قبول فرماتے اور روز قیامت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعة عظیمی سے بھرہ و رفرمائے۔ آئین بجاہ سید المسلمین د شبیان ۱۴۳۲ھ / ۱۹۱۳ء (ابوالاسن محمد مجتبی الهی رضوی، چنیوال)

اختراسترسی

زاپچہ اقدس

ولادت با سعادت، کبود رہالت، مشتری بیرت، بہرم

شجاعت، ناہید جمال، شمس الصبح، بدر الدجھ، تورالهدی،

صاحب قاب قویین، سید الکوئین، ختم المرسلین، فخر الادین،

جناب محمد مصطفیٰ، احمد مجتبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تفاصیل ولادت

قادیج

۲۰، اپریل ۱۷۵۶ء تقویم کہنا

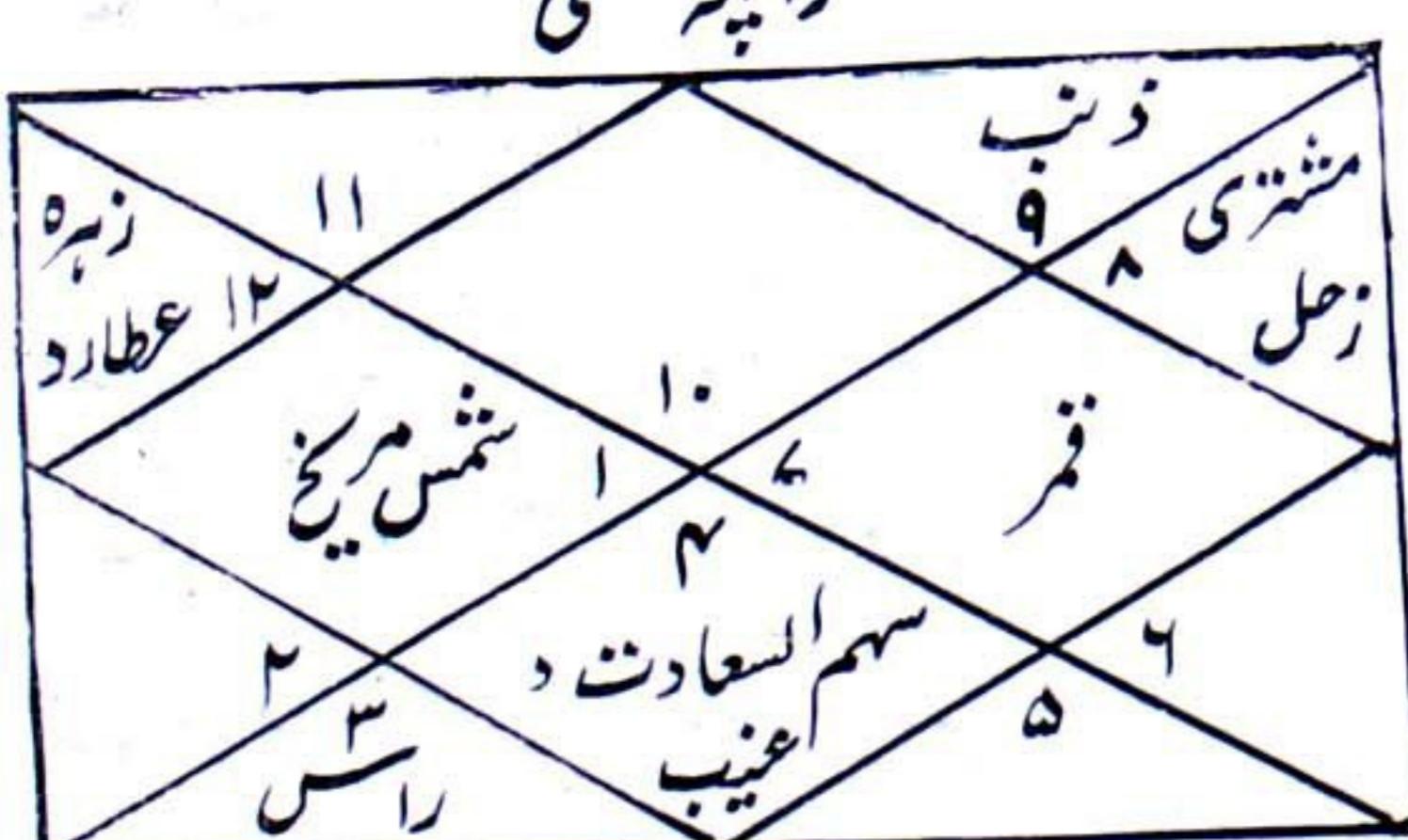
۱۲، ربیع الاول ۱۴۲۵ھ قبل زہرت
چھیت شدی چھروشی سمٹ بکرمی

برون پیردار

مقابر :

مکہ معظمه

عرض البلد ۴۰° شمالی - ۳۰°



طول البدم م- شرقی - م.

وقت :

گرینج میں طائم :

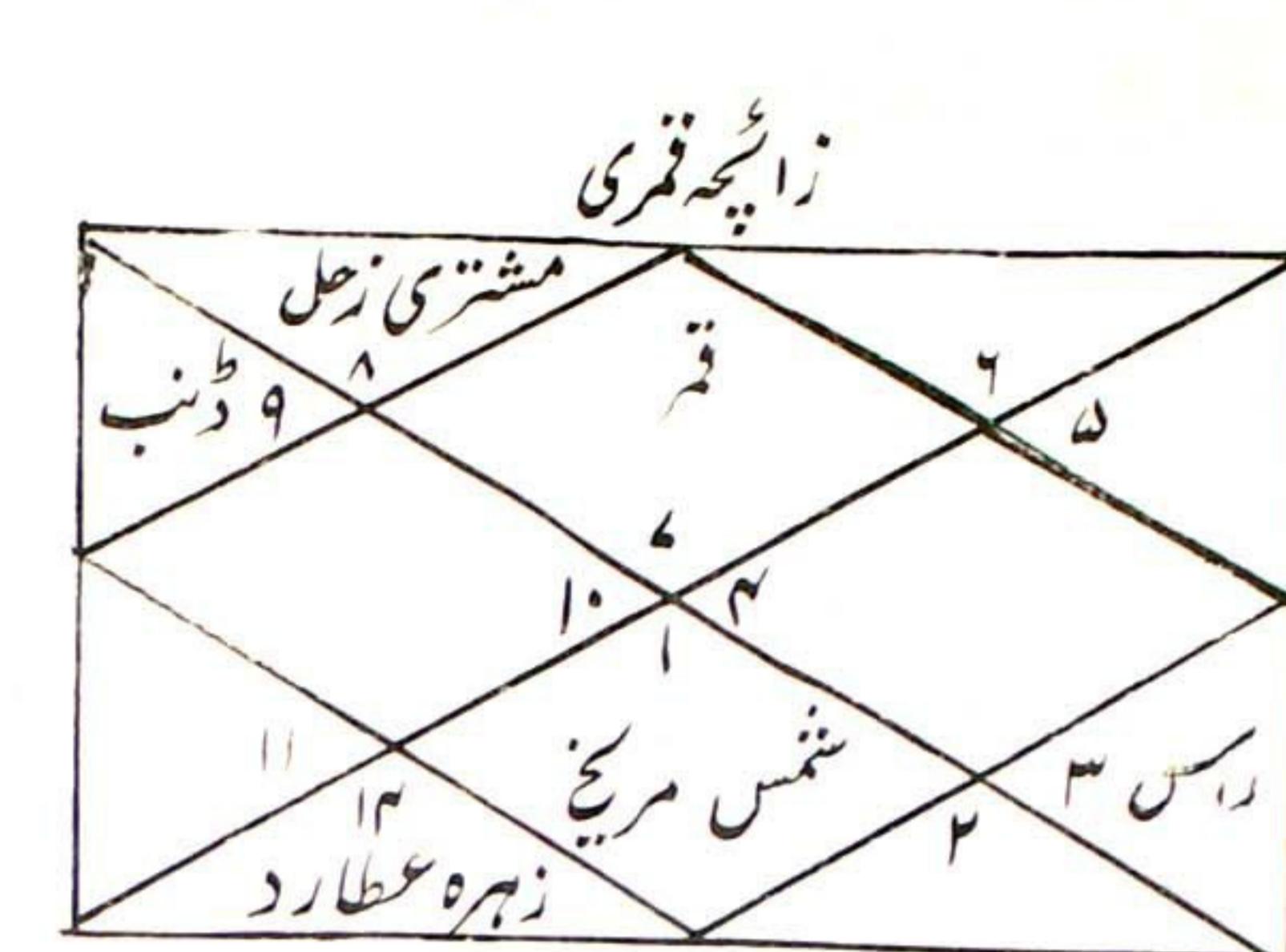
ابنکبر م منٹ م سینڈ شب

مقامی :

ایک بچکرہ ۲۵ منٹ ۳ سینڈ قبل طموع

اشکال :

م ۹ گھری ۲۹ پل



یہ اُن کا زاپچہ ہے جن کی تخلیق کی نسبت کچھ اس طرح مذکور ہے کہ اول مانہ لئی اللہ نوری اور پھر اشتاد ہوتا ہے کہ فَهُوَ أَوْلَاهُمْ فِي الْمَسْطُورِ وَآخِرُهُدْ فِي الظَّهُورِ۔

پیش از ہمہ ہمہ شاہاں غیور آمدہ ہر چند کہ آخر نبھور آمدہ

اسے ختم رسول قریب تو معلوم شد دیر آمدہ زراہ دُور آمدہ :

سورۃ الجریح میں مرقوم ہے کہ ہم نے انسان کو بجنی دالی مٹی سے پیدا کیا۔ حدیث ثہریف میں مرقوم ہے کہ میں اُس وقت بھی نبی نتھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے کسی نے کیا خوب کہا ہے

آدم کا تھا نجیر تمہارا نبھور تھا

حقاً کہ سب سے پہلے تمہارا ہی نور تھا

وہ ذات گرامی جن کی ولادت با سعادت وجہ تخلیق کائنات ہو ان کی نسبت کو اور برج کی بحث سے کیا استنباط کیا جا سکتا ہے۔ لیکن بحث کی ضرورت اس وقت آئی ہے جبکہ اہل ہند، علم نجوم جن کی گھٹی میں پڑا ہے بالعموم رام اور کرشن کے زیجات ولادت کو اشرف الزیجات قرار دیتے ہیں۔

ان کے نزدیک ہر دو اتاروں کے روپ، میں بھگوان جلوہ گہرا تھا۔ بالفاظ دیگر
 جب بھگوان کی ولادت بھی سیارگان کی اوضاع سے خالی نہیں پھر دیگر مخلوقات کی پیدائش
 کو کیونکر ان کے اثرات سے مبرراً سمجھا جائے۔ دوسرا اعتراض جو وارد ہوتا ہے وہ یہ ہے
 کہ اگر موئیؑ کی ولادت کی خبر قبل از وقت سامری نے دے دی تھی تو حضور اقدسؐ کی ولادت
 باسعادت کی آمد کی اطلاعات بھی پہیم اور تو اتر سے ملتی ہیں۔ اور پھر ولادت باسعادت بھی
 تو کسی مخصوص وقت پر وقوع پذیر ہوئی تھی۔ کیا وہ وقت اشرف الاوقات بروئے نجوم ثابت
 ہوتا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہوں گی جن کی بنا پر حضرت ابوالمعشر الجیؓ نے حضور اقدس صلی اللہ
 علیہ وسلم کا زاپچہ مبارک استخراج کیا ہوگا۔ اپنے چھبیس اسالہ مطالعہ علم نجوم کی بنیاد پر میں یہ بتات
 دعوئی سے کہہ سکتا ہوں کہ حضور اکرمؐ کی ولادت باسعادت کا وقت یقیناً تخلیق کائنات کے
 بعد سے تحریبِ کائنات کے وقت تک سب اوقات سے ارفع واعملی تھا۔ اور میرے دعوئی
 کی تصمیق اہل ہند کی جو تشن پستند کتب کریں گی۔ میری نظر میں کرشن اور رام کے زیجاجات
 بھگوان کے نہیں بلکہ جگ دانوں کی ولادت پر دلیل ہیں۔ ان ہر دو حضرات نے اپنی زندگی
 میں کارہائے نمایاں ضرور انجام دئے ہوں گے لیکن معیارِ نبوت ان سے کہیں بلند و بالا ہے۔
 حضور اقدسؐ کے زاپچہ ولادت میں چار کو اکیل مشرف ہیں، لیکن رامچندر جی کے زاپچہ
 ولادت میں پانچ کو اکب شرفیافتہ۔ دولپتے بروج میں پڑے ہیں۔ اور کچھ اسی قسم کی
 کیفیت کرشن جی کے زاپچہ کی ہے۔ اتنے مضبوط المخط کو اکب کے ہوتے ہوئے بھی وہ ہات
 نہیں ملتی جس کا انہمار تمیں کو اکب کے شرف والا زاپچہ جو مہاتما بدھ کا ہے، کرتا ہے۔ مہاتما
 بدھ کے زاپچہ ولادت میں تمیں کو اکب، داشتمش ۲ راس اور ۳ ذنبِ مشرق پڑے ہیں۔
 ان تمیں سیاروں کے علاوہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زاپچہ ولادت میں چوتھا
 سیارہ جو مشرف ہوا ہے وہ زهرہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بدھ کی تعلیماتِ اسلامی تعلیمات
 کا مخصوص معلوم ہوتی ہیں۔ بدھ کی تعلیمات حسب ذیل ہیں:

۱ : دیوبی، دیوتاول کی پرنسپ فضول ہے۔ یہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان۔
۲ : درست اور اک، سچا مقصد، سچی گفتار، نیک کردار اور اکل حلال سے حقیقتی راحت مل سکتی ہے۔

۳ : سخت ریاضت اور عیش و عشرت دونوں ہی انسان کو سیدھے راستے سے بھٹکا دیتے ہیں۔

۴ : دنیا دکھوں اور مصیبتوں کا گھر ہے۔ اگر انسان اپنی حواہنشات پر قابو پائے تو دلکھ اور مصیبتوں دُور ہو جاتی ہیں۔

ہر کب بینی جہاں زنگ دبو
آنکہ اذ خاکش بُرُود آرزو!

تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ آج سے چودہ سو سال پیشتر دنیا کے انسانیت پر مسکرات کا عالم طاری تھا، تمہذیب و تمدن کے نازک اور حساس پہلوں دھشت و بربریت کی باہمیوم سے مرجھا چکے تھے جسون عمل کے زندگی بخشنے والے پیشے خشک ہو گئے تھے ہوئے انسانیت کرۂ الارض سے اڑ چکا تھا۔ ہر طرف بے صینی و بد امنی کے گھٹائوں سائے محیط ہو چکے تھے۔ اور نفس پروری کی ظلمتوں کا طوفان اُٹڈ آیا تھا۔ نظریں چاروں طرف سے مایوس و نا امید ہو گر رہ کر آسمان کی طرف اٹھنی تھیں اور پیکار کر مستحی نصر اللہ کا تھی تھیں۔

چنانچہ قانون فطرت کے عین مطابق اس افسردگی و پر مردگی کو ختم کرنے کے لئے فرانس کی چوڑیوں پر اس رتبے ذوالمعن، کا ابہ رحمت بر سماں سے طلبیاں و مکشی کی باہمیوم عدل و احسان کی جائیں تبیم سحری میں بدل گئی۔ حضرت ابوالمعشر جنی نے اسی وقت مسعود کا زاپچہ ولادت رقم فرمایا۔ جبکہ آسمان کی رفتگوں نے جھک کر زمین کی پٹیوں کو مبارک باد دی کہ تیرے بخت بلند نے یاد ری کی کیونکہ اب تھے خوش نصیر بذریعات

کو اس ذاتِ اقدس کی قدیمیتی کی سعادتِ فیض ہوگی جس سے انسانیت مشرفت ہوگی۔ انسانی سلسلہِ ارتقاء کی آخری کٹی رونقِ افروز کائنات ہو گئی ہے۔ وہ آنے والا آگیا، جو ملکوبیت و قصرتیت کے نظاموں کی بجائے آئین فطرت رائج کرنے والا تھا، جس کے ظہور سے ایرانی آتشنکدوں کی آگ کے الا و سر در پڑ گئے۔

جور و استبداد کی طاغونی طاقتیں جہنوں تے صدیوں سے پینے پنجے گاڑے ہوتے تھے، کے پاسے ثبات بیں لغزش آگئی۔ باطل کی تاریخیں چھپت گئیں کیونکہ آفتابِ نبوت طلوع ہو گیا تھا جس کی نسبت اس کے بھیجنے والے نے فرمایا،

إِنَّا أَدْعُوكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًّا إِلَى اللَّهِ
بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا

۵ : نیک اعمال کرنے، پیح بولنے سے انسان اپنی خواہشات پر قابو پا لیتا ہے۔

۶ : تمام انسان بچاں ہیں۔ ذاتِ پات کی تعلیم بالکل فہنوں ہے۔

۷ : جیسا کوئی کرے گا ویسا بھرے گا۔

۸ : ہر انسان کو رحم دل ہونا چاہتے اور بزرگوں کا ادب کرنا چاہتے۔

۹ : جانوروں کی قربانی کچھ معنی نہیں رکھتی۔ اگر کچھ نفع چاہتے ہو تو اپنی قربانی پیش کرو۔

۱۰ : انسانی زندگی ایک ختم نہ ہونے والا چکر ہے۔ اگر انسان نیک اعمال کرے گا، اور اپنی خواہشات پر قابو پالے گا تو اسے دائمی نجات مل جائے گی۔

گو قم بُدھ بھی راج پاٹ کو تیاگ کر اس ذاتِ حقیقی کی تلاشِ اس طرح نہ کرنا اگر اس کے زاچھ و لادت میں زہرہ بحالتِ مضمبوط واقع ہوتا۔ مگر قدرتِ کاملہ نے تو یہ فضیلتِ صرف حضورِ اکرمؐ کے لئے ہی مخصوص کر رکھی تھی۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: یا ایها المزمله فَمَ الْبَلَ الْأَفْدِيلَه نصفه او انقض منه قلبلاه او زد عليه دتل القراء ترتیلاه دوسرا طرف بدھتے کہ مسلسل چھپ رہس کی ریاضت ہے

پڑیوں کے ڈھانپنے کی شکل میں گیا کے جنگلوں میں بہ گد کے تکے بیٹھا نظر آتا ہے۔ لیکن خالق کائنات اپنے محبوب کو کس سیار بھرے انداز میں تاکید فرماتا ہے کہ اے کالی کملی اوڑھنے والے ہے چونکہ شب یا اس سے کچھ کم و بیش وقت کھڑے رہا کریں۔ اور قرآن پاک کو خوب صاف صاف پڑھا کریں۔ یہ نمایاں فرق برودے دلائلِ بخوبی زہرہ سے متعلق ہے جو بُدھ کے زانچے میں کمزور اور حضور اقدسؐ کے زانچے میں مترقب پڑا ہے۔

حضور اکرمؐ کی ولادت باسعادت کے وقت افقِ شرقی پر بُرچ جدی کا بیساواں درجہ طلوع ہو رہا تھا۔ بُرچ جدی منتظرہ البروج کا دسوال بُرچ، مثلثہ خاکی کا تیسرا بُرچ ہے۔ بُرچ مذکور یہی اور موئنت ہے۔ یہی اُس بُرچ کو کہتے ہیں جو بوقتِ شرب اگر طلوع ہو تو یاقوت ہو جائے اور موئنت ایسے بُرچ کو کہتے ہیں جس میں جیسا کا عنصر غالب ہو۔ وہ حضرات جن کی ولادت بُرچ جدی کے تحت ہوتی ہے بالعموم تنظیمِ بندی اور نظم و نسق کے زیرِ وہجم کو خوب سمجھتے ہیں۔ اور اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ ان کے با میں ہاتھ کا کرتبا ہوا کرتا ہے، ہر بُرچ کے تیس درجات میں سے کچھ درجات سعدا درکچھ تھیں مفترضہ ہوتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت جدی کا بیساواں درجہ طلوع تھا جو حکم عین سعادت کا رکھتا ہے۔ پس ظاہر ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہماں اعلیٰ قسم کی تنظیم کرنے والے اور نظم و نسق چلانے والے ہوں گے۔ چونکہ زانچے میں زہرہ اور آفتابِ مشرقت پڑے ہیں۔ لہذا زبردست قسم کے عادل ہوں گے۔ چونکہ بُرچ جدی منتظر بُرچ ہے لہذا اسلام کے قوانین انسان پر محسوسے نہیں گئے بلکہ ان میں لوچ پچاک رکھ کر اسلام کو آئینِ فطرت بنادیا ہے۔ اس لئے بنماڑش کہا کرتا تھا کہ "اسلام ہی وہ مذہب ہے جو ہر زمانے کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے"۔

متقدہ میں کا قول ہے کہ جب کسی زانچے میں کوئی ایک سیارہ مشرف پڑا ہو تو وہ شخص بہترین خطیب ہوتا ہے اور اس کے کلام میں شعر کی طرح دلنشیش ہونے والی زبردست کیفیت

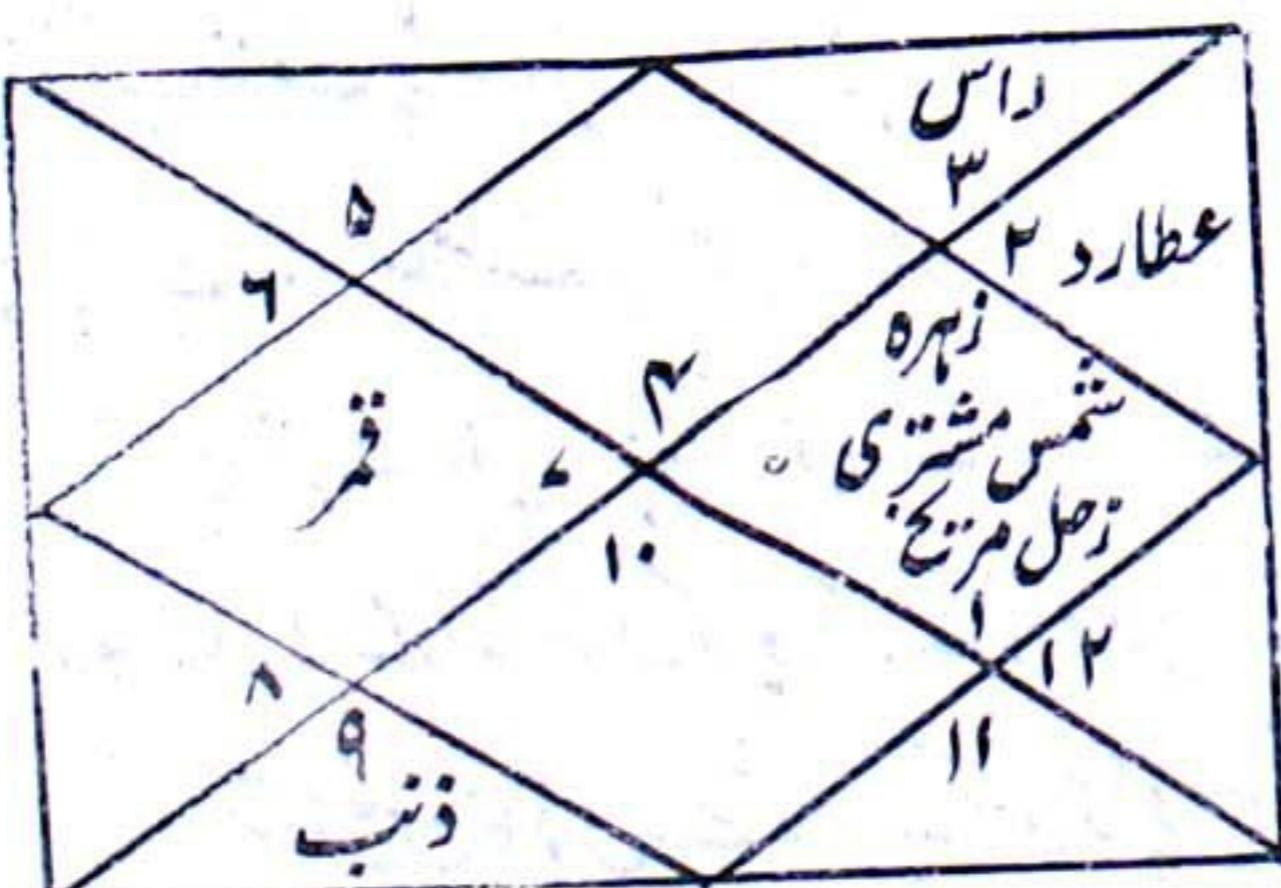
ہوئی ہے۔ وہ شخص بہت اقبال مند، با مراد اور مسعود الطبع ہوا کرتا ہے۔ (ملاحظہ فرمائیں:
سارہ الی باب پنجم، مسرل کا ادھیانے شلوک ۱۷۲)

یہ حالت تو ہے اس ایک عام شخص کی جس کے زاپچہ ولادت میں محض ایک سیارہ
مشترق ہو۔ لیکن جس کے زاپچہ ولادت میں چار کو اکب شرفیافتہ پڑے ہوں تو اس صاحب
زاپچہ کی کیفیت کا کیا کہنا۔ سبحان اللہ۔

ہر زاپچہ میں آفتاب شخصیت اور کوائف ظاہری کی عکاسی کرتا ہے اور اس امور
باطنی کا منظر ہوا کرتا ہے جحضورِ اکرم ص کے زاپچہ اقدس میں ہر دو کو اکب شمس و راس مشترق
ہیں جو اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ حضور انور جیسے ظاہری اعتبار سے ارفع و اعلیٰ تھے،
ویسے ہی باطنی اعتبار سے شرفیافتہ تھے۔ ممکن ہے کہ معترض یہ کہہ دے کہ شمس و راس تو
بُدھ کے زاپچہ میں بھی مشترق تھے۔ اس ضمن میں مجھے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ بُدھ بر و نے
نحو مہمت اونچا مقام رکھنے والے چند افراد میں سے ایک ہے لیکن اس کے زاپچہ میں زهرہ
اور مریخ کی کمزوری نے خداوند کریم کی ذات کا واضح اعلان کرنے سے جہاں اُسے باز رکھا
ہے وہاں طالع کے بدلا جانے کے باعث اس میں تنظیم ملی کے رجحان کا فتنہ ان ہے۔
یاد رہے کہ بُدھ کی ولادت طالع سرطان میں ہوئی تھی۔ اس کا زاپچہ حسب ذیل ہے:

ولادت بُدھ ۲۳ اپریل ۶۲۳ ق میسح

بوقت نصف اللیل
عرض بلدہ شمالی ۴۵°
طول بلدہ شرقی ۸۳°



مگر زاپچہ اقدس میں صاحب طالع بخانہ بازو ہم واقع ہے۔ جو بنظر کامل طالع اور خانہ نہم

کو ناطر ہے۔ مزید برآں، صاحبانِ ششم، نهم و دهم یعنی عطارد اور زہر سے تسلیث میں ہے جو اس امر پر غمازی کرتا ہے کہ حضورِ اقدس ازحد باحیا، ذمی مردّت اور ملسا رہوں جس سے بانت کریں اسے اپنائگر و پیدہ بنایں۔ صاحبِ ایمان کامل ہوں۔ زحل و مشتری کا خانہ پنجم میں پوری نظر سے ناطر ہونا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضورِ اقدس کی اولاد نہ یہ زندہ نہ ہے لیکن اولادِ انشہ ہو۔

حضورِ اقدس سخاوت میں مشور ہوں۔ اور شہرِ آفاق دیانتدار ہوں مشتری دریازِ دہم قابض ہو کر خانجات سوم، پنجم اور ہفتہم کو ناطر ہے جو اس امر پر دلیل ہے کہ آنحضرت دریازِ دہم قابض ہو کر خانجات سوم، پنجم اور ہفتہم کو ناطر ہے جو اس امر پر دلیل ہے کہ آنحضرت بلند اقبال، متوسطِ عمر، نامور اور حاجت روائے عالم ہوں۔ شاہان وقت حضورِ اقدس کا ادب کریں اور ختم کھائیں مشتری معہ صاحب طالع کے بخانہ دوستاں موجود ہے۔ لہذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کیا حضور پر پرداز و اقرابان ہونے کو سعادت سمجھیں۔ اور خدمتِ گزاری میں ایک دوسرے پر سبقت لے جلنے کی فکر میں رہیں مشتری دریازِ دہم کثیر الاموال ہونے پر بھی دلالت کرتا ہے لیکن حالتِ زحل اس امر پر غماز ہے کہ کالی کملی والا اپنی ذات پر بہت قلیل خرچ کرے۔ بیویتِ اشنا عشر پر میں سے طالع قوی سمجھا جانا ہے اور طالع سے دہم قوی تر۔ اس زانچہ مقدس میں قمر بخانہ دہم پڑا ہوا ہے جو تقریباً بدرا کامل کی کیفیات کا حامل ہے۔ قمر چونکہ سیارہ جمال ہے لہذا دلیل ہے کہ حضورِ اکرم بدرا کی جانب سب سے تاروں اور سیاروں میں خوبصورت اور دلکش دکھانی دیں، صاحبِ جمال ہوں۔ جناب امیر استراحت کنندہ بستر رسول علی مرتضی شیر خدا فرماتے ہیں کہ حضور کا پھرہ اقدس بالکل گول نہیں تھا بلی گولافی لئے ہوئے تھا۔ جناب جابرؓ بن سمرة فرماتے ہیں کہ میں ایک منزہ چاندنی رات میں حضور کو دیکھ رہا تھا۔ اس وقت آپ سُرخ جوڑا زیبِ تن کے ہوئے تھے، میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی آپ کو۔ باآخر اس فیصلے پر پنچا کہ حضور اکرم چاند سے کمیں زیادہ حیین ہیں۔ جناب ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سے زیادہ خوبہ و کسی

کو نہیں دیکھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے آفتاب چمک رہا ہو۔ جناب ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں کہ اگر تم حضور کو دیکھتے تو سمجھتے کہ سورج طلوع ہو گیا ہے۔ اور جناب کے عہد بن مالک فرماتے ہیں کہ خوشی میں حضور کا چہرہ مبارک ایسا چمکتا گویا چاند کا مکروہ ہے، اسی چمک کو دیکھ کر ہم آپ کی خوشی کو پہچان جلتے تھے۔ حضرت انس نے کیا خوب کہا ہے کہ حضور تخلّم فرماتے تو دانتوں سے چمک نکلتی ہوئی معلوم ہوتی۔ رشیم کا دبیر یا باریکے کوئی کپڑا ایسا نہیں ہے جسے میں نے چھووا ہوا اور وہ حضور کی تھیلیوں سے زیادہ زرم اور گداز ہوا۔ ابوہریرہؓ کے نزدیک حضور کا جسم اطہر گویا کہ چاندی سے ڈھلا ہوا تھا۔ یقول جناب علیؑ، زنگت سفید مائل پر سرخی تھی۔ آنکھیں سیاہ، چمکیلی اور دراز، پنڈیاں سیاہ نظریں جھکلی ہوئی۔ گوشہ چشم سے دیکھتے کا جیادا راستہ انداز، سفید حصے میں سرخ ڈو رے، آنکھوں کا خانہ لمبا اور قدرتی سرگمیں، ناک مائل پر بلندی، رخسارے ہموار اور بلکے، گوشت ذرا سائیچے کو ڈھلکا ہوا، دہن مبارک بے اعتدال فراخ، ابر و شمدار باریکے اور گنجان، جدا جدا، دونوں کے درمیان ایک رگ کا ابھار جو جوش کے وقت تمایاں ہو جاتا۔ پیشانی کشادہ جس سے ہمہ وقت سرستہ جھلکتی تھی۔ پنی لمبی گردن جیسے موافق سے تراشی گئی ہو۔ زنگ چاندی جیسی، اُجلی اور نوشما۔ سرتوازن بڑا جس پر قدرتے خمدار بال تھے۔ درمیان میں نکلی ہوئی مانگ نہایت بھلی معلوم ہوتی تھی۔ جسم اطہر پر بال زیادہ ن تھے۔ مینے سے ناف تک بال کی باریک کلہر تھی۔ کندھوں، بازوؤں اور سینہ کے بالائی حصہ پر تھوڑے سے بال تھے۔ اعضا کے جوڑوں کی ہڈیاں بڑی اور مضبوط، بدن گھٹا ہوا، میانہ قد لیکن جب کسی مجمع میں کھڑے ہوتے تو دوسروں سے قد نکلتا ہوا معلوم ہوتا۔

اس مفتسلس زانچے میں حسب ذیل اوصافِ فلکی و قوی پذیر ہوئی ہیں:-

(۱) پری جاتھایوگ (۲) دہانے یوگ (۳) انا پھاتھیا یوگ (۴) پری پہ بہمایوگ (۵)

جیا یوگ (۶) پتر دمولا دھنایوگ (۷) براتر وردھی یوگ (۸) سری ناتھیوگ۔

پری جاتھا یوگ

صاحب طالع جہاں قابض ہو۔ اس گھر کا مالک اوتاد میں توی الحمال ہو یا طرفیں میں
قابض ہو۔

توضیح

او سط غمر کے بعد صاحب زاچھ کے حالات دن بدن پہتر ہو جائیں اور ایک دن اس
کی زندگی میں ایسا آجائے کہ وہ شاہوں سے خراج وصول کرے۔ مولود، جرمی اور بلند حوصلہ
کا مالک ہو۔ اعلیٰ درجہ کا سیاست دان اور زبردست کمانڈر ہو۔ یہ یوگ عام راج یوگیو
سے بدر جہا بہتر ہے۔

تاریخ کے اور اراق شاہد ہیں کہ اسلام کے ظہور سے قبل زمین کے گوشے گوشے میں جبر و
استبداد اور جور و جفا کا بازار گرم تھا۔ ایک طرف اگر مطلق العنوان شہنشاہیت اور شخصی
حکومتیں قائم تھیں جن میں کسی کو دم مارنے کی کنجائش نہ تھی۔ ہوا و ہوس، عیش و عشرت
کا بازار گرم تھا تو دوسری طرف مذہبی پیشو اخدا اور اس کے بندوں کے درمیان ستون بن
کر کھڑے تھے۔ یہ مذہبی ٹھیکیدار اپنے آپ کو عام انساؤں سے بالاتر سمجھتے اور جور و استبداد
میں شاہان وقت سے کسی طرح کم نہ تھے۔

اسلام نے ایک طرف ان مذہبی پیشواؤں کا خاتمہ کر کے خدا اور بندے کے درمیان
بڑہ راست تعلق قائم کر دیا اور دوسری طرف شوریٰ کا نظام قائم کر کے مطلق العنوانی پر کاری
ضرب لگانی۔ اور حکومت کا یہ فرض ٹھہرا یا کہ وہ کوئی کام بھی مجلس شوریٰ کی مرضی کے بغیر نہ
کرے اور اس طرح حضور اکرمؐ نے پہلی جمہوری طرز حکومت کی بنیاد رکھی۔ آپ اپنے اصحاب
سے برابر مشورے کرتے۔ بسا اوقات حضور اکرمؐ کی رائے صحابہؓ کیا رئے مختلف ہوتی لیکن
حضورؐ اکثریت کی رائے کا احترام فرماتے اور میں سے قبول کر لیتے۔ چنانچہ جنگِ احمد کا واقعہ
اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے جہاں حضورؐ نے اکثریت کی رائے کا احترام کرتے ہوئے شہر

سے باہر نکل کر کفار سے مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

اسلام نے مجلسی زندگی میں امیر و غریب کی تخصیص ختم کر دی جحضور نے فرمایا کہ اگر فاطمہ نبنت محمدؐ بھی چوری کرتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹ دوں گا تم سے پہلی قوبیں اس لئے ہلاک ہو گئیں کہ اگر ان میں سے کوئی معزز شخص کسی جرم کا اذن کا بکرتا تو وہ اُسے چھوڑ دیتے لیکن غریب سے وہی جرم سرزد ہونے پر اُسے پوری پوری سزادی جاتی۔

محمدؐ نبویؐ کے آخری دور میں عرب کا پھر پہنچا اسلامی حکومت کے زیر نگمین آپ کا تھا۔ عرب سے ملحقہ علاقے بھی حضورِ کرمؐ کی اطاعت قبول کر چکے تھے۔ اس زمانہ میں اسلامی سلطنت میں جو علاقے شامل تھے انہیں دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

(۱) وہ علاقے جو فتح کے نتیجہ میں سلطنتِ مدینہ میں داخل ہوتے۔ ان علاقوں میں حضورِ کرمؐ نے اپنے حاکم مقرر فرمائے۔ فتحؐ کے بعد آپؐ نے خالد بن ولید کو وہاں والی مقرر فرمایا۔ حجاز اور بجدا اتنی علاقوں میں شامل تھے۔

(۲) وہ علاقے جو صلح کے ذریعے سلطنتِ مدینہ میں داخل ہوتے۔ یہ وہ علاقے تھے جہاں اسلام سے قبل بادشاہتیں اور اماراتیں قائم تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بادشاہ اور امراء کو معزول کرنے کی بجائے ان کے عہدوں پر بحال رہنے دیا۔

غیوں ملکی باشندوں کی یحییٰ

اسلامی سلطنت میں عربوں کے علاوہ ایرانیوں، رومیوں اور اہل جہشہ کی بھی آبادی تھی۔ ان میں حضرت سلمان فارسیؓ اور میمن میں مقیم ایرانی قبائل جنہیں انبار کے نام سے پکارا جاتا تھا حلقة بگوش اسلام ہوتے۔ رومیوں میں حضرت صہیبؓ رومی اور دیگر متعدد عیسائیوں نے حضورؐ کی متابعت اختیار کر لی۔ اہل جہشہ میں سے جناب بلاں جہشیؓ اور چنہ دیگر غلام حضورؐ کی غلامی میں داخل ہوتے۔ یہودیوں میں سے حضرت عبد اللہ اور چند دیگر لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اسلام نے ان لوگوں سے مکمل مساوات کا سلوک کیا اور عربوں کی اکثریت

کے باوجود ان کی کوئی قویت نہ رہی۔ کیونکہ خداوند کریم نے حضور اکرمؐ کو تمام جہاں کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ اس لئے حضور اقدسؐ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ: ”تمام لوگ کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر ہیں۔ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر تقویٰ کے سوا اور کسی وجہ سے فضیلت حاصل نہیں ہے۔

اسلامی ریاست کا بنیادی اصول یہ ہے کہ قویت اور ذات پات اور حسب بکالمحاط کئے بغیر بھی نوع انسان کی خدمت کی جائے۔ کامل مساوات قائم کی جائے۔ اس لئے حضرت سلمان فارسیؐ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مشیر خاص مقرر فرمایا۔ حضرت بلال جبشیؓ کو صرف موذن بنانے پر ہی اتفاق نہیں کیا گیا بلکہ انہیں خازن کا عنیدہ جلیلہ بھی عطا ہوا۔

رسول اللہؐ کا حربی نظام

اس تھماری طاقتوں کی طرح اسلام نے جنگ کو دوسری قوموں پر تسلط جمانے کے لئے کبھی استعمال نہیں کیا۔ اور نہ جنگ کو انتقام کا ذریعہ بتایا بلکہ جنگ کو غیر انسانی افعال سے دور رکھنے کے لئے چند ضوابطے مقرر کئے جن کو ملحوظ رکھنا اسلامی سلطنت کا فرض ہے۔

- (۱) جنگ ہمیشہ مدافعت ہونی چاہئے۔
- (۲) مدافعت اڑائی صرف اس حد تک ہونی چاہئے کہ جباریت کا سد باب ہو سکے۔ اور دیس پر ہمیشہ پر بھیان خوزریزی نہ ہو۔
- (۳) فریقِ مخالف اگر جنگ سے رُک جائے تو مسلمان ہمی اڑائی بند کر دیں۔
- (۴) جب دشمن صلح کی درخواست کرے تو اسے قبول کر لیا جائے۔
- (۵) لوگوں کو آگ میں نہ جلا دیا جائے اور مخصوصاً لین کا مثلہ کرنا ناجائز ہے۔
- (۶) سامانِ رسد روک کر دشمن کو مجبو کا مارنا جائز نہیں۔

رہانہ یوگ

صاحب طالع بخانہ بیاز دہم قابض ہو۔

توضیح : مولود کے پاس ذرائع نقل و حمل موجود ہیں اور وہ آسُودہ حال رہے۔

انا پاتھیا یوگ

اگر مشتری، صاحب طالع، صاحب ہشتم اور صاحب پنجم کمزور ہوں تو انہیں اپنا یوگ وقوع پذیر ہوتا ہے۔

توضیح : مولود کے اولاد نسبتہ نہیں ہوتی۔ اگر پیدا ہو سبھی جلدے تو صغر سنی میں ہی وہ اس دارفنا سے کوچ کر جائے۔

پسی پرسو هما یوگ

اگر سعدیتیارے صاحب دوم سے آٹھویں یا بارھویں واقع ہوں یا راس زحل سے ہشتم میں پڑتا ہو تو مولود ماہر علوم ہو۔ سچا اوزنیک مشہور ہو۔ دشمنوں پر فتح پا کر سبھی انہیں معاف کر دے۔ ہر کسی کا ہمدرد ہو اور تمام امور نیکی کے ہی سر انجام دے۔ فتح مکہ کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو سلوک اہلیانِ مکہ سے کیا وہ محتاجِ بیان نہیں۔ اپنے خون کے دشمنوں کو معاف کر دینا جبکہ وہ شکست خورده سامنے موجود ہوں۔ یہ فضیلت حضور اقدس کا ہی حصہ ہے۔

پترو مولا دھنا یوگ

اگر صاحب دوم مشتری کے ہمراہ قابض ہو تو پترو مولا دھنا یوگ بنتا ہے جس کی تائیر سے مولود توسط اپنی اولاد یا پیروکاروں کے زخمی پر قابض ہو جاتا ہے۔

مواتر ورد ہی یوگ

صاحب سوم کے ہمراہ اگر سور واقع ہو یا کوئی سعد بخانہ رسوم واقع ہو اور صاحب سوم سے اچھی نظر بنائے تو مولود اپنے برادرانِ حقیقی ہوں یا نسبتی، برادری سے ہوں یا رضاۓ

کے تو سطے سے بہت بھلے پھولے۔

جیا یوگ

جب صاحبِ ششم ہبھوت بادبال زده ہو۔ اور صاحبِ دهم مشرف، تو مولود خوش و خرم ہو گا۔ تمام مہمات میں دشمنوں پر فتح پائے۔ مایوسی اس کے نزدیک گناہ ہوتی ہے۔

سری ناتھ یوگ

صاحبِ هفتم قابض بدهم ہو اور صاحبانِ نہم و دہم زاچہ میں کسی جگہ اکٹھے پڑے ہوں تو مولود کے جسم پر مامور من اللہ ہونے کا ثبوت موجود ہوتا ہے۔ جیسے حضورِ اکرم کے جسم المهر پر فہر نبوت تھی۔ جتنا مفسود یہ یوگ ہو گا ولباہی اعلیٰ نشان جسم مولود پر ہو گا۔ اس یوگ کی اعلیٰ ترین مثال حضورِ اکرم ہیں۔

ان اوپناءعِ فلکی کے علاوہ چند اوپناءعِ قیاسی بھی زاچہ اقدس میں نظر آتے ہیں۔

صاحب طاع بخانہ، یا زدہم اور صاحبِ هفتم بخانہ، دہم قابض ہو کہ خانہ دوم کو دیکھئے ہیں۔ یہ وضع اس بات پر دلیل ہے کہ جو کوئی حضورِ انور کو ایک بار دیکھ لے اُن کے حسن کا گردیدہ ہو جائے اور جو کوئی انہیں بولتے ہوئے سُن لے وہ اس شریں گفتار کو زندگی بھرنے مجبول سکے۔

مریخ صاحبِ چہارم و یا زدہم و تہدارِ ارض میں بحالتِ غرج پڑا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور اقدس نہایت ذی العقل، صاحبِ فراست، شہرۃ آفاق ہوں۔ مگر آفتاب سے مفارک کے باعث اُقی ہوں۔ شفقتِ مادر و پدر سے محروم ہو جائیں۔ اپنے آبائی شہر سے نقلِ مکافی کریں۔ یہی وضع فلکی کثرتِ اذدواج پر دلالت کرتی ہے۔ شرفِ شہس اس بات پر دلیل ہے کہ حضورِ انور سخنِ القلب اور کرمِ النفس ہوں۔ مجالسِ فصاحت میں صرفِ فصح بکہ افصحِ ابیان اور جو امعَ الکلام ہوں۔ زہرہ کا صاحب پنجم و دہم ہو کہ شرفِ فیافتہ ہونا دلیل اس امر پر ہے کہ حضورِ اکرم پوشیدہ نیزت کرنے والے ہوں۔ زہرہ صاحبِ اولاد،

چونکہ عطارد کے ہمراہ بُرْجِ مَوْتَش میں واقع ہے لہذا حضورؐ کی اولاد اناش پر دلیل ہے۔ الحاق
زہرہ و عطارد اس امر پر بھی گواہی دیتا ہے کہ حضور اقدس را ہبادہ زندگی سے بچنے اور پیغم عمل کی
تمقین فرماتے والے ہوں۔ کیونکہ عمل کا سیارہ زاچھہ میں شرف پڑا ہے عطارد درسوم، فتنہ و فساد و
ایذاد ہی کا سبب بناتا ہے۔ خانہ، سوم بادران عزیز و اقارب سے مسوب ہے۔ لہذا حضور اکرم
کو اپنے ہی عزیز و اقارب سے تکلیف پہنچے۔ اور تکلیف بھی بوجہ تبلیغ دین ہو کیونکہ عطارد حساب
نہم قابض درسوم نہم کو بنظر کامل ناظر ہے۔

۵

محمد عربی کہ آبروئے ہر دوسرا است
کسے کہ خاکِ درش نیت خاک برسرست

زاچھہ اقدس میں سیم السعادت و سهم الغیب بخانہ ہفتہم ہر درجے پڑے ہیں۔ جو اس
امر پر دلالت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریمؐ فی الواقع مدینۃ العلم تھے۔ ماضی، حال، مستقبل کی نسبت
کما ہوتے جاتے تھے۔ عام زیجات میں اگر سهم الغیب کسی بھی دن میں پڑ جائے تو صاحبِ زاچھہ
ہفتہم کے سوالات کے جواب بلا کم و کام وینے کی مکمل الہیت رکھتا ہے، خواہ وہ چٹا ان پڑے
ہو۔ وہ آنسیف زبان ہوتا ہے کہ جو کچھ کہہ دے وہ پورا ہو جایا کرتا ہے۔ بالغاظ دیگر وہ بات
ہی وہی کرتا ہے جو ہوتی ہوئی وہ دیکھ لیا کرتا ہے۔ سهم الغیب کے ساتھ سیم السعادت خانہ
ہفتہم میں پڑتے اور صاحبِ ہفتہم بخانہ دہم اور صاحبِ دہم زہرہ مشرف مقام سهم الغیب
سعادت کو عطارد کے ہمراہ بیٹھ کر ناظر ہے جو دلیل اس امر پر ہے کہ حضور نبی کریمؐ جس بیمار کو
چھوٹیں اس کی بیماری سلب ہو جائے اور بیمار چشم زدن میں تند رست ہو جائے یحضرت سعد
ابن وقار، حضرت سلمہ بن اکوع اور جناب سهیل بن سعد چشم دید گواہوں سے روایت
ہے غزوہ تیہریں جب آپ نے حضرت علیؓ کو علم عطا فرمائے کے لئے یاد فرمایا تو معلوم ہوا
کہ ان کی آنکھوں میں شدید قسم کا آشوب ہے۔ چنانچہ سلمہ بن اکوع جناب علیؓ کا ہاتھ پکڑ
کر لائے جحضور اکرم نے ان کی آنکھوں میں اپنالعابِ دہن کل دیا اور دم فرمایا۔ وہ اسی وقت

اچھی ہو گئیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کی آنکھوں میں کبھی درد تھا ہی نہیں۔ غزوہ حنین میں جناب خالد بن ولید کے پاؤں میں زخم آگیا جب لڑائی ختم ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب کی افامت گاہ پر تشریف لے گئے۔ وہ اس وقت کچاودہ سے ٹیک لگاتے بیٹھے تھے۔ آپ نے ان کے زخم پر ایک نگاہ ڈالی اور لعاب دہن ڈال دیا۔ زخم اچھا ہو گیا۔ سُبْحَانَ اللَّهِ۔ لعاب دہن کیا تھا آب حیات سے سوانح۔ کھاری کنویں میں ڈالیں تو وہ اپنی کھارچ چوڑ کر میٹھا بن جائے لعاب دہن تو لعاب دہن تھا۔ اس شیریں گفتار کے قول اور فرمان کی تاثیر ملا حظہ فرمادیں ایک اندھا ہحضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر طالب بیٹائی ہوا چھوڑ کر مصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہے تو عبیر کر لو کہ یہ تمہارے لئے اچھا ہے۔ اندھے نے عرض کیا مار رسول اللہ مُدْعَا کیجئے چھوڑ نے فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر کے یہ دُعا مانگو کہ خداوندا! اپنی رحمت والے پیغمبر کے دید سے میری حاجت پُوری کر دے۔ اُس نے ایسا ہی کیا اور فوراً اچھا ہو گیا۔ ایک دو اشناہ اور ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت عبد اللہ بن عتیق قلعہ میں داخل ہو کر جب ابو رافع یہودی کو قتل کر کے اُس آنے لگے تو کوٹھے کے زینے سے گر پڑے۔ جس سے ان کی ایک ٹانگ میں سخت چوٹ آئی۔ پہلے پہل تو چوٹ کی شدت محسوس نہ ہوئی لیکن تھوڑے وقت کے بعد نوبت یہاں تک پہنچی کہ ان کے ساتھی ان کو اٹھا کر حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ عرض کیا۔ آپ نے اس کی ٹانگ پسخ کر دیا اور وہ فوراً بالکل اچھی ہو گئی اور یوں معلوم ہونے لگا کہ کبھی چوٹ لگی ہی نہ تھی۔ اسی طرح غزوہ نجیبہ میں تلوار کا ایک گہرا زخم جناب سلمہ بن اکوع کی ٹانگ پر لگ گیا۔ وہ آنحضرت کے پاس آئے۔ آپ نے اس پر تین مرتبہ دم کیا۔ پھر

انہیں کوئی تکلیف باقی نہ رہی صرف زخم کا نشان باقی رہ گیا تھا سُبْحان اللہ : (ماہنامہ سلبیل، فروری ۱۹۶۶ء ص ۶۰ - ۶۱)

ماہنامہ سلبیل فروری ۱۹۶۶ء

مفہیم عالم جنتری ۱۹۵۶ء

مفہیم عالم جنتری ۱۹۶۲ء

رسالہ "النجم" ستمبر ۱۹۶۷ء

صفحہ ۱۲۸ سے آگے

بقبیہ : حواشی

حواشی

۱۔ یوں ۱۰:۵۸ کے الاحزاب ۳۳:۴ م

۲۔ الامیار ۲۱:۱۰۴ کے الصحنی ۱۱:۹۳

۳۔ مسلم شریف

۴۔ "حمد و لعنت" - مرتب راجارشید محمود، حصہ دوم ص ۱۳۔ مکتبہ ایوانِ نعمت ٹیوشا لاما کالونی لاہور۔

۵۔ بخاری شریف ۲:۶۳

۶۔ فتح الباری ۱۲۵:۹

۷۔ میلاد النبی، مرتب راجارشید محمود - حصہ اول، ص ۳۲ - ۳۳

۸۔ ایضاً

۹۔ شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب "محققریة الرسول" ص ۳ مطبوعہ جبل

۱۰۔ ابن جوزی - مولد الغروس - ص ۹ مطبوعہ دارالکتب بیروت (لبنان)

۱۱۔ مکتوبات مجدد - جلد سوم، ص ۲

۱۲۔ اللہ ایضاً

۱۳۔ الدرالثین ص ۳۰ بحوالہ منہاج القرآن (ماہنامہ) نومبر ۱۹۵۶ء ص ۹۱

۱۴۔ فیصلہ ہفت مسکہ، ص ۵ مطبوعہ قیومی پریس کانپور

بارھوں ربیع الاول اور سعرا کے کرام

شعراء کرام نے بارہ ربیع الاول کو اپنے نعتیہ کلام میں بڑے نسخوں صورت انداز میں
نظم کیا ہے۔ چند ایک اشعار طبع نمونہ ملاحظہ ہوں۔

ربیع الاول امیروال کی دنیا ساختھے آیا
دعاوں کی قبولیت کو ہاتھوں ہاتھ لے آیا
خُدائِ ناخُدائی کی خود انسانی سفینے کی
کہ رحمت بن کے چھانی بارھوں شب اس میئنے کی

(ابوالاثر حفیظ جالندھری)

سحر ہے یہ ربیع الاولیں کی بارھوں شب کی
یہی تو وقت ہے تکمیلِ ممتاز رسالت کا

(میر افغان کاظمی امرودی)

ربیع الاولیں کا پاک و خوش منظر مہیا تھا
یہ روشن چاند شرح آیت "نورِ مینا" تھا
مبادر ک بارھوں تاریخِ نختی اور پیر کا دن تھا
شرف کی راتِ عزت کی سحر تو قیر کا دن تھا

(علامہ صفیا ر القادری)

اہل دل جلتے ہیں شانِ ربیع الاول
 آنکھ والوں کو بے عرفانِ ربیع الاول
 ہر نمیتے پر فضیلت ہے مدرج میں اسے
 ہر نمیتے ہے شاخوانِ ربیع الاول
 اس کی جو بارھوں تاریخ نہ ہے تاریخ نہ ہے
 یہی دن ہے بجنہ دا جانِ ربیع الاول

(عزیز حاصلپوری)



ہزار عید سے بھاری ہے بارہویں تاریخ

صحاب رحمت باری ہے بارہویں تاریخ
 کرم کا چشمہ جاری ہے بارہویں تاریخ
 ہمیں تو جان سے پیاری ہے بارہویں تاریخ
 عدوت کے دل کو کٹا ری ہے بارہویں تاریخ
 اُسی نے موسم گل کو کیا ہے موسم گل
 بھارِ فصل بھاری ہے بارہویں تاریخ
 بنی ہے سُرمهہ چشم بصیرت وايمان
 اُٹھی جو گرد سواری ہے بارہویں تاریخ
 ہزار عید ہوں ایک ایک لخطہ پہ قربان
 خوشی دلوں پہ وہ طاری ہے بارہویں تاریخ
 فدک پہ عرش بریں کا گمان ہوتا ہے
 زمینِ خلد کی کیاری ہے بارہویں تاریخ
 تمام ہو گئی میلادِ انبیاء کی خوشی :
 ہمیشہ اب تری باری ہے بارہویں تاریخ
 دلوں کے میل دھلے گل کھلے سرور ملے :
 عجیب چشمہ جاری ہے بارہویں تاریخ
 چڑھی ہے اوچ پتقدر خاکساروں کی :
 خدا نے جب سے آتا ری ہے بارہویں تاریخ

خدا کے فضل سے ایمان میں ہیں ہم پورے
 کہ روح میں ساری ہے بارھویں تاریخ
 ولادت شہدیں ہر خوشی کی باعث ہے
 ہزار عبید سے بھاری ہے بارھویں تاریخ
 ہمیشہ تو نے غلاموں کے دل کے ٹھنڈے
 جلے جو تجھ سے وہ ناری ہے بارھویں تاریخ
 خوشی ہے اہل سُنن میں مگر عدو کے یہاں
 فغان و شیون وزاری ہے بارھویں تاریخ
 جدھر گیا سُتی آواز یا رسول اللہؐ^{صلی اللہ علیہ وسلم}
 ہر ایک جگہ اُسے خواری ہے بارھویں تاریخ
 عدو ولادت شبطان کے دن منائے خوشی
 کہ عبید، عبید بھاری ہے بارھویں تاریخ
 حسن ولادت سرکارؒ سے ہوا روشن
 مرے خدا کو بھی پیاری ہے بارھویں تاریخ
 (مولانا حسن رضا خان بر ملبوی رحمۃ اللہ علیہ)

پیارے نبی صَلَّ علیٰ پیدا ہوئے

لو اُمُھُو، حضرت محمد مصطفیٰ پیدا ہوئے
 اُمْتی گو، شافع روزِ جزا پیدا ہوئے
 سب سے پیچھے ہیں مگر سب سے متقدم خلتی ہیں
 پیشواؤ سرگردِ انہیاں پیدا ہوئے
 دن دو شنبہ کا تھا وہ اور باہوں تاریخ نہی
 صحیح صادر ق نہی کر وہ شمسِ الصبحی پیدا ہوئے
 نور سے ان کے منور ہو گئے ارض و سماں
 جن کے نور پاک سے ارض و سما پیدا ہوئے
 سب پیغمبر لائے جن کی آمد آمد کی خبر
 آج وہ سلطانِ نعمتِ الانبیاء پیدا ہوئے
 آسمانوں سے سوا، رُتبے میں بے وہ سر زمین
 جس جگہ وہ باعثِ ارض و سما پیدا ہوئے
 بعدِ آدم مِشمش و ہفصد و پنجاہ سال :
 جب ہوئے پورے تو وہ نورِ خدا پیدا ہوئے
 بیٹھ کر حافظ نبی پاک پر بھیجو درود :
 یوں کہو پیارے نبی صَلَّ علیٰ پیدا ہوئے
 (حافظ پلی بھیتی)

میلاد کی شرعی تحریث

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ جمل مجدہ نے ارشاد فرمایا :

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ قَلِيلُ فَرَحْوًا ۝

"آپ فرمادیجئے کہ (ایمان والو) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ہی پر نوشی کرو۔"

علماء فرماتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے مراد حضور نبی کرم علیہ الصلوٰۃ والستیم کی ذات اقدس ہے۔ جیسا کہ ارشادِ رب انبیاء فی ہے : بَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ يَا أَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ۚ هُمُونَوْنَ کو بشارت ہو کہ آپ کی ذات ان پر اثر کا سب سے بڑا کرم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رحمت ہونے میں کوں شک کر سکتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ۝ رحمت باری تعالیٰ اور فضل خداوندی پر فرجعت و انبساط کا اظہار کرنا رب ذوالجلال کے حکم کی تعمیل کرنا ہے۔ چونکہ حضور سیدِ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس بنی مگتبی میں قدم رنجہ فرمانا اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان عظیم ہے۔ اس لئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس یوم سعید کو اس دنیا سے آب گل میں تشریف لاتے اُس دن مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ایتھا جو دسترت کی ہر ممکن صورت اختیار کریں۔ اور حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کر منقدس کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کافرمان ہے :

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدَّثْتُ بِهِ (اور اپنے رب کی نعمت کا خوب

چرچا کرو)

بخاری تشریف کے مطابق حضور سردارِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والستیمات نعمۃ اللہ ہیں۔ اس لئے یوم میلاد کو حضور پاک صاحبِ ولاد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خوب ذکر کرنا چاہئے۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً ہر پر کو رو زہ رکھا کرتے تھے جیسا کہ

حضرت ابو قاتدہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :
انہ سئل عن حبیا میر یوم الاشتین فقال ذلك يوم ولدت
فیه و انزلت علیٰ فیہ النبوة ۖ

حضرور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ پیر کے دن روزہ کیوں رکھتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اسی دن پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی کی ایضا ہوئی ۔

اس سے واضح ہو گیا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ وال تسیم ہر ہفتے میں ایک بالعینی پیر کے دن اپنی میلاد منیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں بھی آپ کی ولادت کا ذکر کر کے اظہارِ مسیرت کیا کرتے تھے۔ حاکم و طبری میں ہے کہ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ توبک سے واپس تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم : مجھ کو اجازت دیجئے کہ کچھ آپ کی مدح کروں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہو، اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سالم رکھے۔ انہوں نے آپ کے جونعت پڑھی اُس کے دو شعر ملاحظہ فرمائیے :

وَأَنْتَ لَنَا وُلِدْتَ . أَشْرَقْتِ الْأَرْضَ وَضَاءَتِ بِنُورِكَ الْأَفْوَقُ
فَنَحْنُ فِي ذِلِّكَ الْحِنْيَاءُ وَفِي النُّورِ وَسُبْلَ الرَّسَادِ نَخْتَرِقُ

ترجمہ : " اور جب آپ پیدا ہوئے آپ کے نور سے زمین چمک اٹھی اور آفاق روشن ہو گئے۔ تو ہم اسی ضیما رونور میں ہیں اور ہدایت کے لامسوں پر چل رہے ہیں ۔ "

میلاد تشریف پر فرجت و مسیرت کا اظہار کرنے والوں پر رب کریم کا فضل والعام ہوتا ہے۔ بخاری تشریف میں ابوالہب کے مرجانے کے بعد بعض لوگوں کو خواب میں ملنے کا واقعہ موجود ہے۔ جب ابوالہب کو اُس کی کنیز ثویہ نے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والاشتا کی ولادت کی نوید سنائی تو اُس نے ثویہ کو اس خوشی میں آزاد کر دیا۔ حضرت عروہ رضی اللہ

عنة فرماتے ہیں :

فلمامات ابو لهب اریہ بعض اہلہ بشرحیۃ قال لہ
ما ذا القیت قال ابو لهب لم الم ق بعد کم غیر اپنی سقیت
فی هذہ لعنتا قتی ثوبیۃ ۷

”ابو لهب کے مرنے کے بعد اہل خانہ میں سے بعض لوگوں نے اسے خواب میں
بُرّی حالت میں دیکھا اور اس سے پوچھا کیا حال ہے۔ اُس نے کہا یہاں
میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں۔ کبھی اس سے راحت نہیں ہوتی۔ ہمارے
مکھوڑا سایر اب کیا جاتا ہوں۔ اس لئے کہ میں نے (حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کی ولادت کی خوشی میں) ثوبیہ کو آزاد کر دیا تھا۔“

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے :
ذکر السهیلی ان العباس قال لما ابو لهب رأيته في منامي
بعد حول في شرحال فقال ما بقيت بعد كم راحة الا ان
العذاب يخفف عنى في كل يوم اثنين . قال و ذلك ان النبي
صلی الله علیہ وسلم ولد يوم الاثنين وكانت ثوبیۃ
بشرت ابو لهب بمولده ما عتقها . ۷

ترجمہ : ”سہیلی نے ذکر کیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
ابو لهب جب مر گیا۔ تو میں نے ایک سال بعد اُسے خواب میں دیکھا کہ
بہت بُرے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ تمہارے بعد مجھے کوئی راحت
نصیر نہیں ہوئی۔ لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ سے
عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے۔ حضرت عباس نے فرمایا یہ اس وجہ سے
کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن پیدا ہونے اور ثوبیہ نے
ابو لهب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی۔
تو ابو لهب نے اسے آزاد کر دیا تھا۔“

یہ روایت امام عبد الرزاق الصعافی نے المصنف میں (جلد ۸، ص ۲۰۷) حافظ نے الدلائل میں، ابن کثیر نے "السیرۃ النبویۃ من البدایۃ" (جلد ۱، ص ۲۲۳) میں، ابن الدین الشیبانی نے حدائق الواری میں (ج ۱، ص ۱۳۴) میں، حافظ البغومی نے شرح السنۃ (ج ۹، ص ۶۷) میں، ابن ہشام اور سیلی نے الروضۃ الانف (ج ۵، ص ۱۹۲) میں، العاشری نے بحجه المحافل (ج ۱، ص ۱۲) میں روایت کی ہے۔ بھی کہتے ہیں کہ یہ روایت جو اگرچہ ایک مرسلاً روایت ہے، قابل قبول ہے، کیونکہ امام بنخاری نے اسے نقل کیا ہے۔^۹

حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین المشقی فرماتے ہیں : " یہ ایک کافر تھا۔ اس کی نمدت میں یہ آیت نازل ہوئی (تَبَّتْ يَدَا) اس کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے وہ ہمیشہ جہنم کی آنکھ میں جلتا رہے گا۔ روایت میں ہے کہ پیر کو اس کا عذاب ہمیشہ بلکا کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر اُسے خوشی ہوئی تھی۔ لہذا اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے کہ ساری عمر حضرت احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خوش رہا اور ایک موحد کی حیثیت سے اپنے اللہ سے جا ملا۔"

محمد بن عبد الوہاب نجدی کے لخت جگر شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نجدی نے بھی لکھا ہے : "ابولہب کافرنے والادت نبویؐ کی خوشی میں اپنی کنیزِ ثویہ کو آزاد کیا تو اس کافر کو قبر میں ہر پیر کو سکون بخش مشروب چو سنے کو ملتا ہے تو اس موحد مسلمان کا کیا حال ہو گا جو میلاد البنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی منا ہے۔"

محمد بن حوزی نے یہ روایت اپنی کتاب "مَوْلِدُ الْعَرَوْسِ" میں نقل کی ہے :

وَمَنْ أَنْفَقَ فِي مَوْلِدِهِ دِرْهَمًا كَانَ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ شَافِعًا وَمُسْفَعًا وَأَخْلَفَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِكُلِّ دِرْهَمٍ عَشَرًا۔^{۱۰}

ترجمہ : " جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد میں ایک درہم خرچ کیا تو

حضرت محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے لئے شافع مشفع ہوں گے اور میلاد میں خرچ کئے گئے ہر درہم کے عوض اللہ تعالیٰ اس کو دس درہم زیادہ ثواب ٹواب عطا فرمائے گا۔“

حضرت محمد دالفت ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

”۱۲۔ ربیع الاول کو ہم نے نیازِ نبویؐ کے لئے قسم قسم کے کھانے پکانے اور ایک محفلِ مسیرت قائم کرنے کو کہا۔“ ۳۴
اسی مکتوب میں آگے چل کر ارشاد فرماتے ہیں کہ :

”اپھی آواز کے ساتھ قرآن، قصیدہ، نعمت تحریف اور فضائل بیان کرنے میں کیا مرضائقہ ہے؟“ ۳۵

”الدُّرُّ الْمُجْمَعُ“ میں حضرت شاہ ولی اللہؓ اپنے والدِ گرامی حضرت شاہ عبد الرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں ،

”میں ہر سال ہمیشہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد کے موقع پر کھانے کا اہتمام کرتا تھا۔ لیکن ایک سال میں کھاتے کا انتظام نہ کر سکا۔ ہال کچھ بھٹھنے ہوئے چنے لیکر میلاد کی خوشی میں لوگوں میں تقسیم کر دئے۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی خوشی کی حالت میں تشریف فرمائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے وہی پہنچنے رکھے ہوئے ہیں۔“ ۳۶

حاجی امداد اللہ مجاہر مکی ”فیصلہ ہفت مسَّلہ“ میں فرماتے ہیں :

”اوہ مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفلِ مؤلد میں شرکیک ہوتا ہوں بلکہ ذریعۃ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔“ ۳۷
حوالشی صفحہ ۱۱۸ پر ملاحظہ فرمائیں

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com